مسلمان خواتین کی علمی خدمات

مؤلف:

علامہ سید غلام مصطفٰے البخاری عقیل

عالمی دعوتِ اسلامیہ
۱- فصیح روڈ، اسلامیہ پارک لاہور، فون: ۷۵۹۴۰۰۳

مُسلمان خواتین

کی

علمی خدمات

مؤلف:

علامہ سیّد غلام مصطفٰے بخاری عقیل

عالمی دعوتِ اسلامیہ

۱- فصیح روڈ، اسلامیہ پارک لاہور، فون: ۷۵۹۴۰۰۳

نام کتاب ________ مسلمان خواتین کی علمی خدمات

مولف ________ علامہ سید غلام مصطفیٰ بخاری عقیل

ابتدائیہ ________ مفتی محمد خان قادری

طابع ________ ملک محبوب الرسول قادری

ناشر ________ عالمی دعوت اسلامیہ

اشاعت اول ________ نومبر 1997ء

بمطابق رجب المرجب 1418ھ

تعداد ________ گیارہ سو

قیمت ________ روپے

انتساب

اپنی اس حقیر کاوش کو امہات المومنین رضوان اللہ علیھن و سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزھرا سلام اللہ علیھا کی ذوات عالیہ کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں اور اسے اپنی بخشش کا ذریعہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

تہدیہ

عظیم والدین واساتذہ کے نام

سید غلام مصطفیٰ عقیل
ناظم اعلیٰ جامعہ مدینۃ العلم رانا ٹاؤن
تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ

بسم الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

مفتی محمد خان قادری

اسلام نے عورت کو معاشرہ میں جو مقام دیا اور دلایا ہے اس کا کسی اور مذہب میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا' اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے حقوق و فرائض کے بارے میں نہایت ہی حسیں انداز میں فرمایا۔

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة واللہ عزیز حکیم (البقرہ)

خواتین اور مردوں کے حقوق و فرائض ایک دوسرے پر برابر ہیں البتہ مرد کو ایک درجہ فضیلت حاصل ہے اور اللہ غالب و حکمت والا ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں پر یہ واضح فرمایا ہے کہ قدرتی و فطرتی انعامات میں حسد نہ کرو اور انہیں دوسرے میں دیکھ کر آرزو بھی نہ کرو ان معاملات کو اس کی حکمت کے سپرد کرو' ہاں اس کے علاوہ جدوجہد کے جتنے میدان ہیں وہ تمام ہر ایک کے لئے کھلے ہیں کوئی جتنی محنت و مشقت کرے گا اس قدر اسے دنیا و آخرت میں درجہ نصیب ہو گا' ارشاد فرمایا۔

ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضھم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسئلوا اللہ من فضلہ ان اللہ کان بکل شئی علیما

اس کی آرزو نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے' مردوں کے لئے حصہ جو کچھ وہ کمائیں اور خواتین کے لئے حصہ ہے جو وہ کمائیں اور اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا علم رکھتا

ہے۔

آخری الفاظ میں یہ بھی تلقین و تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ فضل کا سوال کرتے رہا کرو کیونکہ کام عدل سے نہیں بلکہ فضل سے بنے گا۔

عدل کریں تے تھر تھر کمبن اچیاں شاناں والے
فضل کریں تے تو بخشے جاون میں جے منہ کالے

ایک مقام پر قرآن مجید میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے عمل کو ہرگز ضائع نہیں فرماتے خواہ وہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت

انی لا رفیع عمل عامل منکم من ذکر اوانثی — میں تم میں سے کسی عمل والے کا عمل ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد یا عورت

انہی تعلیمات کی وجہ سے مسلمان خواتین نے اسلام کی مقررہ تر مردہ حدود کی پابندی کرتے ہوئے ہر دور میں شاندار کارنامے سر انجام دیئے ان کارناموں کو اجاگر کرنا ہمارے معاشرے کی نہایت ہی اہم اور اشد ضرورت ہے' زیر نظر کتاب میں علامہ سید غلام مصطفیٰ بخاری عقیل نے ان میں سے ایک گوشے "مسلمان خواتین کی علمی خدمات" پر کافی مواد جمع کر دیا ہے' اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو قبول فرمائے

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ کے توسل سے عالمی دعوت اسلامیہ کو مزید ترقی عطا فرمائے جو اہم موضوعات پر قوم کو نہایت علمی و تحقیقی مواد فراہم کر رہی ہے۔ آپ بھی اس کے دست و بازو بن جایئے تاکہ مل جل کر معاشرے میں علم و عمل کی تحریک بپا کی جا سکے۔

اسلام کا ادنیٰ خادم
محمد خاں قادری
جامعہ اسلامیہ لاہور
بروز منگل یکم جولائی ۱۹۹۷ء

فہرست

پیش لفظ ۴
باب اول
غیر مسلم تہذیبیں اور عورت کا مقام
یونانی تہذیب اور عورت ۲۵
رومی تہذیب اور عورت ۲۶
یہودی تہذیب اور عورت ۲۷
عیسائی تہذیب اور عورت ۲۸
ہندو تہذیب اور عورت ۳۱
زمانہ جاہلیت میں عورت ۳۲
ٹھوکر کا پتھر ۳۵
ماں کا مرتبہ و حالت ۳۶
باب دوم ۳۹
ظہور اسلام اور عورت کے مقام کا تعین ۳۹
چار حیثیتیں چار ادوار ۳۹
بحیثیت بیٹی اصلاحات ۴۲
بہن کی حیثیت ۴۲
بیوی کی حیثیت میں اصلاحات ۴۴
دیگر اقدامات ۴۸

خاتون بحیثیت ماں
مجموعی طور پر خاتون کے لئے جدوجہد ۵۰
علمی ترقی کے لئے جدوجہد ۵۵
علم کی اہمیت ۵۸
خاتون کی علمی ترقی و اسلامی عہد ۶۱
خواتین دور رسالت کے بعد ۶۳
حیرت ناک علم کی حامل چند خواتین ۶۵
برصغیر ایک خاتون کا ممنون ہے ۶۷
شاعری و فنون شتی ۶۸
بے مثال طبیبہ ۶۹
ضروری وضاحت ۷۱

باب سوئم ۷۱

صحابیات ۷۲
حضرت عائشہ صدیقہ حالات و علمی خدمات ۷۳
خصوصیات عائشہ ۷۴
خدمات و مراتب علمیہ ۷۵
علم تفسیر ۷۷
علم اسرار دین ۷۸
علم حدیث ۷۹
فن درایت (تنقید) ۸۰
علم فقہ ۸۱
خدمات و تلامذہ ۸۲
ام سلمیٰ ام المومنین ۸۳
عجیب اتفاق ۸۴
نکاح ثانی ۸۸
اصابت رائے ۸۹

علمی پایہ و خدمات	
تلامذہ ام سلمیٰ	۸۹
عالمہ ربانیہ کا کردار	۹۰
حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا	۹۰
چند مناقب	۹۲
القابات	۹۲
وفات	۹۳
علمی پایہ و خدمات	۹۴
حضرت اسماء بنت ابوبکر	۹۵
جرات و حق گوئی	۹۶
علمی خدمات	۹۶
اسماء بنت عمیس	۹۷
علمی خدمات و علمی پایہ	۹۷
نفقہ	۹۸
فاطمہ بنت قیس الفہریہ	۱۰۱
باب چہارم	۱۰۱
تابعیات	۱۰۲
عمرہ بنت عبدالرحمٰن	۱۰۳
ہجیمہ بنت حیی الاوصابیہ	۱۰۳
علمی خدمات و شوق حصول علم	۱۰۴
عائشہ بنت طلحہ	۱۰۴
علم و فضل و خدمات علمیہ	۱۰۴
عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص	۱۰۵
سکینہ بنت حسین (ابنۃ الرسول)	۱۰۶

علمیت ۱۰۸
حیرت انگیز قوت برداشت ۱۰۹
سخاوت ۱۰۹
وفات ۱۱۰
دفرہ تابعیہ ۱۱۰
حفصہ بنت سیرین ۱۱۰
صفیہ بنت عبید ۱۱۱
فاطمہ بنت منذر ۱۱۲
قمیر بنت عمر / ام دردیٰ الصغریٰ / امیرہ ۱۱۲
دیگر شہرت یافتہ تابعیات ۱۱۳
خواتین کی علمی ہنگامہ خیزیاں ۱۱۳

باب پنجم

۱۱۷
محدثات اسلام ۱۱۷
مختلف اعصار و امصار کی اہل علم خواتین ۱۱۸
دوسری تیسری صدی ہجری ۱۱۸
ام عمر بنت حسان بن زید ثقفی ۱۱۸
تلامذہ حدیث ۱۱۸
زینب بنت سلیمان الہاشمیہ ۱۱۹
عابدہ المدنیہ ۱۱۹
سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید نفس ذکیہ ۱۲۰
چوتھی صدی کی محدثات ۱۲۲
طاہرہ بنت احمد بن یوسف الازرق ۱۲۲
فاطمہ بنت ہلال بن احمد الکرخی ۱۲۳
امۃ السلام بنت قاضی ابوبکر بن کامل ۱۲۳
فاطمہ بنت عبدالرحمن ۱۲۳
فاطمہ بنت حسن بن علی الدقاق ۱۲۴

ریمہ بنت احمد المروزیہ	۱۲۴
چھٹی صدی کی اساتذہ حدیث	۱۲۵
شہدی بنت احمد بن ابوالفرج الابری الدینوری	۱۲۵
ام الفتح المحدثہ	۱۲۶
عفیفتہ الاصبھانیہ	۱۲۶
بنت البطائحی	۱۲۶
فاطمہ بنت عبداللہ بن ابراھیم الخیری	۱۲۷
حفصہ بنت علی بن یحییٰ	۱۲۷
دیگر نامور محدثات	۱۲۷
زینب بنت عبدالرحمٰن بن حسن الجرجانیہ	۱۲۸
ام الخیر فاطمہ بنت علی	۱۲۸
ساتویں صدی کی محدثات	۱۲۹
زینب بنت احمد بن عبدالرحیم المقدسیہ	۱۲۹
ت الوزواء بنت عمر بن سعد التنوخیہ	۱۲۹
زینب بنت عبداللہ بن عبدالحلیم	۱۳۰
زینب بنت ابوالقاسم ام المويد	۱۳۰
فاطمہ بنت ابراھیم بن داؤد الھکاری	۱۳۱
عجیبہ الباقداریہ	۱۳۱
فاطمہ بنت ابراھیم بن غنائم	۱۳۱
فاطمہ بنت محدث جمال بن سلیمان الانصاری	۱۳۱
اٹھویں صدی اور خواتین محدثات	۱۳۲
زینب بنت عمر المقدسیہ	۱۳۳
عائشہ بنت محمد بن عبدالھادی المقدسیہ	۱۳۳
فاطمہ بنت ابراھیم بن محمود	۱۳۴
فاطمہ التنوخیہ	۱۳۴
زینب محمد بن عبدالرحمٰن الدمشقیہ	۱۳۴

زینب بنت سلیمان بن احمد الا سعرویہ ۱۳۵
زینب بنت احمد کامل ۱۳۵
جویریہ بنت عمر/ زینب بنت احمد بن عمر ۱۳۶
ھاجر بنت محمد ۱۳۶
کریمہ / زینب بنت مکی ۱۳۶
ست العرب ۱۳۶
نویں صدی ہجری کی محدثات ۱۳۷
ام الخیر امتہ الخالق ۱۳۷
ام ہانی مریم ۱۳۷
باقی خاتون بنت ابوالحسن ۱۳۷
عائشہ بنت ابوبکر بن محمد عمرالبائسہ ۱۳۸
دسویں صدی کی محدثات ۱۳۸
اسماء بنت موسیٰ کمال الدین ۱۳۸
عائشہ بنت محمد بن احمد ۱۳۹
امتہ المحلی بنت شرف الدین موسیٰ بن احمد الانصاری ۱۳۹
آسیہ بنت جار اللہ۔ بن صالح ۱۳۹
رجب بنت شہاب الدین القلیج ۱۳۹
ضروری وضاحت ۱۴۰
مصنفات ومولفات ۱۴۳
فاطمہ نیشابوریہ ۱۴۵
شریفہ الدھماء ۱۴۵
عائشہ بنت احمد بن عبداللہ بن احمد بن عبداللہ الطبری ۱۴۵
عائشہ بنت یوسف بن احمد بن ناصرالدین ۱۴۶
عروضہ مولاۃ عبدالرحمٰن بن علیون الکاتب ۱۴۶
فاطمہ ۱۴۶
فاطمہ بنت محمد بن احمد سمرقندی ۱۴۷

فیروزه بنت مظفر ۱۴۸
مریم بنت احمد بن ابراهیم الاوزاعی ۱۴۸
بنت الکبری رقمر ۱۴۸
زینب الملکیه ۱۴۸
ام الهناء بنت قاضی محمد عبدالحق بن عطیه ۱۴۹
بذل المغنیه ۱۴۹
دنانیرامته یحیٰ بن خالد البرمکی ۱۵۰
زبیده بالقسطنطنیه ۱۵۰
زینب بنت عثمان بن محمد ۱۵۱
شهده بنت ابونصراحمد بن ابوالفرج البغدادیه ۱۵۱
عائشه عصمت بن اسماعیل پاشا ۱۵۲
کریمه بنت محمد بن حاتم المروزیه (بار ثانی ۱۵۲
فاطمه (بار ثانی) ۱۵۳
فاطمه الرومیه ۱۵۳
فطنت بنت احمد پاشا ۱۵۴
زیغر خانم ۱۵۴
سلمیٰ محمصانی المومنه ۱۵۴
علیه بنت جودت پاشا ۱۵۴
مریم بنت جبرائیل ۱۵۵
فاطمه بنت جودت پاشا ۱۵۵
فطنت بنت جودت پاشا ۱۵۵
امته الله ۱۵۵
مریم بنت احمد ۱۵۶
سلطانه رضیه ۱۵۶
عائشه خاص ۱۵۶
سلطانه صعه ۱۵۶

فاطمہ بنت محمود	۱۵۶
ملک صنفی ناصف	۱۵۷
زینب بنت علی بن حسین فواز	۱۵۷
عجیب الباقداریہ (بار ثانی)	۱۵۷
فاطمہ بنت محمد الاصفہانیہ	۱۵۸
ہندوستان کی صاحب تصنیف خواتین	۱۵۹
گلبدن بیگم	۱۵۹
نجتہ سلطانہ	۱۵۹
زیب النساء مخفی	۱۵۹
بی بی سعیدہ	۱۶۰
بی بی نصیبہ	۱۶۰
بی بی صائمہ	۱۶۰
جہاں راء بیگم	۱۶۰
جمال النساء بیگم	۱۶۱
صغریٰ بیگم ہمایوں مرزا	۱۶۱
ام الاعظم	۱۶۱
امتہ القادر	۱۶۱
امتہ العزیز	۱۶۱
صاحبات دیوان	۱۶۱
زیب النساء مخفی (بار ثانی)	۱۶۲
چندہ مہ لقاء	۱۶۲
سلطانہ بیگم	۱۶۲
گلشن	۱۶۲
عابدہ	۱۶۲
شمس النساء شرم	۱۶۳
ایک سپاسنامہ	۱۶۳

صاحبات دیوان

چند دیگر خواتین ۱۶۴

باب ہفتم ۱۶۵

بانیات مدارس ۱۶۵

ربیعہ خاتون ۱۶۶

فاطمہ بنت محمد الفہری ۱۶۶

ترکان خاتون ۱۶۷

مریم بنت یعقوب الاندلسیہ ۱۶۸

طغائی زوجہ ملک الناصر قلاوون ۱۶۸

طالب الزمان الحبشیہ ۱۶۸

ابنہ قاضی شہاب الدین الطبری ۱۶۹

شریفہ شمسیہ ۱۶۹

والدہ سلطان مراد ۱۶۹

المونسہ المحدثہ ۱۷۰

تذکار بائی خاتون ۱۷۰

برکہ خانم ۱۷۱

فاطمہ بنت محمد جمال بن سلیمان الدمشقی ۱۷۱

ملکہ کورد جین ۱۷۲

ماء السماء بنت مظفر الساسولی ۱۷۲

مریم بنت شمس بن عفیف ۱۷۲

مونسہ بنت ملک المظفر ۱۷۲

نائلہ زوجہ مراد آفندی ۱۷۲

شہدیٰ بنت ابونصر فخرالنساء ۱۷۲

گیتی آراء بیگم ۱۷۳

البتہ الکریمہ ۱۷۴

مسعودہ بنت احمد الوزکیتی الورزوانی ۱۷۵

ست الشام ۱۷۵
فاطمہ بنت سلیمان ۱۷۵
مدرسہ خیر المنازل ۱۷۵
مدرسہ اگرہ ۱۷۶
مدرسہ لاہور ۱۷۶
مدرسہ صوفتیہ ۱۷۶
صغریٰ ٹرسٹ ۱۷۷

سخن ہاءگفتنی

جنرل ضیاء الحق تاریخ پاکستان کا ایک متنازعہ ترین کردار ہے جس نے فوجی ہوتے ہوئے بھی ایک شاطر سیاستدان کی طرح پی۔ این۔ اے کو شیشہ میں اتارا حکومت میں شامل کیا اور تحریک نظام مصطفیٰ میں قربانیاں دینے والی قوم کو اسلام پسند قیادت سے یوں متنفر کیا کہ اس نے اسلام پسندوں کے لئے اسمبلی کے دروازے تقریباً بند کر دیئے اور خود اسلام کا واحد ٹھیکیدار بن کر گیارہ سال تک ملک کا حکمران بنا رہا اور بیلٹ بکس میں سے اسلام کی جگہ ضیاء الحق برآمد کرتا رہا ان کا اسلام مسٹر اور ملا کے اسلام کے درمیان کی کوئی تیسری جنس تھا جس میں نماز قضاء نہ کرنا بھی ضروری تھا اور ننگی فلمیں دیکھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں تھا ظاہر ہے اس قسم کے اسلام سے جو نتائج مرتب ہوئے وہ اسی قسم کے ہوئے جن میں سے بے نظیر اور نواز شریف ایسی ناگزیر برائیاں جنم لے سکتی تھیں۔

اس دور کی یادگار قباحتوں میں جہاں کلاشنکوف کلچر۔ ہیروئن کا تعارف اور اسلام کے نام پر مر مٹنے کے جذبے کا بے غیرتی کی حد تک فقدان اور مسلم قومیت کے تحفظ کے لئے سب کچھ قربان کرنے والوں کا نسلی تعصب کاجو بی۔ جے۔ پی سے بھی بدترین نسلی تعصب ہےکاشکار ہونا ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کی نیم ملانا ایسی ہی ایک کوشش نظام زکوٰۃ اور حدود آرڈیننس کا اجراء تھا جس نے پولیس کے ہاتھ میں رشوت خوری کا بلینک چیک تھما دیا تھا نتیجہ یہ کہ مسلمانوں کی بہو بیٹیوں نے اسلامی حدود آرڈیننس اور پردہ کے خلاف مظاہرہ کرنے کی جرات کی اور اخبارات میں مسلسل اشتہارات بھی چھپوائے(یہ سب کچھ غلط رہنمائی کا نتیجہ تھا) ان حالات میں بہت سے اہل فکر و نظر نے خواتین کے تحفظ و تعلیمات کے حوالے سے مذاکرے۔ مضامین نویسی' اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سے اسلامی تعلیمات (خصوصاً پردہ اور حدود کے بارے میں) واضح کرنے کی مقدور بھر سعی کی اس سعی میں کچھ حصہ سہ ماہی المنہاج سیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری

والوں کا بھی تھا جنھوں نے حیثیت نسواں نمبر تین حصوں میں چھاپ کر ایک بڑی خدمت انجام دی۔

مؤلف کو بھی اسی نمبر کے لئے بوساطت محقق اہل سنت استاذی المکرم علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ "مسلمان خواتین کی علمی خدمات" کے عنوان سے لکھنے کا موقع ملا۔ ابتداء خیال تھا کہ تھوڑا سا لکھا جائے مگر شدہ یہ مقالہ ۶۰ صفحات تک ضخیم ہو گیا جس میں سے کچھ تو چھپ گیا کچھ رہ گیا۔

اس کی افادیت کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کیا کہ اس کو کتابی شکل دی جائے اور اس کی افادیت میں اضافہ کرنے کے لئے اسلام کی خاتون کے حقوق کے لئے جد و جہد کو شامل کیا جائے اور قلم کو صرف علمی خدمات جن میں تدریس تصنیف و تالیف یا مدارس کی بنا تک محدود رکھا جائے یوں تقریباً ڈیڑھ سو صفحات کا کتابت شدہ مواد بن گیا تو کتاب بن گئی مگر طباعت کے لیے نہ بالذات ذرائع تھے نہ بالواسطہ کہ بالواسطہ ذرائع میں کوئی نہ کوئی اشاعتی ادارہ ہو سکتا تھا مگر افسوس کہ کہ کئی اشاعتی اداروں سے رابطہ کیا کئی نے تو اپنے ہاں سابقہ اشاعتی مواد کی کثرت کا بہانہ کیا کسی نے مسودہ یونہی نکالنے کی سعی کی تاکہ اگر شائع کیا جائے تو کچھ دینا نہ پڑے یا یوں ضائع کیا جائے کہ اپنی مرضی کے مولف یا مصنف کے نام پر شائع کیا جائے یا دبا لیا جائے اور ظاہر ہے کہ یہ صورت حال ایک لکھنے والے کے لئے کتنی حوصلہ شکن ہے ہر ذی شعور پر واضح ہے اس نقطۂ نظر سے تو کسی قلمکار کا حوصلہ کبھی نہیں ہو گا کہ وہ کچھ لکھنے کی جسارت کرے چاہے وہ افکار افلاطون و حکمت لقمان ہی کیوں نہ لکھتا ہو جب تمام اشاعتی اداروں کی متفقہ رائے ہو کہ لکھنے والے کو قلاش اور محتاج رکھو تاکہ معاشی مسائل میں الجھ کر وہ کوئی ایسا شہکار تخلیق نہ کر لے جو اسے اشاعتی اداروں کی محتاجی سے نکال دے/یہی وجہ ہے کہ ہر اشاعتی ادارے نے ایک قلم کا مشتی اپنے کھونٹے سے باندھ رکھا ہے اور اپنی مرضی کا کام اس سے گھسٹوا رہے ہیں اور وہ کوئی تخلیقی اعلیٰ پیمانے کا کام نہیں کر پا رہے۔ ورنہ ان میں صلاحیتوں کی کوئی کمی نہیں تخلیقی کام کرنے والوں کو کس طرح کا ماحول ملے کہ وہ پوری فراغت سے کام کریں اس کی مثال مولانا عبدالحی لکھنوی کو ان کے والد کی طرف سے فراہم کی جانے والی سہولتوں سے دی جا سکتی ہے (جب وہ کتب لکھنے کا کام کر رہے تھے) کہ ان کے کمرے کے آٹھ دروازے تھے ہر دروازے کے سامنے

ہر وقت ہر ضرورت کی چیز موجود ہوتی تھی تاکہ وہ لکھتے ہوئے کسی عنوان کو ادھورا چھوڑ کر باہر آئیں تو چیز کی تلاش میں ان کا ذہن نہ الجھ جائے اور تسلسل ختم ہو جائے اگرچہ سنی قلمکار اس طرح کی خوابناک سہولتوں کا مطالبہ نہیں کرتے مگر پھر بھی ان کو کم از کم معقول معاوضہ تو ملنا چاہئے اور ان کے کام کو نفع نقصان سے ہٹ کر شائع کرنا چاہیے تاکہ علمی ذخیرہ میں اضافہ ہو۔

سروش پبلشرز (منہاج القرآن) نے اس کتاب کو چھپوانے کا بیڑا اٹھایا تھا کتابت بھی کروالی تھی مگر نجانے کیوں وہ مالی بحران کا شکار ہو گئے اور یہ کتابت شدہ کتاب رہ گئی۔ اب خدا بھلا کرے محب ترویج مسلک اہل سنت علامہ مولانا مفتی محمد خاں صاحب قادری کا جنھوں نے محض مسلکی درد کے پیش نظر اور اس بات کو پیش نظر رکھ کر کہ مجھے ایسا قلم گھسیٹو کہیں حوصلہ نہ چھوڑ دے اس کی طباعت کا بیڑا اٹھایا اور اب یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں بہت سی خامیاں بھی ہیں جن میں سے مواد بہت کم ہونا بھی ہے تاہم اسے خشت اول سمجھیں کہ میں مایوسی کی وجہ سے اسے بھی بہت زیادہ مواد سمجھ رہا تھا۔

اگر قدرت نے توفیق دی اور آپ نے حوصلہ افزائی کی تو اس سے اگلا ایڈیشن اشاعت اس سے بہت ضخیم اور مختلف ہو گا۔

اہل علم و قلم غلطی کی اصلاح کریں اور یہ بھی ملحوظ رکھیں کہ اس موضوع پر لکھی جانے والی یہ پہلی کتاب نہیں مگر مکتبہ فکر اہل سنت کے پلیٹ فارم پر یہ یقیناً پہلی کتاب ہے اور انشاء اللہ آپ اسے دیگر کتب سے بہت مختلف اور ایک خاص دائرہ میں رہ کر بحث کرنے والی پائیں گے جس سے قاری کا ذہن خود بخود ایک نقطہ پر مرتکز ہو کر تیار ہونا شروع ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے۔

من آنم کہ

نام سید غلام مصطفیٰ عقیل بن پیر سید بہادر شاہ صاحب مرحوم بن غوث زمان پیر سید زماں شاہ صاحب درویش' سلسلہ نسب تقریباً بیس داستانوں سے برصغیر کے سربر آوردہ ولی اللہ شیخ الاسلام حضرت سید جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے ملتا ہے۔

گھریلو ماحول گھر کا ماحول خالصتاً دینی اور سادات کے گھرانوں جیسا روحانی تھا۔ آدھی رات کے بعد سے گھر میں ذکر و اذکار اور صلوٰۃ و دعا کا غلغلہ بلند ہوتا اور چاشت تک جاری رہتا۔

پیدائش ۲۵ دسمبر ۱۹۵۸ء کو ضلع باغ آزاد کشمیر کے مشہور معروف روحانی و علمی مرکز جبی سیداں میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و ترتیب

قرآنی تعلیم سکول داخلہ سے قبل گھر میں والدہ سے مکمل کی جو باقاعدہ حاصل نہیں کی گئی تھی بلکہ بڑی ہمشیرہ صاحبہ قرآن پڑھ رہی ہوتی تھیں اور میں سن لیتا اور پھر یاد بھی کر لیتا۔ اس بات کو والدہ صاحبہ نے اس وقت محسوس کیا جب وہ قرآن ختم کرانے والی تھیں کہ جب میں نے ہمشیرہ کی غلطیاں نکالنا شروع کیں تو انہوں نے حیران ہو کر مجھ سے سنا اچھا سنانے پر بہت خوش ہوئیں اور مجھے قرآن پڑھا ہونے کا سرٹیفکیٹ مل گیا اس کے بعد کسی استاد نے قرآن نہیں پڑھا البتہ دورہ حدیث کے سال میں روایت حفص کرتے ہوئے سارے قرآن کی حدر سنائی۔

سکول کی تعلیم' پرائمری سکول جبی سیداں سے سکول کی تعلیم کا آغاز کیا اور ہر سال مڈل ہائی اور پرائمری سکولوں میں ٹاپ کرتا رہا' تیسری تک پڑھ سکا تھا چوتھی کلاس جاری تھی کہ ۱۹۶۵ء میں درہ حاجی پیر کے علاقے پر بھارت کا حملہ ہو گیا اور ہم مہاجر ہو کر

پلندری چلے آئے جہاں دیوبند مکتبہ فکر کا شہرت یافتہ دینی ادارہ "دارالعلوم تعلیم القرآن" مولانا محمد یوسف صاحب کی سرپرستی میں چل رہا تھا۔

دینی تعلیم

پلندری آ کر سکول میں داخل ہوا مگر وہاں مقامی طلبہ اور اساتذہ میری غیر معمولی کارکردگی کو دیکھ کر مجھے پریشان کرتے اور تعصب کا اظہار کرتے کہ غیر مقامی ہو کر مقامی سکول کے بچوں سے کہیں زیادہ باصلاحیت کیوں ہے اس کیفیت کو دیکھ کر سکول سے دل اچاٹ ہو گیا اور میں نے پلندری مدرسہ جانا شروع کر دیا جہاں میری حوصلہ افزائی ہوئی اور یوں ایک ماہ میں اڑھائی پارے حفظ کر کے امتحان دیا کہ سالانہ امتحان قریب تھے اور آئندہ سال درس نظامی کا آغاز کیا دو سال تک یہاں درس نظامی پڑھا اور ہر سال جامعہ میں اول آ کر خاں عبدالحمید خاں صاحب مرحوم سابق صدر آزاد کشمیر سے انعام لیتا رہا تیسرے سال مدرسہ نے اس لڑکے کے لیے جو مدرسہ کو ٹاپ کرے گا انعام اور خصوصی مراعات اور خصوصی استاد برائے تربیت مقرر کرنے کا اعلان کیا تو جامعہ کے باصلاحیت طلبہ میں زبردست دوڑ لگ گئی اور یہ مقابلہ میں نے بڑے مارجن سے جیتا لیکن پھر میرے لئے وہی مقامی تعصب کا مسئلہ کھڑا ہو گیا اور وہاں رہنا مشکل ہو گیا' اور میں دارالعلوم تعلیم الاسلام حنفیہ عباس پور مولانا محمد یونس ہزاروی کے ہاں منتقل ہو گیا جہاں میں نے دو سال مزید تعلیم حاصل کی لیکن چونکہ میرے خاندان کا تعلق اہل سنت بریلوی سے تھا بلکہ ہمارے گھروں میں پیری مریدی کا سلسلہ جاری تھا اور میں دیوبندی اساتذہ کے زیر اثر ان تمام چیزوں کو شرک و بدعت سمجھتا تھا نتیجہ یہ کہ مجھے والد صاحب نے زبردستی اٹھایا اور جامعہ رسولیہ شیرازیہ میں داخل کروا دیا ان تین چار سالوں کے دوران ایک مرتبہ مجھے مولانا غلام اللہ خاں صاحب کے دورہ قرآن میں بھی حاضر ہونے کا موقع ملا۔

جامعہ رسولیہ میں داخلہ سے قبل مجھے دربار حضرت شاہ محمد غوث رحمتہ اللہ علیہ پر دورہ قرآن پڑھنے کا اتفاق ہوا اور مولانا محمد سعید احمد نقشبندی سابق خطیب دربار حضرت داتا صاحب اور علامہ محمد مقصود احمد صاحب حال خطیب دربار حضرت داتا صاحب نے قرآنی مطالب کو یوں سمجھایا کہ بہت سی گرہیں کھلتی چلی گئیں مگر اس میں زیادہ کمال حضرت شاہ محمد غوث کے تصرف اور سیدنا سید الاولیاء والاتقیاء حضرت داتا گنج بخش صاحب کی نظر کرم کا تھا جن کے دربار پر مجھے بہمراہی مولانا محمد سعید احمد صاحب حاضری کا شرف

حاصل ہوتا رہا۔

ایک سال جامعہ رسولیہ میں پڑھنے کے بعد ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دوران جامعہ نظامیہ لوہاری گیٹ میں داخل ہوا اور پھر ۱۹۷۵ء تک چار سال یہاں زیر تعلیم رہا اور ۱۹۷۵ء میں تنظیم المدراس کے دوسرے بیچ میں اعلیٰ ترین پوزیشن کے ساتھ امتحان پاس کیا اور دینی علوم سے فارغ ہوا۔

جدید تعلیم کی تکمیل

دینی تعلیم میں شمولیت کی بناء پر چونکہ جدید تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا تھا لہٰذا فراغت کے بعد تدریس کی مصروفیت کے ساتھ جدید تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا میٹرک ایف اے اور بی اے کیا اور ابھی تک ایم اے کا یونیورسٹی سے موقع نہیں مل سکا۔

تدریس نعیمہ میں بطور مدرس جبکہ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۹۰ء تک سواء ایک سال کے وقفہ کے جامعہ نظامیہ میں ۱۹۹۰ء میں جامعہ نعیمہ ۱۹۹۱ء جامعہ جماعیہ حیات القرآن میں بطور صدر مدرس اور ۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۵ء تین سال جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن میں سینئر مدرس کے تدریسی فرائض سرانجام دیئے ۱۹۹۵ء سے تا ایں دم اپنی بنا کردہ جامعہ بنام جامعہ مدینہ العلم رجسٹرڈ رانا ٹاؤن تحصیل فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ میں درس کا سلسلہ جاری ہے۔

اوقاف کی ملازمت اکتوبر ۱۹۸۰ء میں محکمہ اوقاف پنجاب میں امام خطیب ملازمت اختیار کی اور اکتوبر ۱۹۹۳ء میں ترقی یاب ہو کر ڈسٹرکٹ خطیب بنا اور تادم تحریر بحیثیت ڈسٹرکٹ خطیب بھاری ذمہ داریاں بفضلہٖ اللہ تعالیٰ نبھا رہا ہوں۔

تصنیف و تالیف استاذ الاساتذہ سرمایہ اھل سنت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی نے فراغت کے ساتھ ہی ہمیں قلم پکڑنے کا طریقہ سکھا دیا تھا سو اس کے بعد آج تک کسی نہ کسی حیثیت سے قلم و قرطاس سے تعلق قائم رہا اور کوشش یہ ہے تاحین حیات قائم رہے اس عرصہ میں جو کچھ لکھا جا سکا وہ سارا تو محفوظ نہیں رہا جو محفوظ ہے وہ کچھ یوں ہے۔

۱۔ ارتقاء فقہ اسلامی (غیر مطبوعہ) تاریخ فقہ پر مبسوط کتاب۔

۲۔ شاہ جیلاں بے مثال مبلغ اسلام (مطبوعہ) غوث پاک کے کار تبلیغ پر ایک شاندار کاوش

۳۔ تعلیقات رضا اعلیحضرت کے حاشیہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کا ترجمہ تحقیق

مسلمان خواتین کی علمی خدمات
اعلیحضرت اور ان کے خلفاء کی دینی خدمات مسودہ گم کردہ کنز الایمان سوسائٹی
ترجمہ۔ تفسیر بنوی مطبوعہ پنجابی سے اردو گیارہواں پارہ حاشیہ قدوری عربی (زیر ترتیب)
اسلام کا نظام عدل و احسان (۴۰ صفحات کا مقالہ ۔ شائع کردہ وزارت مذہبی امور
حکومت پاکستان اور دیگر بے شمار مضامین اخبارات رسائل میں شائع شدہ

دینی و ملی تحریکوں میں حصہ

دور طالب علمی میں جمعیت علماء جموں و کشمیر سے بطور عہدہ دار جمعیت علماء پاکستان سے بطور ممبر اور انجمن طلبہ اسلام سے وابستہ ہو گیا جمعیت علماء جموں و کشمیر کا دوران طالب علمی لاہور کا سیکرٹری جنرل رہا۔ اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں انجمن طلبہ اسلام کے پلیٹ فارم سے مولانا محمد اقبال اظہری (جنرل سیکرٹری جے۔ یو۔ پی) پنجاب سردار محمد خان لغاری (سابقہ جنرل سیکرٹری جے۔ یو۔ پی پنجاب) کے ہمراہ تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور گرفتار ہو کر دو ماہ تک جیل رہا ضمانت پر رہا ہو کر ایک سال تک عدالت میں مقدمہ کی پیشیاں بھگتیں۔

۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا اور ۱۹ اپریل ۷۷ کو سارا دن فائرنگ رینج میں رہا مگر محفوظ رہا کہ یہی خدا کو منظور تھا۔ ۱۹۸۵ء اور ۱۹۹۰ء میں جمعیت علماء جموں و کشمیر کے پلیٹ فارم سے آزاد کشمیر اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لینے کے لئے کاغذات جمع کرائے مگر جماعتی پالیسی کے تحت الیکشن سے دستبردار ہو گیا۔ ۱۹۸۸ء میں جمعیت علماء جموں کشمیر کا مرکزی ڈپٹی سیکرٹری بنا دیا گیا اور تا حال یہ عہدہ میرے پاس ہے۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو جماعت اہل سنت جموں و کشمیر کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔

سنی جہاد کونسل کا تاسیسی رکن / رکن اعلیٰ اختیاراتی کونسل اور نائب ناظم اعلیٰ تاحال ہوں اور دو ماہ تک مولانا سعید احمد مجددی کی جگہ قائم مقام ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے بھی خدمات سر انجام دیں اور مہاجر کیمپوں میں قربانی کے موقع پر دو لاکھ جو بیس ہزار روپے سے زائد قربانی کے لئے تقسیم کیا۔

جمعیت علماء پاکستان کا ضلع لاہور کا سینئر نائب صدر بھی رہا اور اب تک جمعیت کے ساتھ غیر متزلزل وابستگی برقرار ہے۔

جامعہ مدینہ العلم کی تاسیس

۳ جولائی ۱۹۸۹ء کو رانا ٹاؤن تحصیل فیروزوالا کے علاقہ میں شدید ضرورت کے پیش نظر جامعہ کی تاسیس کی جو اس وقت الحمد للہ ناظرہ/ حفظ/ تجوید/ درس نظامی (برائے طلبہ و طالبات) کے شعبوں میں گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ اور درجن بھر اساتذہ خدمات تدریسی انجام دے رہے ہیں۔

اساتذہ۔ راقم کو دیوبندی اور بریلوی دونوں مکتب فکر کے علماء سے استفادہ کا موقع ملا چنانچہ دیوبندی اساتذہ حسب ذیل ہیں مولانا محمد یوسف صاحب مولانا محمد اسحاق مولانا خلیل الرحمٰن، مولانا محمد صدیق مولانا عبدالغفور مولانا محمد صادق، مولانا عبدالودود، مولانا سیف الرحمٰن مولانا عبدالرحمٰن، مولانا محمد یونس، مولانا امیر الزمان صاحبان

جبکہ سنی اساتذہ حسب ذیل ہیں جن سے استفادہ کیا۔

مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی۔ مولانا مفتی محمد گل احمد عتیقی۔ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ مولانا عطا محمد متین مولانا حسن الدین ہاشمی، مولانا مفتی محمد مہرالدین جماعتی۔ مولانا محمد علی نقشبندی مولانا محمد صدیق صاحب چشتی

یہ اساتذہ وہ تھے جن سے باقاعدہ استفادہ کیا بہت سے اساتذہ ایسے ہیں جن سے ماہر مضمون ہونے کے ناطے بعض مضامین میں استفادہ کیا اور بعض صورتیں تو دلچسپ تھیں مولانا مفتی امیر عالم سے میں نے شرح وقایہ کا مسئلہ طہر متخلل اور مزارعت مساقات اور ربوا، وغیرہ کے تیرہ ابواب تھے۔ جب کہ وہ ہسپتال میں زیر علاج تھے۔

تنظیم المدارس کی تشکیل کا پہلا اجلاس اپنے ہاتھ سے لکھے خطوط کے ذریعہ بلوانے اور پہلے آفس سیکرٹری کی حیثیت سے کام کرنے کا بھی راقم کو اعزاز حاصل ہے۔

تلامذہ

راقم کے بے شمار تلامذہ ہیں جن میں سے چند ایک نمایاں حسب ذیل ہیں مولانا فضل حنان صاحب، سعیدی مولانا خادم حسین سعیدی، مولانا غلام محمد سعیدی، مولانا محمد یٰسین چشتی، مولانا محمد ارشد چشتی، مولانا محمد اعظم، مولانا محب اللہ اظہر، مولانا ظہور احمد جلالی، مولانا اشرف شاہ، مولانا محمد نذیر، مولانا محمد اسلام، مولانا ظہیر بٹ، مولانا شیخ فرید، تحصیل مفتی مظفر آباد مولانا محمد یونس لیکچرر ڈگری کالج دھیر کوٹ پیر سید علی رضا سجادہ

نشین بساہاں شریف پیر ظہیر الدین نیریاں شریف مولانا ممتاز احمد سدیدی حال معلم جامعہ الازھر شریف علاوہ ازیں ہزارہا لوگ ہیں جنہوں نے استفادہ کیا اور اس وقت کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔

باب اول

غیر مسلم تہذیبیں اور عورت کا مقام

عورت شجر انسانیت کی جڑ ہے کہ **"انا خلقنا کم من ذکر وانثیٰ"** سے یہی حقیقت آشکار کی گئی ہے۔

عورت رونق بزم کائنات ہے کہ **"زین للناس حب الشھوات من النساء"** میں مذکور سامانہائے دل بستگی میں سرفہرست ہے۔

عظیم تر ہے کہ ہر عظیم انسان کو اسی نے پروان چڑھایا۔

مگر انسانوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

یہی کہ یہ نہ پیدائشی غلام تھی نہ سمجھی جاتی تھی پھر بھی تا طلوع اسلام جملہ عالم اور بعد از ظہور اسلام، ضیاء اسلام سے غیر منور رہ جانے والے ممالک میں وہ غلاموں سے بھی بد ترین سلوک کی مستحق رہی۔

اسے کوئی حق دینا تو درکنار کسی شخص کو اس کے حق میں آواز بلند کرنے کا بھی حق نہ تھا نہ کوئی اس کا روا دار تھا۔

انسان نسوانی احترام کے گراف کو نیچے لانے میں باہمی مسابقت میں مصروف تھے۔

عارف تمہیں نہیں ہو محبت میں خستہ حال
اس راستہ میں اور بھی آشفتہ سر ملے

جاہلی معاشرے کو تو چھوڑیئے وارثان منبر و محراب اور مدعیان تہذیب و تمدن معاشروں میں اسلام سے قبل عورت کی کیا حالت تھی؟ ملاحظہ ہو۔

یونانی تہذیب اور عورت

تا این دم امام علم و حکمت تسلیم کئے جانے والے معاشرہ میں خاتون کا مقام رفیع یہ تھا کہ یونانی عورت کو کمتر مخلوق سمجھتے جس خاتون کے ہاں خلاف فطرت بچہ پیدا ہو جائے اسے مار ڈالتے اسپارٹا میں قومی سپاہی پیدا نہ کر سکنے والی خاتون کو قتل کر دیا جاتا عورتوں کو نسل کشی کے مقاصد کے لئے خاوندوں سے عاریتاً" لے لیتے جو عموماً" خاوند کے پاس بچہ ہو چکنے کے بعد کرتے بیوی خاوند کی وصیت کے مطابق اس کے پسندیدہ

افراد کے لئے مال میراث بنتی اور دیگر اموال کی طرح متعلقہ شخص کی ملکیت قرار پاتی خواتین کی تعلیم کا کوئی بندوبست نہ تھا مدارس صرف مردوں کے لئے قائم کئے جاتے حالانکہ یہ لقمان، افلاطون، ارسطو، فیثا غورث، جالینوس سقراط، اور بقراط کی سرزمین تھی جو مہد علم و حکمت تھی۔

یہ سارے نام پڑھ کر مت سمجھئے کہ چلو اگر تعلیم نہیں دیتے تھے تو کیا ہوا دیگر حقوق تو عورت کو پورے ملتے ہونگے ایک تعلیم نہ ملنے سے کب لازم آیا کہ انکے ہاں عورت مظلوم و مقہور تھی ......

عورت کی شادی مرضی کے بغیر کر دی جاتی، باپ بیٹی کو کسی کے حق میں بطور مال وصیت چھوڑ جاتا، بھائی کی موجودگی میں وراثت سے محروم ہوتی، اکیلی ہونے پر وارث بنتی مگر اس پر لازم تھا کہ وہ باپ کے ورثاء میں سب سے بڑے بیٹے کی بیوی بنے پہلا بچہ جو اس سے پیدا ہو وہ نانا کی طرف منسوب ہو کر اس کا وارث حقیقی قرار پائے، افلاطون نے یونانی ذہن کی ایک جملہ میں بھرپور عکاسی کی ہے۔ عورت اور غلام دونوں ایک پائے کی مخلوق ہیں، اگر اتنا بلند پایہ فلسفی عورت کے بارے میں ایسے ذہن کا مالک ہو ...... تو عام آدمی کے ذہن کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

"قیاس کن **گلستان** من بہار مرا"

رومی تہذیب اور عورت

اپنے دور کی سپرپاور، امام تہذیب و تمدن "سلطنت" مگر عورت کے باب میں تہی دامن، سمندر سے پیاسے کو شبنم بھی میسر نہ تھا۔ کہ

مرد کی حکومت اپنی بیوی پر جابرانہ تھی، معاشرت میں خاتون کا کوئی حصہ نہ تھا اور شوہر کو اسکی جان پر بھی پورا اختیار تھا جس میں خاوند بحسب منشاء طلاق دینے کا اختیار حاصل تھا۔ چھوٹی غلطی سے لیکر بڑی سے بڑی غلطی تک حکومت کو نہیں بلکہ خاوند کو مکمل اختیار حاصل تھا اور مرد بیوی کو بیچ بھی سکتا تھا۔٦

یہود تہذیب اور عورت

انکے متمدن، وارثان علوم انبیاء اور نقیبان منبر و محراب ہونے میں تو شک نہ تھا مگر انکے ہاں بھی عورت جس حالت میں تھی وہ مظلومیت کی انتہا تھی۔

کہ بھائی اگر اکٹھے رہتے اور ان میں سے کوئی بے اولاد مرجاتا تو اسکی بیوی کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی تھی۔ بلکہ اس متوفی کا بھائی اس سے خلوت کرتا بیوی بنا کر بھاوج کا حق ادا کرتا تو پہلوٹھا بچہ متوفی کے نام شمار ہوتا تاکہ اس کا نام اسرائیل سے نہ مٹ جائے اگر متوفی کا بھائی شوہر بننے سے انکار کر دے تو بھاوج کو حق حاصل ہوتا کہ ججوں کے سامنے اس کے نزدیک پاؤں کی جوتی نکالے منہ پر تھوک دے اور کہے کہ اس شخص کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر نہ بنائے یہی کیا جائے گا۔ اسرائیلیوں میں اس شخص کو جوتا نکالے ہوئے کا نام دیا جاتا۔

گویا ان کے نزدیک عورت فرد یا قوم کی ملکیت تھی ہر شخص کا اسرائیل میں نام رہنا اس قدر ضروری تھا کہ اس کے بدلہ میں کسی عورت کی عزت نفس اور جذبات کی کوئی وقعت نہ تھی۔

عورت کو ناپاک گردانا جاتا۔ ولادت کے بعد چالیس دن تک عبادت گاہ میں جانے کی ممانعت تو تھی ہی مگر۔ لڑکی ہونے کی صورت میں مدت دوگنی ہو جاتی۔ حیض کی حالت میں عورت کو چھونا منع تھا کسی کا ہاتھ غلطی سے ایسی عورت سے چھو جائے تو تمام دن اس کا ہاتھ ناپاک شمار ہوتا تاآنکہ پانی سے دھویا نہ جاتا، شہادت ناقابل قبول ہوتی نذر و قسم غیر معتبر ہاں اگر والد یا بھائی توثیق یا سکوت اختیار کرتے تو معتبر ہوتی۔ ۸

عیسائی تہذیب اور عورت

دیگر ادیان سماویہ کی طرح دین عیسوی بھی عورت کی عظمت کا قائل تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے " **وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا**" ۹ سے اقرار عظمت کیا۔ ابتدائی تعلیمات بھی اس بارے میں مثبت ہیں مگر بعد کے متقشفین نے روایتی طرز عمل اختیار کیا ترتولیان "ازائمہ سابقین نصاریٰ" نے سب سے پہلے کہا عورت شیطان کے آنے کا دروازہ ہے، شجر ممنوعہ کی طرف لے جانے والی ہے خدا کی تصویر مرد کو

غارت کرنے اور قانون خدا کو توڑنے والی ہے ۵۸۱ء کو کولون کی مجلس کلیسا میں عورت کے انسان ہونے یا نہ ہونے پر بحث ہوئی معمولی اکثریت سے اگرچہ یہ دائرہ انسانیت سے خارج تو نہ ہو سکی۔ مگر۔

نجاست کی پوٹ، سانپ کی نسل، منبع شر، جہنم کا دروازہ، ناگزیر برائی، پیدائشی وسوسہ، مرغوب آفت، خانگی خطرہ، غارتگر دلربائی، آراستہ مصیبت گردانی گئی۔

جدید یورپ میں عورت جس مقام پر فائز رہی ہے بلکہ تاحال ہے اس کا اندازہ ڈاکٹر نورالدین عتر کے ان الفاظ سے کیا جا سکتا ہے۔

ہربرٹ سپنسر نے اپنی کتاب "وصف علم الاجتماع" میں لکھا ہے کہ گیارہویں صدی تک انگلینڈ میں بیویوں کو خریدا اور بیچا جاتا تھا اس سے بھی بد ترین بات یہ تھی کہ گاؤں کے مکھیا یا زمیندار کو حق حاصل تھا کہ وہ ہرایسی لڑکی کو جس کی شادی ہو رہی ہو خاوند کے پاس جانے سے قبل چوبیس گھنٹے اپنے تصرف میں رکھ سکتا تھا۔

۱۵۶۷ء میں اسکاٹ لینڈ کی پارلیمنٹ نے یہ قانون پاس کیا کہ خاتون کسی بھی شے کی مالک نہیں ہو سکتی۔ خواتین کی ذلت و اہانت کا یہ سلسلہ سولھویں صدی میں بھی اختتام پذیر نہ ہوا بلکہ تاحال جاری ہے امریکہ میں بیویوں کو ایک دوسرے سے تفریح طبع کیلئے مستعار لینا اور دینا مروج ہے انگلینڈ میں چند شلنگ کے بدلے بیوی کو فروخت کر دینے والے کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں(۱۱) دور حاضر میں یورپین عورت کو برابر حقوق کے نام پر جہاں مرد کی تفریح طبع کا ذریعہ بنایا گیا اور اسکی گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ مرد نے اپنے فرائض کا ایک معتدبہ حصہ بھی خاتون کے ذمہ ڈال کر اسکی محنت میں اضافہ کیا اور خود آسائش کی راہ پر گامزن ہوا وہاں مزید کچھ مظاہر بھی ملاحظہ فرمایے کہ ماڈرن یورپ خاتون کو کیا مقام دے رہا ہے۔

نطشے ایک جدید مفکر اس کے خیالات کے مطابق عورتیں دوستی کے قابل

نہیں وہ بیلوں، گائیوں کے قبیل کی مخلوق ہیں جنگجو کے دل بہانے کا سامان مگر
اس شان سے دل بہلائیے کہ کوڑے سے خاتون کی مرمت ضرور شامل ہو
اور عورت کے پاس جاتے ہوئے مرد کوڑا ساتھ لے جانا ہرگز نہ بھولے۔
یورپ کو ایک فلسفی کا یہ مشورہ ہی نہ تھا بلکہ "سعادت مند یورپ"
آج اس مشورہ پر پورے اخلاص سے عمل پیرا ہے
آج بھی مغربی دنیا میں عورت کو کوڑے مار کر مرد لطف اندوز ہوتے ہیں۔
انکی چیخ و پکار ٹیپ کی جاتی ہے (تاکہ سند رہے۔ اور بوقت ضرورت کام
آئے) کوڑا شاہی کے ذریعہ خواتین سے زبردستی بدکاری کروائی جاتی ہے۔
جدید یورپ کو ناز ہے کہ اس نے خاتون کو ووٹ کا حق دیا مگر کب اور کیسے دیا؟
ملاخطہ فرمائیے۔

۱۹۱۳ء میں انگلینڈ کی سرزمین پر ووٹ کا حق مانگنے کی پاداش میں ایک خاتون کو گھوڑے سے کچل دیا گیا متعدد قربانیوں کے بعد ۱۹۲۸ء میں انگریز عورت کو ووٹ کا حق دیا گیا اور سوئٹزر لینڈ میں تو یہ حق ۱۹۷۱ء میں خواتین کو دیا گیا جبکہ ابتداء اسلام میں آقاء دو عالم نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہ کے ساتھ نہ صرف ایک مہم میں مشورہ کیا بلکہ انکا مشورہ قبول بھی فرمایا اور پھر خلفاء راشدین کے دور میں خواتین سے انتخاب خلیفہ میں رائے بھی لی جاتی تھی (۱۲)...... ببیں این تفاوت راکہ از کجا است تا بکجا

جدید تہذیب و تمدن کے حامل یورپ کے ہاں اگر خاتون کا مقام اتنا بلند ہے تو پھر کسی کو اس بات پر کیوں تعجب ہو کہ جرمنی میں عورت کو بیچنا۔ بطور تحفہ پیش کرنا۔ وصیت کے ذریعہ کسی دوسرے کی ملک میں منتقل کر دینا کبھی معاشرتی اقدار تھیں (۱۳)

جدید مغربی عورت کی ذلت کی ایک دل فگار داستان ابھی باقی ہے جو آئندہ صفحات میں کہیں آئے گی تو قارئین کو اندازہ ہوگا کہ "تحریک آزادی نسواں" نے مغربی عورت کو کیا دیا اور اس کے مقابل اسلام چودہ سو سال قبل جو کچھ خاتون کی جھولی میں ڈال چکا ہے وہ کیا ہے؟

ہندو تہذیب اور عورت

ہندو معاشرہ بھی خود کو دنیا کے متمدن معاشروں میں شمار کرتا ہے اور ایک دین کا پیروکار بھی، مگر عورت کی تذلیل میں یہ تمام تر ذلتوں کی پاتال تک پہنچا ہوا تھا۔

عورتیں جواء میں ہاری جاتی تھیں ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے تھے۔ بیوہ ہونے پر نکاح ثانی کے ساتھ وہ انسانی زندگی کو درکار ہر قسم کی آسائش سے محروم کردی جاتی تمام زندگی شوہر کے سوگ میں گذارتی چاہے تیرہ برس کی عمر میں شادی ہونے کے دوسرے دن ہی بیوہ ہو جائے۔ بیوہ سے زیادہ کسی شے کو منحوس قرار نہیں دیا جاتا تھا حتیٰ کہ اسے کسی اچھی شی کو نظر بھر کر دیکھنے کی بھی اجازت نہ تھی یہ ناپاک شمار کی جاتی بنابریں ہندو لڑکیاں خاوند کے ساتھ جل مرنے کو ترجیح دیا کرتی تھیں جنھیں وہ ستی ہونا کہتے تھے لڑائی میں ہارنے کے خوف سے باپ بھائی اور شوہر خود اپنے ہاتھوں سے عورتوں کو قتل کر دیتے اور اس پر فخر کرتے [۱۴]

ہندو مت نے خاتون کی ذلت و رسوائی کے صرف اتنے سامان ہی مہیا کرنے پر اکتفاء نہیں کیا اس نے تو اسکی عصمت کو قانون کی آڑ میں پامال کرنا بھی ضروری سمجھا تاکہ خاتون کو کسی کل آرام اور کوئی وجہ وقار حاصل نہ ہو کہ ہندو مت کی مذہبی کتب میں نکاح کی آٹھ قانونی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ جن میں' گاندھرب' راکشش'، پیشاج بھی' شامل ہیں جن کی تفصیل یوں ہے۔

گاندھرب بے قاعدہ اور بے موقع محض قضاء شہوت کے لئے اختلاط'، راکشش جبرا" چھین کر اغواء کرکے یا فریب دہی کے ذریعہ لڑکی حاصل کرنا'پیشاج سوتی ہوئی مدہوش یا پاگل لڑکی سے قضاء حاجت

"نیوگ" شادی کے بعد اولاد کی فطری خواہش ہوتی ہے مگر اس کے لئے شاید ہی ویسا طریقہ اختیار کیا گیا ہو جو ہندوؤں کے ہاں شادی کے بعد اولاد نہ ہونے پر اختیار کرنے کی اجازت ہے جو نیوگ کہلاتا ہے جس میں اگر کوئی عورت قانونی شوہر سے اولاد حاصل نہ کرسکے تو خسر کے حکم سے عورت اپنے کسی رشتہ دار یا دیور سے حسب

تمنا اولاد حاصل کرے" ۱۵۔

جس معاشرہ میں یہ تمام صورتیں قانونی ہوں وہاں ناموس زن کی اہمیت یا حیثیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں؟

زمانہ جاہلیت میں عورت

عرب جو منبع جہالت تھا تمام عرب میں صرف سترہ مرد اور عورتیں لکھنا جانتے تھے۔ عورت انکے ہاں کیا اہمیت رکھتی ہو گی؟۔ متمدن معاشروں کی گذشتہ جھلکیوں سے اس کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

عرب میں عورت قبل از اسلام جس بیچارگی اور مظلومیت کا شکار تھی بلاشبہ وہ تمام کائنات میں ضرب المثل تھی اس میں عورت کی کسی حیثیت کا بھی لحاظ نہ تھا ماں ہو یا بیٹی، بیوی ہو یا بہن سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جاتا۔

بیٹی .... اولاً" تو پیدائش کے بعد عار سے بچنے کے لئے اسے زندہ گاڑنے کا عام رواج تھا جس کی گواہی قران نے " **واذ المئودة سئلت بای ذنب قتلت ۱۶**" سے دی ثانیاً" جہاں یہ وحشت انگیز کھیل نہیں کھیلا جاتا تھا وہاں بھی بیٹی کی پیدائش کی خبر سب سے بری خبر شمار کی جاتی تھی بیٹی کا باپ بننے والا کس کیفیت سے دوچار ہوتا تھا قرآن کہتا ہے۔

"واذا بشر احدھم بالانثی ظل و جھہ مسودا وھو کظیم یتواری من القوم من سوء مابشر بہ ایمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب ۱۷"

ترجمہ۔ جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ فق ہو جاتا ہے اور وہ دل میں کڑھتا رہتا ہے لوگوں سے اس بد خبری کی بناء پر چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کہ اسے بصد ذلت زندہ رکھے یا مٹی میں گاڑھ دے۔

یہ دو آیات خاتون کے متعلق عربوں کے گندے ذہن کی عکاسی کے لئے کافی ہیں لیکن یہ داستان دل فگار اتنی مختصر بھی نہیں ہے کہ یہیں پر ختم ہو جائے۔

عرب میں بچیوں کو زندہ درگور نہ کرنے والے بظاہر محسنین نسوانیت نظر آتے ہیں مگر بباطن یہ بھی "بھیڑ نما بھیڑیئے" ہی تھے خواتین کی ذلت کے وہ طریقے انہوں نے ایجاد کر رکھے تھے کہ الامان والحفیظ'

خواہر۔ مقدس رشتہ جس کے تقدس پر فرشتے بھی رشک کریں مگر جو نفرت و حقارت دختر کے لئے عربوں میں پائی جاتی تھی اس کے پیش نظر کونسا بھائی بہن کو اپنے لئے وجہ افتخار یا عزت و ناموس قرار دیتا ہو گا

شریک حیات۔ بڑا خوبصورت لفظ جو بیوی کے لئے وضع کیا گیا مگر اس کے واضع کو کیا معلوم تھا کہ جو خاتون اس کا مصداق قرار پائے گی وہ پاؤں کی جوتی تو سمجھی جائے گی شریک حیات نہیں۔ اور ایسی مظلومیت کا شکار ہو گی جسے کوئی علم اور کوئی ترقی اس سے نجات نہ دلا سکے گی حقیقت یہ ہے کہ خواتین کا یہ طبقہ آج بھی مظلومیت کی چکی میں پس رہا ہے تو جب انسانیت علم و ہنر سے بے بہرہ تھی کیا ہوتا ہو گا؟ عرب یوں تو بڑے غیرت مند بنتے تھے مگر بیوی کے بارے میں انکی ساری غیرت مندی جاتی رہتی کیونکہ خاوند جو معاشرے میں خاتون کی عزت و ناموس کا محافظ ہوتا ہے وہ عرب میں کچھ ایسا محافظ ہوتا تھا کہ

کسی بھی حیض سے پاک ہونے پر وہ اپنی بیوی کو حکم دیتا کہ فلاں مرد کے پاس جاؤ (جو نجیب شمار ہوتا) اور اس سے استفادہ کرو (یعنی اس سے ہم بستر ہو) جب خاتون موجب حکم متعلقہ شخص کے پاس جانے لگتی تو اس کا خاوند اسے ہاتھ لگانا بھی چھوڑ دیتا تاآنکہ متعلقہ شخص سے اس کے ہاں حمل ظاہر ہو جاتا اس کے بعد خاوند اس سے ہمبستر ہوتا ایسا بچہ انکے ہاں نجیب سمجھا جاتا تھا ۱۸

عربوں نے بچوں میں اوصاف نجابت پیدا کرنے کا ایک عمدہ طریقہ ایجاد کیا پھر اسے نکاح قرار دیکر قانونی شکل دی اور استبضاع یعنی پیوند کاری و حصول تخم کا (درختوں اور جانوروں میں مستحسن قرار پانے والا طریقہ) نام دیکر خاتون کو جانوروں کے زمرے میں شامل کر دیا۔

بدیں عقل و دانش بباید گریست

غور تو کیجئے کہ ایسا بچہ کتنا نجیب ہوتا ہوگا اور اس ضمن میں خاتون کس قدر ذلت برداشت کرتی ہو گی۔

تجارت تو ساری دنیا میں کی جاتی ہے اور کچھ عرصہ تک انسانوں کی بھی تجارت ہوتی رہی لیکن کسی قوم کو یہ انوکھا خیال نہیں آیا کہ بیوی بھی مال تجارت ہو سکتی ہے یہ اعزاز بھی عرب کو حاصل ہوا کہ وہاں کے غیرت مندوں نے بیویوں کو بھی مال تجارت بنا دیا کتب احادیث میں مذکور ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ نے جب حضور کے حکم پر کعب بن اشرف کو قتل کرنے کی ترکیب نکالنے کے لئے اس سے غلہ ادھار مانگا تو اس نے کوئی چیز رہن رکھنے کا مطالبہ کیا۔ جب ابن مسلمہ نے کسی ایسی شی کے مالک ہونے سے معذوری ظاہر کی تو اس نے دھڑ سے کہا " **ارھنونی نساء کم** " اپنی بیوی تو رہن رکھ سکتے ہو۔ جس کو ابن مسلمہ نے یہ کہہ کر ٹالا کہ **کیف نرھنک نسائنا وانت اجمل العرب** کہ ہم اپنی بیویوں کو تمہارے پاس رہن رکھ کر اپنی بیویوں سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتے کیونکہ تم تو عرب کے حسین ترین شخص ہو۱۹

معلوم ہوا کہ عرب اپنی تجارتی ضروریات کے لئے اپنی بیویوں کو گروی رکھ دیا کرتے تھے ورنہ ایک یہودی کو مسلمانوں کی حکومت میں' ایک ذمہ دار عہدے دار سے ایسا مطالبہ کرنے کی کیونکر جرات ہوتی؟ پھر یہ کہ وہ اسلامی ضابطہ کے پابند تو نہیں تھے کہ مرہونہ شی سے انتفاع جائز نہیں ہے **سودہ عورت** جس [illegible]ت و رسوائی سے دوچار ہوتی ہو گی وہ ایک **اظهر من الشمس** حقیقت ہے

ٹھوکر کا پتھر۔ بیویوں کے ساتھ صرف اسی سلوک کو کافی نہ سمجھتے بلکہ کئی کئی بار طلاق اور پھر رجوع برائے ایذاء کے مراحل سے گزارتے بیوہ بغیر مال دیے نکاح کرنے کی مجاز نہ تھی مہر چھڑانے کے لئے بیوی پر غلط کاری کا الزام لگا دینا معمولی بات سمجھتے۔

یہ تمام باتیں قرآن کریم نے بطور مذموم افعال ذکر کرکے ان کی ممانعت فرمائی اور عرب معاشرہ میں انکے وجود کی تصدیق فرمائی

عورت کا ایک اور روپ کس قدر ذلت و رسوائی کا حامل تھا کہ کوئی عورت اگر تن بتقدیر لونڈی بنا لی جاتی اور کسی بندہ زر کے ہاتھوں فروخت ہو جاتی تو غلامی کی ذلت کو کافی سمجھنے اور اس کی برداشت پر اسکی دلجوئی کرنے کے بجائے اسے مزید یوں ذلیل کیا جاتا کہ اس سے بدکاری کا پیشہ کروایا جاتا اور اسکی عصمت کی قیمت دولت و ثروت کی شکل میں وصول کی جاتی قرآن نے اس فعل بد کی یوں ممانعت فرمائی'

''''**ولا تکرہو فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا**'' ۲۰

اس آیت پر پیر کرم شاہ الازہری کا تفسیری نوٹ ملاحظہ فرمایئے۔

زمانہ جاہلیت میں لونڈیاں قحبہ گری کا پیشہ عام طور پر اختیار کرتی تھیں بڑے بڑے رئیس خاندان اپنی جوان اور خوبصورت لونڈیوں کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتے تھے انہیں الگ مکان مہیا کرتے جنہیں مواخیر کیا جاتا ہر ایک پر جھنڈا جھول رہا ہوتا اور اس لونڈی کا قحبہ خانہ اس کے مالک کے نام پر مشہور ہوتا تھا امام ابن جریر عطا سے نقل کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ہر قبیلہ اور خاندان کی لونڈیاں ہوا کرتی تھیں جو انکی طرف منسوب ہوتیں کہا جاتا "**بغی اھل فلان و بغی اہل فلان**"

تھوڑا سا آگے چل کر آپ نے عرب کے ایک بڑے رئیس اور سیاستدان عبداللہ بن ابی کا حال ان الفاظ میں لکھا ہے کہ

یثرب کے حالات بھی مکہ سے مختلف نہ تھے وہاں کا سب سے بڑا یہ کاروبار

کرنے والا خود عبداللہ بن ابی تھا۔ (جو بادشاہ بنتے بنتے حضور کی آمد کی بنا پر رہ گیا تھا) اس نے اپنے چکلہ میں چھ نوجوان اور خوبصورت لونڈیاں رکھی ہوئی تھیں انمیں سے ہر ایک کے لئے ایک مقررہ رقم کا کمانا ہر روز ضروری تھا اگر کوئی لونڈی مقررہ رقم پیش نہ کرتی تو زدو کوب کی جاتی یہ صاحب ان لونڈیوں سے صرف دولت ہی نہ کمایا کرتے بلکہ سیاسی فائدے بھی حاصل کرتے عرب قبائل کا کوئی رئیس اگر یثرب آتا تو یہ اپنی ایک لونڈی ہاذہ کو شب باشی کے لئے اس کے پاس بھیج دیتا تاکہ وہ ابن ابی کے احسان کو یاد رکھے اور ضرورت کے وقت وہ اسے اپنے سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے استعمال کر سکے ۲۱

کہیں خاتون کو رسواء کرنے کا ایک سامان یوں بھی کیا جاتا تھا کہ

ایک عورت سے دس سے کم مرد یکے بعد دیگرے ہمبستر ہوتے جن میں سے کسی ایک سے اسے حمل ہو جاتا پیدائش کے بعد وہ انہیں بلا بھیجتی تو ہر ایک کو آنا لازم ہوتا۔ پھر وہ ان میں سے جس سے کہہ دیتی کہ یہ بچہ تمہارا ہے تو اسے قبول کرنا پڑتا اسے مجال انکار نہ ہوتی ۲۲

ان تمام اقتباسات کا حاصل یہ ہے کہ عورت کو عرب معاشرہ میں ہر ممکن طریق پر ذلیل کرنے کی شعوری کوششیں کی جاتی تھیں

"ماں کا مرتبہ و حالت"

ماں بننا کسی عورت کے لئے کمال اور مقصد تخلیق کی تکمیل ہے اسی بناء پر اگرچہ دین نے عورت کی ہر حیثیت کو اہم تسلیم کیا ہے مگر سب سے زیادہ اہمیت ماں کی حیثیت کو دی جسکی تفصیل آگے آئے گی اسلام سگی اور سوتیلی والدہ کے مرتبہ میں کوئی فرق اس لئے روا نہیں رکھتا کہ دونوں کا تعلق بیٹے کے ساتھ باپ کی شریک حیات ہونے کے ناطے ایک جیسا ہے عرب ماں کی ایک حیثیت کو تو تسلیم کرتے تھے جبکہ دوسری حیثیت میں اس کا یہ حال تھا کہ "قد کان نکاح امراۃ الاب مستفحشا" شائعا

فی الجاھلیۃ۲۳

کیا اب بھی گنجائش ہے کہ کہا جائے یہ محض پروپیگنڈہ ہے کہ عورت مظلوم تھی اور اسلام نے اسے بلند مرتبہ پر فائز کیا جہاں ماں ہونے کے باوجود صرف سوتیلی ہونے کے جرم میں وہ بیٹے کی بیوی ہو سکتی تھی تو اس سے زیادہ رسوائی اور کیا ہو گی؟

وراثت سے محرومی۔ یہ بھی اتفاق ہے کہ اسلام سے قبل کسی بھی قانون میں عورت کو وراثت میں حصہ دینے کی گنجائش نہ تھی عرب جو خاتون کو اس کے نفس تک میں کوئی حق دینے کے روا دار نہ تھے بھلا وہ وراثت میں اس کو کیسے حق دار مانتے چنانچہ یہ بیچاری صنف اسلام کے بعد بھی اس وقت تک وراثت سے محروم سمجھی جاتی رہی جب تک ثابت ابن قیس کی بیوی نے بارگاہ رسالت میں شکایت پیش کرکے وراثت میں حق دار ہونے کا فیصلہ نہیں لے لیا ۲۴

باب دوم

ظہورِ اسلام اور عورت کے مقام کا تعین

چار حیثیتیں چار ادوار

عورت جس گھر میں جنم لیتی ہے اس میں اسے بیٹی اور بہن کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور جس گھر میں بیاہ کر جاتی ہے وہاں وہ بیوی اور ماں کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ گویا وہ زندگی میں چار ادوار سے گزرتی ہے اور یہ اسکی چار حیثیتیں بھی متعین کرتے ہیں۔

اسلام نے عورت کی ان چاروں حیثیتوں کو مستقل تسلیم کرکے ہر حیثیت کے لئے الگ الگ اصلاحات تجویز کی ہیں۔

بحیثیت بیٹی اصلاحات

بیٹی کی حیثیت میں عورت کو پوری دنیا میں نہ صرف وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا اور اپنی زندگی کے بارے میں اسے رائے دینے کا حق حاصل نہ تھا بلکہ عرب میں

ستم بالائے ستم یہ تھا کہ اسکی پیدائش کو ننگ و عار سمجھا جاتا تھا اور زندہ درگور کرنا باعزت جینے کا لازمہ تھا کہ اچانک بیٹی کو اتنا بلند مقام عطا کر دیا گیا کہ "یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے"

خداوند ذوالجلال نے اسے بیٹوں کی طرح اپنا عطیہ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

" یھب لمن یشاء اناثا و یھب لمن یشاء الذکور او یزو جھم ذکرانا واناثا"" ۲۵

جبکہ آقائے دو جہان نے ارشاد فرمایا۔

" من کان لہ ابنتہ فاد بھافا حسن تا دیبھا و غذاھا فاحسن غذاھا اسبغ علیہ من النعمتہ اللتی اسبغ اللہ علیہ کانت ممنتہ و ممسرۃ من النارالی الجنتہ۲۶

جسکی بیٹی ہو وہ اسے اچھی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرے اسے کھانے پہننے کو اچھی غذا دے ' عطیہ خداوندی مال کو حسب استطاعت خرچ کرے تو یہ اس کے لئے دائیں بائیں سے حفاظت کرتے ہوئے جہنم سے جنت کی طرف لے جائے گی

ایک جگہ بچیوں کو ترجیحی سلوک کا یوں حقدار قرار دیا۔

من خرج من سوق من اسواق المسلمین فاشتری شیاء فحملہ الی بیتہ فخص بہ الاناث دون الذکور نظراللہ الیہ ومن نظراللہ الیہ لم یعذبہ۲۷

ترجمہ۔ جو شخص بازار سے کوئی چیز خرید کر لایا اور دینے میں لڑکیوں کو مختص رکھا تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور جسکی طرف اسکی نظر رحمت ہو جائے اسے وہ عذاب نہیں دیتا۔

وراثت میں اسے حصہ دیا گیا ارشاد حق تعالیٰ ہے۔

" یوصیکم اللہ فی اولاد کم لذکر مثل حظ الانثیین" ۲۸

اور عورت کو جب وہ بالغ ہو تو اپنی زندگی کا اہم ترین فیصلہ (شریک

حیات کا انتخاب) کرنے کا مکمل اختیار دیا گیا

لاتنکح الایم حتی تستامر و لاتنکح البکر حتی تستاذن۲۹

شادی شدہ کے مشورہ کے بغیر اور بن بیاہی کی اجازت کے بغیر ان کی شادی مت کرو۔

اس سلسلہ میں عورت کو اتنا بااختیار بنایا گیا کہ ایک دفعہ ایک نوجوان خاتون نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں اپنے باپ جیسے عم زاد سے شادی کئے جانے کی شکایت کی حالانکہ وہ اسے ناپسند تھا حضور علیہ السلام نے اسے نکاح فسخ کرنے یا برقرار رکھنے کا اختیار دے دیا یہ سن کر خاتون نے اطمینان کا سانس لیا اور عرض کیا اگرچہ میں اپنے والد کے فعل کو قبول کر چکی ہوں مگر اس وقت حاضری محض اس لئے ہوئی کہ

اردت **ان تعلم النساء ان لیس الی الاباء من الامر شی**" ۳۰

ترجمہ ۔ میں چاہتی تھی کہ عورتوں کو پتہ چلے کہ نکاح کے سلسلے میں والد کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں رہا یہ سوال کہ زندہ درگور کی جانے والی لڑکی کے لئے اسلام نے کیا کیا تو اس سلسلہ میں اسلام نے اس حرکت کی سخت ممانعت فرمائی اور قرآن کریم میں اسے قابل تعزیر جرم قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا۔

" **واذالموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت**" ۳۱

نیز یہ بھی فرمایا کہ۔ " **لا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم و ایاھم**" ۳۲

اس طرح اسلام نے اسکو تحفظ جان تو دے دیا مگر ایسا ممکن تھا کہ بچی کو بادل ناخواستہ ہی زندہ رکھا جاتا اور اس کے ساتھ ذلت آمیز رویہ روا رکھا جاتا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص دو لڑکیوں کو پرورش کرے تاآنکہ وہ سن بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ قیامت میں میرے اتنا قریب ہو گا جتنی آپس میں یہ انگلیاں قریب ہیں اور آپ نے دونوں انگلیوں کو ملا کر ارشاد فرمایا ۳۳

اور عطیہ میں اسے ترجیحی سلوک کا مستحق قرار دے کر اس کو گھر کا سب سے

معزز اور قابل توجہ فرد بنا دیا۔

یہ اس رسول معظم صلی علیہ و آلہ و سلم کی تعلیم کا ہی اثر تھا کہ بعد کے دور میں خاتون کا احترام ایسا بحال ہوا کہ باید و شاید' اور اس کا اثر غیر مسلم اقوام نے بھی قبول کیا

جو احترام غیر مسلموں میں آج خواتین کا موجود ہے یہ مسلمانوں کے طرز عمل اور خواتین کے احترام کو دیکھ کر مروج ہوا ہے۔

بہن کی حیثیت

چونکہ بیٹی کہلانے والی لڑکی کسی نہ کسی شخص کی بہن بھی ہوتی ہے لہٰذا جو حقوق بیٹی کو دیے گئے وہ تمام کے تمام بہن کے لئے بھائیوں کے ذمہ لازم قرار دیے گئے حتی کہ بہن کو بھی وراثت کا حقدار قرار دیا گیا۔ بھائی کے لئے اسے باعث عار نہیں بلکہ اس کی ناموس قرار دیا گیا اور اسکی جان و عصمت کی حفاظت کی ذمہ داری بھائی پر ڈالی گئی اسی وجہ سے بھائی کے ساتھ بہن کا نکاح حرام قرار دیا گیا۔ بھائی کو اگرچہ بہن سے بہت قریبی رشتہ حاصل ہے مگر اس کو بعض مخصوص حالات کے علاوہ نکاح کے سلسلے میں بہن کا ولی جائز بھی قرار نہیں دیا جاتا۔ ۳۴

بیوی کی حیثیت میں اسلامی اصلاحات

عورت کی یہ حیثیت سب سے کلیدی اہمیت رکھتی ہے کہ اسے ایک گھر کی بہو کی حیثیت سے جہاں ایک خاندان نو کی تشکیل کرنا اور خود کو ایک اجنبی خاندان کا فرد ثابت کرنا ہوتا ہے وہاں اسے ایک ماں کی حیثیت میں بھی تبدیل ہو کر انسانی معاشرہ کو جنم دینا ہوتا ہے۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے بنابرایں اس کے احکامات (جو خاندان کی ترتیب و تشکیل کے متعلق ہیں) کا دو تہائی حصہ عورت کی اسی حیثیت سے متعلق ہے۔

آپ یہ بات پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اسلام نے عورت کو اپنے نفس کے بارے میں مکمل طور پر بااختیار بنایا ہے حتی کہ اگر ایک بالغ خاتون کی مرضی کے خلاف

نکاح ہو جائے چاہے باپ نے ہی کروایا ہو اسے مسترد کرنے کا حق ہے'

اندازہ کیجئے اسلام عورت کی بہتری کے لئے کتنی انقلابی سوچ لیکر آیا تھا۔ ورنہ اس دور میں تو عورت اس بات کا تصور تک نہیں کر سکتی تھی۔

عورت کو چونکہ ایک نئے خاندان میں ضم ہونا ہوتا ہے لہٰذا لازماً" وہ ابتدائی مرحلہ پر مشکلات کا شکار ہو گی ۔ اسلام نے اسکو پہلے مرحلہ میں بھاری مہر کا حقدار قرار دے کر ان ممکنہ مشکلات کو کم کرنے کی سعی کی'

پھر اگرچہ اس حیثیت میں اس کے تمام اخراجات مثلاً" لباس رہائش اور دیگر ضروریات مہیا کرنے کی تمام تر ذمہ داری مرد کی ہوتی ہے مگر پھر بھی اسکو کئی طرح سے مزید تحفظ دیا گیا تاکہ وہ خود کو ایک اجنبی خاندان میں مجبور و بے بس محسوس نہ کرے وہ تحفظات یہ ہیں (۱) مہر(۲) وراثت (۳) خلع(۴) اختیار نفس کا حق .... مہر کے سلسلہ میں اسلام نے عورت کو حق دیا کہ وہ جس قدر چاہے مہر مقرر کرائے جیسا کہ قرآن کریم نے " **وان اتیتم احداھن قنطارا**۔ سے ان کے اس اختیار کو واضح کیا ہے مقصد اس کا یہ ہے کہ جہاں خاتون کو نباہ نہ ہو سکنے اور خدا نخواستہ ناچاکی یا طلاق کی صورت میں معاشی پریشانی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہیں رہے گا وہاں خاوند کو بھاری مہر کی وجہ سے طلاق وغیرہ کا فیصلہ کرنے میں دشواری ہو گی اور وہ نباہ کرنے پر مجبور ہو گا کیونکہ مہر کی ادائیگی اتنی ضروری ہے کہ اگر بیوی معاف نہ کرے تو مرنے کے بعد جب اس کے قرض خواہوں کو وراثت کی تقسیم سے قبل قرضہ ادا کیا جائے گا تو سب سے پہلے اس کی بیوی کا مہر ادا کیا جائے گا معاشی کفالت کی ذمہ داری اگرچہ اسلام نے مرد پر ڈالی کہ عورت گھر داری کے فرائض اور آئندہ نسلوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ بخوبی انجام دے سکے پھر بھی اسکی نئے خاندان میں حیثیت غیر مستقل رکن کی نہیں رہنے دی گئی بلکہ اسے وراثت میں حصہ دار بنا کر اسکی حیثیت کو مستقل کر دیا گیا۔ اور اس کے سسرال والوں کو بھی احساس دلایا گیا کہ صرف اس بنا پر اسے حقیر مت خیال کرو کہ اس کے پاس یہاں جائیداد نہیں کیونکہ وہ یہاں کے مستقل حصہ داروں

میں سے ہے۔

خلع۔ بعض اوقات حالات ایسا رخ اختیار کر جاتے ہیں کہ کوئی خاتون ایک آدمی کے ساتھ نباہ نہیں کر سکتی وہ خلاصی چاہتی ہے مگر خاوند ضد بازی یا کسی اور وجہ سے اسے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں اسلام اسے اختیار دیتا ہے کہ وہ خاوند کو مالی پیشکش کر کے خود کو آزاد کرالے۔ تاکہ اس کی زندگی اجیرن نہ بن جائے۔ اسے خلع کہا جاتا ہے۔

اختیار نفس کا حق۔ یہ دراصل نکاح سے پہلے مخصوص حالات میں دیا گیا اختیار ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی عورت اس خدشہ میں مبتلا ہو کہ میرا خاوند مجھ سے شادی کر کے اچھا سلوک نہیں کرے گا اور اس کا یہ خدشہ محض ظن باطل کے قبیل سے نہ ہو بلکہ شواہد و قرائن کی روشنی میں درست معلوم ہوتا ہو تو اسلام عورت کو حق دیتا ہے کہ وہ نکاح کے وقت یہ مطالبہ رکھے اور منوائے کہ اگر مجھے کوئی ناخوشگوار حالات درپیش ہوئے تو مجھے یہ اختیار حاصل ہو گا کہ میں اپنے آپکو خود طلاق دیکر خاوند سے علیحدہ ہو جاؤں اگرچہ اسلام میں عورت کو اس حق کے استعمال میں سخت احتیاط سے کام لینے کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ مرد جسکو یہ حق تفویض کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے اور اسکی تفویض سے عورت بھی موثر طلاق دینے کی اہل ہو جاتی ہے اسے بھی طلاق دینے میں نہایت احتیاط برتنے کا حکم دیا گیا۔

ارشاد نبوی صلی علیہ وآلہ وسلم ہے "حلال امور میں اللہ کے ہاں طلاق سب سے برا امر ہے" مقصد یہ کہ فریقین یہ حق آخری چارہ کے طور پر ہی استعمال کریں۔

دیگر اقدامات۔ اسلام نے بحیثیت بیوی عورت کو زیادہ سے زیادہ تحفظ دینے کے لئے مندرجہ بالا اقدامات کے علاوہ بھی بے شمار احکامات دیے جن میں سے چند بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

باہمی کشیدگی کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے جو کسی بھی بات پر پیدا ہو سکتی ہے۔

اسلام ایسے موقع پر خاوند کو آپے سے باہر ہو جانے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اسے صبر و تحمل سے کام لینے کا حکم دیتا ہے۔

"وعاشرو هن بالمعروف فان کرهتموهن فعسی ان تکرهو اشئا ویجعل الله فیه خیرا کثیرا" ۳۵

ان عورتوں کے ساتھ بحسن و خوبی گزر بسر کرو پس اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو مگر اللہ اس میں کوئی بڑی منفعت رکھ دے

ظلم و تعدی کی ممانعت۔ اگر کبھی ایسا مرحلہ آجائے کہ میاں بیوی کا بناہ نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں بعض اوقات خاوند بیویوں کو معلق بنا کر چھوڑ دیتے ہیں کہ نہ آباد کریں گے نہ، چھوڑیں گے جو صراحتا" ظلم کے زمرے میں آتا ہے اور اسلام کی تعلیم یہ ہے اگر تم اسے نہیں رکھنا چاہتے تو اسے جانے کی اجازت ہونی چاہئے چنانچہ قرآن پاک نے اس سلوک کی سختی سے ممانعت فرمائی ارشاد ہوا۔

"ولا تمسکو هن ضرارا" لتعتدوا ومن یفعل ذالک فقد ظلم نفسه" ۳۶

زدوکوب کی ممانعت۔ اگرچہ ایک خاص مرحلہ پر اسلام خاوند کو تادیبا" نہ تعذیبا") عورت کو مارنے کا حق دیتا ہے مگر اس میں اسے مکمل چھٹی نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لاتضرب ظعینتک ضرب امتک ۳۷

بیوی کو لونڈی کی طرح سزا مت دو ایک اور جگہ سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا،

ان تطعمها اذا طعمت و تکسوها اذا اکتسیت ولا تضرب الوجه ولا تقبح ولا تهجر الافی البیت ۳۸

خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ۔ خود پہنو تو اسے بھی پہناؤ نہ اسکے چہرے پر مارو، نہ برا بھلا کہو نہ جدائی اختیار کرو۔ اگر ایسا ناگزیر ہو تو گھر ہی میں جدا

رہو۔

اسلام نے بحیثیت بیوی' عورت کو اتنا تحفظ دیا کہ نظافت (جس سے بیوی شوہر کی نظر میں اچھی محسوس ہو) اس کا سامان مہیا کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری قرار دیا تاکہ کسی وقت خاوند کو اس سے کراہت محسوس نہ ہو اور وہ اسے چھوڑنے پر آمادہ ہو جائے۔ پھر یہ کہ عورت کے مصیبت یا کسی حادثہ میں بد وضع ہو جانے کے بعد بھی اس کے ساتھ پہلے جیسی محبت کا حکم دیا گیا تاکہ وہ احساس کمتری اور عدم تحفظ کا شکار نہ ہو۔

بیوی کے جذبات کا احترام اس حد تک ملحوظ رکھا گیا کہ ہمبستر نہ ہونے کی قسم کھانے پر اگر چار ماہ تک وہ الگ رہے تو عورت کو خود طلاق واقع ہو جائے گی تاکہ خاتون کو مکمل تحفظ کا احساس رہے اور مرد کو بھی معلوم ہو کہ اسے بیوی کا محافظ بنایا گیا نہ کہ عذاب میں مبتلا کرنے والا ارشاد ربانی ہے'

" للذین یو لون من نساء ھم تربص اربعتہ اشھر فان فا عوافان اللہ غفور رحیم وان عزمو الطلاق فان اللہ سمیع علیم"

بیویوں سے قسم کھالینے والوں کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے سو اگر رجوع کر لیں تو اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے اور اگر چھوڑ ہی دینے کا پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ ۳۸

ان تمام اقدامات کا مقصد بیوی کی حیثیت سے عورت کا تحفظ تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے اقدامات اس وقت جب کہ خاتون کا معاشرہ میں کوئی مقام نہ تھا خاتون کے حق میں ایک ایسا انقلاب تھا جو آج تک بے مثال شمار کیا جاتا ہے اگر کوئی شخص متعدد شادیاں کرے جسکی اجازت اسلام نے تقاضاء فطرت کو ملحوظ رکھ کر دی ہے تو اس سلسلہ میں اکثر خاوند کے افراط و تفریط کا شکار ہو جانے کا امکان ہوتا ہے لہٰذا اسلام نے اس طرح کی صورت میں بیویوں کے درمیان انصاف اور عدل کرنے کا حکم دیکر انہیں تحفظ دیا فرمایا'

فان خفتم الا تعدلو الواحدۃ اوما ملکت ایمانکم ذالک ادنی الاتعولوا

عدل نہ کر سکنے کے خوف میں مبتلا ہو تو صرف ایک بیوی کرو یا لونڈی پر اکتفاء کرو کہ یہ عدل کرنے کے زیادہ قریب ہے ۳۹

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف قرآنی ارشادات کو ہی پیش نہیں فرمایا بلکہ وقتاً" فوقتاً" خاتون کے بحیثیت بیوی تحفظ کے لئے تلقین فرماتے رہے۔ ایک جگہ فرمایا۔

اکمل المومنین ایمانا واحسنھم خلقا وخیارکم' خیارکم لنسائکم'

مومنوں میں کامل الایمان اچھے اخلاق کا مالک اور بہتر وہ شخص ہے جس کا اخلاق اپنی بیوی سے اچھا ہو ۴۰

دوسری جگہ حکم ہوا۔

خیر کم خیر کم لنسائہ وانا خیر کم لنسائی

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں تم سب سے اپنی بیویوں کے حق میں اچھا ہوں ۴۱

اسلام نے عورت کو اتنی آزادی دی کہ کھانا پکانا' بچوں کی پرورش' کپڑے وغیرہ دھونا اس کے فرائض منصبی میں سے قرار نہیں دیا گیا بلکہ اسے خاتون کی طرف سے خاوند پر احسان قرار دیا گیا حتی کہ بیوی جسکی بے زبان جانور یا پاؤں کی جوتی سے زیادہ کوئی وقعت نہ تھی اسلام کی بدولت اسے یہ عزت حاصل ہو گئی کہ بقول محمد جمیل ھیم

بارے ایک شخص حضرت عمر کے پاس اپنی بیوی کی زبان درازی کی شکایت لیکر آیا۔ حضرت عمر کو آمد کی اطلاع بھیجوا کر خود دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔ دریں اثنا اس نے یہ حیرت ناک منظر دیکھا کہ حضرت عمر کی اہلیہ ان پر اسکی بیوی سے بھی درشت لہجہ میں بگڑ رہی ہیں' مگر آپ جناب خاموش ہیں۔ وہ یہ سوچ کر واپس جانے لگا کہ ایسے میں میرا امیر المومنین سے داد رسی کی توقع رکھنا فضول ہے کہ حضرت عمر باہر

تشریف لے آئے' آمد کا سبب دریافت کیا اور جب اسکی واپسی کا حال اور سبب معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا۔

طبا خته لطعامی' خبازة لخبزی' غساله لثیابی مرضعته لولدی ولیس بواجب علیها ویسکن قلبی بها عن الحرام فلنا احتملها لذالک

میرا کھانا پکاتی ہے۔ کپڑے دھوتی ہے' میرے بچوں کو دودھ پلاتی باوجود کہ یہ سب کچھ اس پر واجب نہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ میں اسکی وجہ سے حرام سے محفوظ رہتا ہوں تو کیوں اسکی باتیں نہ برداشت کروں؟ (شاید حضرت عمر اور آپکی اہلیہ نے نور باطن سے اس شخص کی شکایت کی نوعیت اور آمد سے آگاہی حاصل کر لی ہو اور اسے سبق سکھانے کے لئے دانستہ ایسا طرز عمل اختیار کیا ہو کہ وہ درشتی میں ناحق نہیں کیونکہ وہ تمہاری اتنی ذمہ داریاں اٹھائے ہوئے ہے ورنہ حضرت عمر جیسے باجبروت شخص کے لئے انکی اہلیہ اس قسم کی درشتی کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔)

خاتون بحیثیت ماں

ماں وہ عظیم خاتون ہے جس نے انبیاء اولیاء قائدین اقوام غرضیکہ ہر فرد انسان کو پروان چڑھایا مگر انسان اسکو شایان شان مقام نہ دے سکا یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہر معاشرہ میں ماں قابل احترام سمجھی جاتی ہے اور تاحال ہے مگر اس کا مقام عموماً" باپ سے کم سمجھا جاتا ہے اسلام وہ واحد دین ہے جس نے ماں کو نہ صرف باپ کے برابر مقام دیا بلکہ بعض مقامات پر اسکی مشقتوں کی نسبت سے باپ پر ترجیح بھی دی۔

قرآن کریم نے " **انا خلقنا کم من ذکرو انثی** " کہہ کر اس بات کا واشگاف اعلان کیا کہ ماں مرتبہ میں باپ سے کسی طور کم نہیں بلکہ دونوں عمل تخلیق میں برابر کے شریک ہیں تو مرتبہ بھی دونوں کا برابر ہو گا'

دوسری جگہ فرمایا۔

" **وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاه و بالوالدین احسانا فلما یبلغن عندک الکبر احد هما او کلا هما فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما وقل لهما قولا**

کریما واخفض لهما جناح الذل من الرحمته وقل رب ارحمهما کما ربیانی صغیرا"[۴۳]

(تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ عبادت صرف اسی کی کرو' والدین کے ساتھ احسان کرو پس اگر تم سے کسی کی کفالت میں ماں باپ دونوں یا ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو انکے سامنے اف تک نہ کرو نہ انہیں جھڑکو اور انکے سامنے اچھی بات کرو انکے لئے شفقت سے تواضع اور انکساری اختیار کئے رکھو اور یہ دعا کیا کرو کہ اے اللہ ان پر اسی طرح رحم فرما جیسے انہوں نے بچپن میں میری تربیت کی)

اس آیت میں ایک تو توحید کے بعد انسان کا سب سے بڑا فریضہ ہی یہ قرار دیا گیا کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے انکے لئے دعا کرے اور اس میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ دے دوسرا یہ کہ والدین کو بارگاہ خداوندی میں جو مقام حاصل ہے اس کا بھی اظہار ہوا' اگرچہ ماں باپ کو عزت و تکریم اطاعت و فرمانبرداری میں مساوی قرار دیا گیا مگر والدہ چونکہ زیادہ مشقت برداشت کرتی ہے لہٰذا والدہ کو حسن سلوک کا باپ سے زیادہ حق دار قرار دیا۔

ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے حضور نے فرمایا۔ تمہاری والدہ' عرض کیا گیا' پھر کون؟ ارشاد ہوا' والدہ' عرض کیا گیا' پھر' ارشاد ہوا والدہ' چوتھی مرتبہ ارشاد فرمایا تمہارا والد [۴۴]

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ والدہ کو والد پر ترجیح دی گئی ہے یا نہیں ایک اور جگہ ارشاد ہوا۔

دعوت الوالدة اسرع اجابته قیل یارسول اللہ ولم ذالک قال هی ارحم من الاب و دعوت الرحم لاتسقط

ترجمہ۔ والدہ کی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ ایسا

کیوں ہے تو ارشاد ہوا کہ والدہ باپ کی نسبت رحیم ہوتی ہے لہٰذا رحیم کی دعا مسترد نہیں ہوتی ۴۵

ایک اور حدیث میں آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتون کا بحیثیت ماں کے جو مقام متعین فرمایا ہے اس کے بعد تو کوئی اور مرتبہ یا مقام باقی رہ ہی نہیں جاتا جس تک عروج کا تصور ہو سکے فرمایا۔ **الجنتہ تحت اقدام الامہات**

پھر اسلام نے عورت کو اس حیثیت میں بھی مالی تحفظ فراہم کیا فرمایا **وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن** پھر ماں کو خاوند اور بیٹے دونوں کی جائیداد سے حصہ دار قرار دیا جیسا کہ قران کریم نے وراثت کے باب میں اسکی تفصیل بیان کی۔

مجموعی طور پر خاتون کے لئے جدوجہد

اس عنوان کے تحت کی بعض اشیاء اجمالاً مذکور ہو چکیں مزید وضاحت کے لئے ذرا تفصیل ملاحظ فرمایئے۔

(الف) بعض ممالک میں عورت کا دین سے کوئی تعلق نہیں مانا جاتا تو اسلام نے اس تفریق کو یوں ختم کیا۔

ومن یعمل من الصالحات من ذکر اوانثی وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنتہ ولا یظلمون نقیرا

جو شخص بھی اچھے عمل کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں ہو گا۔ ۴۷

(ب) اسی طرح اسلام نے مرد اور عورت کو اصلاح عقائد اور استقلال فی المسئولیت میں مساوی قرار دیا اور یہ بھی کہ مرد کی بد اعمالی پر بیوی سے یا اس کے برعکس مرد سے پوچھ نہیں ہو گی۔ بیعت بھی مردوں اور عورتوں سے برابر لی جاتی تھی۔ اجتماعی محافل میں بھی خاتون کو شرکت کا اھل قرار دیا جبکہ اس دور میں عام معاشرے اس بات کی اجازت دینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے ۴۸

(ج) عرب میں خواتین بطور وراثت ورثا کی ملک ہو جایا کرتی تھیں جسکی صورت

کچھ یوں تھی۔

وارث آتا اور اپنا کپڑا مورث کی بیوی پر ڈال دیتا پھر کہتا میں نے اس عورت کو "وراثت میں پایا جیسا کہ میں نے اس میت کے مال کو پایا" پس وہ اس عورت کا اسکی اپنی جان سے زیادہ حق دار ہو جاتا تھا پھر اگر وہ چاہتا تو خود اس سے شادی کر لیتا ورنہ شادی کسی اور سے کر لیتا اور اس کا مہر خود وصول کر لیتا یا لالچ کے باعث اس پر نکاح حرام کر دیتا تاکہ وہ اپنے آپکو اپنے مال کے ساتھ اس شخص کو دے دے یا مر جائے اور یہ شخص اس کا وارث بن جائے۔ اسلام نے اس رجحان کی شدت سے ممانعت کی ارشاد فرمایا۔

یاایھالذین امنو الا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا ولا تعضلوھن ببعض ماآتیتموھن مومنو! تمہارے لئے حلال نہیں کہ عورت کے مال یا جان کے جبرا" مالک بن جاؤ اور ان عورتوں کو اس غرض سے مت روکو کہ جو کچھ تم نے انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ حصہ وصول کر لو۔ ۴۹

بعض لوگ مہر کی رقم چھڑانے کے لئے عورت پر خواہ مخواہ تہمت لگا دیتے تاکہ وہ دباؤ کی وجہ سے رقم چھوڑ دے یہ حرکت خواتین کا بدترین استحصال تھی اسلام نے اس کو ختم کرتے ہوئے خواتین کو تحفظ دیا۔ ارشاد خداوندی ہے

" اتاخذونہ بھتانا واثما مبینا" ۵۰

کیا تم اس سے مہر کی رقم تہمت اور صراحتا" گناہ کے ذریعہ حاصل کرو گے

کچھ متمول لوگ لونڈیاں رکھ کر ان سے پیشہ کرواتے اور اس طرح دولت میں اضافہ کرتے اسلام نے آزاد خواتین کی طرح ان مظلوم لونڈیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا بلکہ ان کے مالکوں کو اس بات سے سختی سے منع کیا ارشاد خداوندی ہے

" ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنالتبتغوا عرض الحیواۃ الدنیا

۵۱"

حضور علیہ اسلام کو خواتین اور دیگر کمزور طبقوں کا اس قدر خیال تھا کہ آپکی آخری وصیت کے الفاظ یہ تھے۔

" الصلواۃ الصلواۃ و ماملکت ایمانکم لاتکلفوھم مالا یطیقون۔ اللہ اللہ فی النساء فانھن عوان بین ایدیکم اتخذ تموھن بامانتہ اللہ واحللتم فروجھن بکلمتہ اللہ"

ترجمہ۔ نماز کا خاص خیال رکھنا' غلاموں کو تکلیف مالایطاق میں مبتلاء نہ کرنا عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرنا کہ یہ تمہاری قید میں ہیں۔

تم انہیں خدا کی ذمہ داری اور ارشاد کے مطابق نکاح میں لائے ہواور انکی عصمتوں کو خدا کے کلمہ کی بناء پر حلال قرار دیا ہے ۵۲'

اسلام نے خواتین کا ایک مخصوص دائرہ عمل مقرر کیا ہے جسکی بناء پر ہو سکتا تھا کہ کسی موقع پر خواتین مردوں کی سرگرمیاں (بالخصوص اعلاء کلمتہ اللہ کے لئے ان کی خدمات) دیکھ کر احساس محرومی کا شکار ہو جائیں چنانچہ چند مواقع پر خواتین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں اس بات کا اظہار بھی کیا ایک خاتون نے پوچھا۔

مردوں پر جہاد فرض ہے فتحیابی' غنیمت' اور شہادت' رب کے ہاں حیات ابدی اور حصول رزق کا سبب ہے اس کے مقابل خواتین کو کیا دیا گیا ہے؟

ایک اور موقع پر حضرت عائشہ نے پوچھا کہ کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے تو چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے اصل سبب سے آگاہ تھے لہذا آپ نے حکمت بھرا جواب دے کر ان کے دائرہ عمل کو بھی محفوظ رکھا اور ان کی نفسیاتی تشفی بھی فرمادی آپ نے پہلی خاتون سے فرمایا کہ

"شوہروں کی اطاعت اور ان کے حقوق کی معرفت تمہارے حق میں مجاہدین

کے تمام ثوابوں کے برابر ہے"

اور حضرت عائشہ سے فرمایا۔

نعم علیھن جہاد لاقتال فیہ الحج والعمرۃ

ترجمہ ہاں خواتین کے لئے ایسا جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں ہوتی اور وہ حج اور عمرہ ہے(۵۴) مقصد ان تمام باتوں کا خواتین کو ہر موقع پر تحفظ فراہم کرنا اور یہ احساس پیدا کرنا تھا کہ تم کوئی کمتر مخلوق نہیں ہو البتہ دائرہ کار مختلف ہے عورت کے شخصی تصرفات کی طرف اگرچہ قبل ازیں ایک اشارہ گذر چکا ہے۔ مگر اس سے کما حقہ اس بات کی وضاحت نہیں ہوتی کہ اسلام عورت کو ذریعہ معاش اختیار کرنے میں کس حد تک بااختیار بناتا ہے نیز یہ کہ اسکے تصرفات کو عام دنیاوی معاملات میں کہاں تک تسلیم کرتا ہے اور اس کا کسی قدر تفصیل سے جاننا اس لئے ضروری ہے کہ اسلام نے خواتین کے لئے جو جدوجہد کی اس کا صحیح اندازہ اس کے بغیر کافی مشکل ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے مال اور مالی معاملات کے سلسلہ میں کوئی تفریق یا تفاوت نہیں ہے چنانچہ سن بلوغ کو پہنچنے یا باشعور ہونے کی صورت میں عورت کو باپ یا شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں قولا" فعلا" تصرف کرنے شہری قوانین کے متعلق معاہدات مثلا بیع' شراء' اجارہ' تجارت بصورت شراکت' قرض دینے لینے' رھن' ودیعت رکھنے' وصیت کرنے' ولایت شرعیہ یا ترکہ میں سرپرستی کرنے' وکالت نامے لینے دینے کا حق حاصل ہے۔ اور یہ حقوق ابتداء اسلام سے مسلمان خواتین کو حاصل ہیں۔ اس کے مقابل یورپ میں خواتین کو یہ حقوق کب حاصل ہوئے اس بات کو ملاحظہ فرماکر اسلام کی جدوجہد کا اندازہ لگائیں۔

عضیف عبدالفتاح طبارہ رقم طراز ہیں۔

اکثر یورپی ممالک میں عورت کی املاک کی ملکیت شادی کے وقت اس کے شوہر کی طرف منتقل ہو جاتی ہے پس انگلینڈ میں عام قانون کی نظر میں وہ اور اس کا شوہر شخص واحد کی حیثیت رکھتے ہیں ایک عورت کو انفرادی طور پر

ملکیت یا معاہدوں میں دخل نہیں ہوتا۔ پھر وہاں ۱۸۸۲ء میں قانون بنا جس نے شادی شدہ عورتوں کے لئے ملکیت کو جائز قرار دے دیا یعنی ان کو وہ حق دے دیا جس سے وہ پہلے بہرہ ور نہ تھیں پس اب عورت معاہدے اور ضمانت کے امور میں بقدر اپنی پرائیویٹ املاک کے ذمہ دار ہو گئی۔ ذرا سا آگے چل کر فرانس کی فیاضی کا جو حال بیان کیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

جہاں تک فرانسیسی عورت کا تعلق ہے تو فرانس کے ایک رسالہ نے ۲۰ فروری ۱۹۳۸ء کو ایک منظور شدہ قانون چھاپا جس کے مطابق شادی شدہ عورت کے لئے مندرجہ ذیل چیزیں ممنوع تھیں۔

ا) مالیاتی سندات (چیک) پر دستخط کرنا۔

ب) کسی بھی مالیاتی ادارہ میں حساب جاری کھولنا۔

ج) کسی بھی مالیاتی معاہدے پر دستخط کرنا۔

د) بغیر قاضی کی اجازت کے وراثت کے مال پر قبضہ کرنا۵۳

گویا کہ مسلمان خاتون جن حقوق سے ساتویں صدی عیسوی میں بہرہ ور ہوئی یورپی خاتون کو وہ حقوق بیسوی صدی عیسوی میں آکر حاصل ہوئے۔

اسلام نے عورت کو تاریخ عالم میں پہلی مرتبہ ہر حیثیت میں وراثت کا حقدار قرار دیا جیساکہ قبل ازیں مذکور ہوا مگر یورپی اقوام اسلام سے تعصب کی بناء پر اسلام کی اس کوشش کو خراج تحسین پیش کرنے کی بجائے اس بات کو لے اڑتی ہیں کہ مرد کو عورت سے دوگنا حصہ کیوں دیا جاتا ہے برابر برابر حصہ ہونا چاہئے حالانکہ یورپ ان حالات سے واقف ہی نہیں جن حالات میں اسلام مرد کو دوگنا اور عورت کو ایک حصہ دلواتا ہے وہ یہ کہ یورپ میں عورت اپنی کفیل خود ہے اسکی معاشی ذمہ داری کسی دوسرے شخص پر نہیں جبکہ اسلام نے عورت کو فکر معاش سے مکمل آزاد کر دیا ہے اور اس میں مرد کے متمول یا تنگ دست ہونے کا کوئی لحاظ نہیں کیا چنانچہ شادی سے قبل لڑکی کی کفالت ، والد، ولی الامر، اقرباء کے ذمہ ہے۔ شادی کے بعد خاوند کے

ذمہ، چاہئے   عورت خود کتنی ہی دولت مند ہو یا کتنی ہی غریب کیوں نہ ہو۔ اگر اس کا کفیل کوئی نہیں تو سرکاری خزانہ سے اسے کفالت دی جائے گی۔ اس کے بچوں کا نفقہ بچوں کے والد یا باپ کے اقرباء پر لازم ہے ان حالات میں ظاہر ہے کہ خاتون کو جو مال ملے گا وہ محض اس کی اپنی ضروریات کے لئے ہوگا اور مرد کو جو ملے گا وہ اس کے علاوہ پورے خاندان کی ضروریات کے لئے ہوگا تو عقل کا تقاضا یہ ہے کہ مرد کو بوجہ اضافی اخراجات کے حصہ بھی دوگنا ملنا چاہیے۔ ۵۴

علمی ترقی کے لئے جدوجہد۔   اسلام نے خاتون کی ہمہ جہت ترقی کے لئے مختلف اصلاحات کی ہیں جس میں تمام بلندیوں کی اصل علمی ترقی کے لئے کی جانے والی جدوجہد ایک نمایاں ترین پہلو ہے۔

اسلام جو کٹر جاہل معاشرے میں پروان چڑھا نے سب سے پہلے اس معاشرہ پر علم اور علماء کی اہمیت واضح کی اور پھر انہیں علم کے حصول کی جدوجہد میں لگایا اور نہایت مختصر مدت میں ہر مرد وزن کو تعلیم یافتہ بنانے میں کامیاب ہوگیا۔ اسلام میں علم کی کیا اہمیت ہے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے ذیل کی آیات و احادیث ہماری راہنمائی کرتی ہیں

علم کی اہمیت

علم الانسان مالم یعلم

(۱) وقل رب زدنی علما (۲) ان اللہ زادہ بسطاً فی العلم والجسم (۳) وعلم آدم **الاسماء کلھا۔** (القرآن)

اطلبوا العلم ولو بالصین فان طلب العلم فریضتہ علی کل مسلم و مسلمتہ ۵۵

اس موضوع پر اس کے علاوہ بھی متعدد آیات و احادیث پیش کی جا سکتی ہیں۔

اہل علم کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے صرف دو آیات اور دو احادیث پر اکتفاء

کیا جاتا ہے، رب کائنات فرماتا ہے۔

(الف) **ویرفع اللہ الذین امنوا والذین اوتوا العلم درجات**

ترجمہ اللہ اہل ایمان کے مراتب بلند کرے گا علی الخصوص اہل علم کے

انما یخشیٰ اللہ من عبادہ العلماء ۵۷

ترجمہ اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف اہل علم ڈرتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل علم کی اہمیت یوں واضح فرمائی

(الف) لوگوں میں درجہ نبوت سے قریب تر اہل علم اور اہل جہاد ہیں

(ب) قیامت کے دن علماء کی سیاہی شہدا کے خون کے ساتھ تلے گی ۵۷

نبی پاک صل اللہ علیہ وسلم نے طبقہ خواتین کو خواندہ بنانے پر خاص طور پر توجہ دی۔

آپ نے لونڈیوں کو تعلیم دینا باعث ثواب قرار دیا جب صحابہؓ نے اپنی بیویوں کو مسجد میں آنے سے روکا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک شکایت پہنچی تو آپ نے فرمایا اللہ کی بندیوں کو مسجد میں آنے سے مت روکو

اور جب آپ نے محسوس فرمایا کہ مسجد میں آنے کی اجازت ملنے کے باوجود خواتین کو ہر وقت مردوں کے ہجوم کی بناء پر صحیح استفادہ کا موقع نہیں ملتا تو اپ نے خواتین کے لئے ایک دن مخصوص فرمایا جس میں آپ خواتین کے سوالوں کے جواب دیتے اور ملکی حالات کے مطابق انہیں وعظ و نصیحت فرماتے ۵۹

حضور علیہ اسلام کی اسی توجہ کا نتیجہ تھا کہ بہت جلد خواندہ بلکہ علماء کی صف میں شمار ہونے والی خواتین کی ایک بڑی کھیپ تیار ہو گئی

چنانچہ بقول ابن حجر عسقلانی قرون اولیٰ میں صرف علم حدیث پڑھانے والی خواتین کی تعداد ۱۵۳۵ تھی ۴۰

یہ سلسلہ یہاں پر ہی ختم نہیں ہوجاتا بلکہ بعد کے ادوار میں مسلم خاتون نے علمی طور پر بہت زیادہ ترقی کی جس کی تفصیل آگے آتی ہے مگر پہلے ظہور اسلام تا انقلاب فرانس قرون وسطیٰ میں یورپین خواتین کی علمی حالت کا ایک جائزہ لیا جاتا ہے۔

یہ جائزہ اس لئے ضروری ہے کہ آگے جن مسلم خواتین کے علمی کارناموں کا تذکرہ کیا جائے گا انہیں سے اکثریت کا تعلق انہی قرون وسطیٰ سے ہے جدید مسلم خاتون کی علمی مساعی تو احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

قرون وسطیٰ میں یورپین خاتون کی علمی ترقی کے لئے چند علماء مغرب کی آراء پیش خدمت ہیں۔

وتھنڈسن

قرون وسطیٰ کے لوگوں نے نہایت ہوشیاری سے کام لیا کہ عورت کو مطلق کوئی اختیار نہیں دیا۔ کسی طاقت ور اختیار کا تو سوال ہی نہیں تھا اگر کچھ اختیار تھا تو یہ کہ وہ گھرداری کے تنگ دائرہ میں پھنسی رہے۔

اسی نقطہ نظر کو انسائیکلوپیڈیا آف ایجوکیشن میں ذرا تفصیل سے یوں بیان کیا گیا ہے۔

فرانسکوڈابار برنیو کے نزدیک امیرزادی کو نوشت و خواند کی اجازت محض اس وجہ سے دی گئی تھی کہ وہ بالغ ہو کر اپنی جائیداد کی دیکھ بھال کرسکے جہاں تک دیگر معززین اطباء، ججوں، دیگر شرفاء کی لڑکیوں کا تعلق ہے وہ کافی بحث مباحثے کے بعد یہ طے کرتا ہے کہ بہتر ہے وہ لکھنا پڑھنا نہ سیکھیں علاوہ ازیں تاجروں، اہل حرفہ کی لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کی قطعاً ممانعت تھی۔

اے برام سے قرون وسطی میں انگلینڈ کی حالت زار کا بیان بھی سنئے

مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تعلیم کو کچھ بھی اہمیت حاصل نہ تھی اور معمولی شد بد کے علاوہ ان سے کچھ توقع نہ تھی۔

لاٹورلینڈری کے نائٹ کی خواہش کو اسی کا تتمہ سمجھ کر پڑھئے۔

اس کی لڑکیاں کچھ پڑھنا سیکھ لیں نیز یہ کہ لڑکیوں کو مدرسہ میں محض اس خیال سے داخل کرنا چاہیے کہ وہاں دین کی اچھی اچھی باتیں سیکھ لیں اور اس طرح اپنے فرائض جان لیں اور مکروھات سے محفوظ رہیں۔

عام معاشرتی ذھن کی اقتباس ذیل بھرپور عکاسی کرتا ہے۔

لوگ اپنے وصیت ناموں میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کچھ رقم نہیں چھوڑتے تھے بجائے اس کے شادی کے اخراجات کے لئے وصیت کیا کرتے تھے غالباً" اکثر والدین اس بات سے مطمئن تھے کہ ان کی بیٹی تھوڑی سی ابتدائی تعلیم حاصل کرکے امور خانہ داری میں کافی مہارت رکھتی ہو اس میں ایک اچھی بیوی بننے کی صلاحیت موجود ہو۔ ۶۲

اقتباسات بالا سے یہ بات وثوق سے ثابت ہوتی ہے کہ قرون وسطیٰ کی یورپین خاتون ابتدائی سطح تک تعلیم یافتہ اور علوم عالیہ اور اعلیٰ تعلیم سے نہ صرف نابلد تھی بلکہ معاشرہ کے ہاں اس کے لئے کوئی اہتمام بھی نہ تھا

خاتون کی علمی ترقی، و اسلامی عہد

گذشتہ تقابلی مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اسلام نے خاتون کے دیگر کوائف پر توجہ دینے کی کوشش کے ساتھ اس کی علمی ترقی پر بھی بھرپور توجہ دی نتیجہ یہ کہ مختصر مدت میں بعض ایسی زبردست عالمات پیدا ہوگئیں کہ فحول علماء سے بھی سبقت لے گئیں مثلاً حضرت عائشہ صدیقہؓ اس پائے کی عالمہ بن گئی تھیں کہ مدینتہ العلم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

آدھا علم عائشہ سے حاصل کرو ۶۳

علوم شرعیہ کی امت تک جو مقدار پہنچی اس میں بقول ابن حجر حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حصہ ملاحظہ تو فرمایئے'

فاکثرالناس اخذوا عنھا ونقلوا عنھامن الاحکام والاداب شیا کثیرا" حتی قیل ان ربع الاحکام الشرعیہ منقول عنھا رضی اللہ عنھا۶۴

حضرت عائشہ کے دور میں خواتین کی باقاعدہ درس گاہیں نہ تھیں کہ کوئی عورت کسی علم میں مہارت پیدا کرسکتی یا کسی خاتون سے مہارت کی توقع رکھی جاسکتی بایں ہمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ علوم ذیل میں مہارت رکھتی تھیں۔

علم القرآن علی الخصوص' حلال حرام' فرائض' علم حدیث' علم فقہ' شعرو ادب' علم الانساب' اخبارو ایام' احادیث عرب' طب۔

ہر علم میں انفرادی مہارت کی مثالیں تو آمدہ سطور کے سپرد ہیں مجموعی مہارت کا یہ عالم تھا کہ عروہ بن زبیر کا کہنا ہے۔

مارایت احدا" اعلم بالقران ولا بفرائضہ ولا بحلال ولا بحرام ولا بشعر ولا بحدیث العرب ولاالنسب من عائشہ و مارایت اعلم بفقہ ولا طب من عائشہ۶۵

ایک عائشہ رضی اللہ تعالیٰ پر ہی کیا موقوف یہاں تو جملہ امہات المومنین اور کثیر صحابیات اس پایہ کی تھیں کہ ہر گلے کا رنگ و بوئے دیگر است" چنانچہ جہاں کتب تذکرہ میں عائشہ صدیقہ کے ۸۸ تلاندہ حدیث مذکور ہیں وہاں حضرت ام سلمٰی کے بھی ۳۳ تلامدہ کا ذکر ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت ام درداء رضی اللہ عنھا تشھد میں مردوں کی طرح بیٹھنا کرتی تھیں کیوں؟

بقول تذکرہ نگاروں کے وہ مجتہد تھیں اور اس طرح بیٹھنا ان کا اجتہاد تھا بخاری کے الفاظ دیکھئے۔

کانت ام الدرداء تجلس فی صلواتھا جلسہ الرجل و کانت فقیھتہ۶۶

حضرت فاطمہ بنت قیس فقہ میں اس مہارت کی حامل تھیں کہ وہ حضرت عمرؓ وحضرت عائشہؓ کے ساتھ ایک فقہی مسئلہ میں عرصہ تک بحث کرتی رہیں مگر یہ دونوں

دلائل کے ساتھ انکی رائے کو نہیں بدل سکے اور پھر امت کے اکثر ائمہ فقہ نے فاطمہ بنت قیس کی رائے کو ترجیح دی ٦٧

صحابیات کی مجموعی علمی ترقی کے جائزہ کے لئے اقوال ذیل کافی شہادت ہیں۔

ابن قیم الجوزیہ۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن صحابہ کے فتوے محفوظ ہیں انکی تعداد ایک سو تیس سے کچھ زیادہ ہے ان میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی سات اشخاص تو ایسے ہیں جنمیں سے ایک ایک کے فتووں کو جمع کیا جائے تو ہر ایک کے لئے کتاب مرتب ہو جائے۔ ان میں حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ شامل ہیں مفتی صحابہ کی دوسری صف ہیں حضرت ابوبکرؓ و عثمانؓ کے دوش بدوش حضرت ام سلمیٰ بھی نظر آتی ہیں جنکے فتوؤں کے جمع کرنے سے مستقل رسالے مرتب کئے جا سکتے ہیں۔

تیسرا طبقہ قلیل الفتویٰ صحابہ کا ہے ان میں حضرات حسنینؓ حضرت ابوذرؓ و ابو عبیدہؓ کے ساتھ حضرت ام عطیہؓ' حضرت حفصہؓ حضرت ام حبیبہؓ حضرت صفیہؓ لیلیٰ بنت قائم۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر ام شریک' خولہ بنت تویت اور ام درداء وغیرہ صحابیات بھی شامل ہیں ٦٨

عبدالسلام ندوی۔ مولانا عبدالسلام ندوی نے اسوہ صحابیات نامی اپنی کتاب میں ایک جگہ صحابی خواتین کی علمی ترقی کی جھلک یوں دکھائی ہے۔

روایت حدیث کے اعتبار سے صحابہ کے پانچ طبقے ہیں۔

١۔ تعداد روایات ہزار یا زائد از ہزار حضرت عائشہ اس طبقہ کی رکن ہیں۔

٢۔ تعداد روایات پانصد یا زیادہ' کوئی صحابیہ شامل نہیں

٣۔ تعداد روایات سو سے زائد پانچ سو سے کم' ام سلمہ شامل ہیں

٤۔ تعداد روایات چالیس تا سو' حضرت ام حبیبہؓ' حفصہؓ میمونہؓ کے ساتھ بہت سی صحابیات شامل ہیں۔

۵۔ تعداد روایات چالیس یا کم، صحابیات بڑی تعداد میں اس طبقہ کی رکن ہیں ۶۹

ان دو اقوال سے صحابیات کی علمی ترقی تو خیر اظہر من الشمس ہی ہو گئی مگر ابھی یہ بات طے کرنا باقی ہے کہ ان عالم صحابیات نے آمدہ علمی دنیا کو کس حد تک متاثر کیا۔ تاکہ یہ بات حتمی طور پر طے ہو جائے کہ اسلام نے ابتدائی دور میں ہی خاتون کو کسی علمی انقلاب سے دوچار کر دیا تھا۔ اہل علم صحابیات کے حلقہ اثر کی وسعت کا اندازہ اس کی ایک مثال سے ہی کیا جا سکتا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے استفادہ کرنے والوں میں حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عمرو بن عاص، عبداللہ بن زبیرؓ حکمران تھے ابن عباس و ابو ہریرہ خود پائے کے محدث تھے علقمہ اور ابن مسیب جیسے عظیم لوگ فقہاء میں سے شامل تھے اور اسی تناسب سے ان خواتین نے بعد کے علمی ماحول کو متاثر بھی کیا۔

خواتین دور رسالت کے بعد۔

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود خواتین کی تعلیم میں دلچسپی لیتے تھے آپ نے خواتین کو عام استفادہ علمی کے لئے مسجد میں آنے اور شریک محفل ہونے کی اجازت ہی نہ دے رکھی تھی بلکہ انکی تعلیم کے لئے ہفتہ میں ایک دن مقرر کر رکھا تھا جس میں صرف خواتین ہی حاضر خدمت ہو کر تعلیم حاصل کیا کرتی تھیں جس معاشرہ میں حکمران خود معلم ہونے کو فخر سمجھتا ہو تو اس معاشرے میں کسی بھی فرد کا علمی ترقی کرنا چنداں تعجب خیز نہیں لہٰذا صحابیات کا بلند علمی پایہ زیادہ حیران کن نہیں مگر دور خلفاء کے بعد جب خاتون کو دل بستگی کے سامان سے زیادہ کوئی اہمیت نہ دی جاتی تھی نہ حکمرانوں کے پاس امت کو علم پڑھانے کے لئے وقت اور دلچسپی تھی نہ خواتین کے لئے باقاعدہ یا بے قاعدہ مدارس قائم کئے جاتے تھے تو ایسی صورت میں بھی خواتین کا نہ صرف علم حاصل کرنا بلکہ بعض اوقات علم میں زروہ کمال تک پہنچنا زیادہ تعجب خیز ہے

اور یہ حقیقت عجیبہ اسلامی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے کہ بدترین بے اعتنائی کا شکار ہونے کے باوجود بعد کے ادوار میں بھی خواتین کی بڑی تعداد علم و ہنر کے مختلف میدانوں میں سرگرم عمل رہی اگرچہ انکی تعداد دور رسالت یا دور خلفاء کے اعتبار سے کم رہی جو بلا وجہ نہ تھی اس کے دو نمایاں اسباب تھے۔

ا۔ علماء خواتین کے لئے وقت مختص نہیں کر سکتے تھے نہ حکومت انہیں تعلیمی سہولتیں فراہم کرتی تھی کہ اول الذکر کی علمی مصروفیات مانع تھیں تو ثانی الذکر کو اس بات سے دلچسپی نہ تھی۔

۲۔ وہ دور بھی تخصص و مہارت کا دور تھا مختلف علوم و فنون کے ماہرین مختلف علاقوں میں ملتے تھے چنانچہ خواتین کے لئے وسائل کے فقدان کے دور میں دور دراز علاقوں کے ماہرین تعلیم سے استفادہ ممکن نہ تھا۔

موانع بالا اگرچہ معمولی نہ تھے پھر بھی خواتین نے ہمت نہ ہاری اور کسی حد تک علمی استفادہ کرنے اور مہارت بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئیں چند ایک کا تذکرہ ملاحظہ ہو۔

(الف) عمر رضا کحالہ نے اعلام النساء کے نام سے خواتین کا تذکرہ پانچ مجلات میں کیا جسکی ایک جلد میں صرف محدثات کی تعداد دو سو ستر ۲۷۰ شمار کی گئی جبکہ اس جلد میں صحابیات ، فقیہات ، ادیبات ، شاعرات ، حاکمات ، طبیبات بھی شامل ہیں جو شمار نہیں کی گئیں ۷۰

(ب) مشہور مورخ خطیب بغدادی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف تاریخ بغداد میں صرف بغداد کی علم و فضل میں یکتاء بتیس ۳۲ خواتین کا تذکرہ کیا ہے ۷۱

(ج) علی بن عساکر نے اپنے اساتذہ میں اسی سے زیادہ خواتین گنوائی ہیں

(د) خطیب بغدادی کو ایک خاتون کریمہ بنت احمد مروزیہ نے بخاری شریف پڑھائی۔

( ) ابوحیان نے منیعہ بنت الملک الکامل ، شامیہ بنت حافظ ، زینب بنت

عبداللطیف بغدادی کا اپنے اساتذہ میں شمار کیا ہے۔

(۵) سرخیل علماء ابوالفرج ابن جوزی تین خواتین اساتذہ کا بطور فخر ذکر کرتے ہیں فاطمہ بنت محمد بن حسین الرازی، فاطمہ بنت ابو حکیم عبداللہ بن ابراہیم الخیری، اور شہدہ بنت محمد بن الفرج بن عمر الابری ۲۷

حیرت ناک علم کی حامل چند خواتین

خواتین کی علمی پیش قدمی صحابیات کے بعد بھی جاری رہی نتیجتہ یہ کہ مختلف علمی میدانوں میں بے پناہ صلاحیتوں والی خواتین وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی رہیں بالاختصار چند کا تذکرہ پیش خدمت ہے انکا تفصیلی ذکر آئندہ صفحات میں بھی آرہا ہے یہاں اس تذکرہ سے مقصد قرون وسطیٰ میں مسلمان خواتین کی علمی پیش رفت کو اجاگر کرنا ہے تاکہ یورپ اور اس کے مقابل اسلام کی خواتین کے لئے جدوجہد کا قدامت کے اعتبار سے موازنہ ہو سکے۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن

یہ ایک تابعیہ خاتون تھیں جنکی پرورش حضرت عائشہ صدیقہ نے کی تھی۔ اگرچہ بڑے بڑے علماء نے انہیں عادل، ضابطہ فقیہ اور وارث علم عائشہ قرار دیا ہے مگر انکی علمیت کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے راس المحدثین و سرخیل تابعین امام زہری کا یہ قول نقل کیا جاتا ہے۔

"قاسم بن محمد نے مجھ سے کہا کہ کیا میں تمہیں علم سے بھرے ہوئے برتن کی نشاندھی نہ کروں میں نے عرض کیا ضرور کیجئے تو انہوں نے کہا جاؤ عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی مجلس کو نہ چھوڑو۔ زہری کہتے ہیں کہ میں حسب مشورہ عمرہ کی مجلس میں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ واقعتاً علم کا نہ ختم ہونے والا سمندر ہیں" ۲۳

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن علم حدیث میں اتنا ید طولیٰ رکھتی تھیں کہ امام زہری یحیٰی بن سعید اور ابوبکر بن حزم جیسے یگانہ روزگار محدثین نہ صرف انکے خوشہ چین تھے

بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن حزم کو عمرہ بنت عبدالرحمن کی احادیث قلمبند کرنے کا حکم دیا تھا ۷۴

حضرت عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص

○ حضرت عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص اس پائے کی عالمہ تھیں کہ امام مالک ایوب سختیانی اور حکم بن عبید جیسے فقہاءومحدثین صف تلامذہ میں کھڑے ہیں ۷۵

حضرت نفیسہؒ

○ حضرت امام حسن کی پوتی نفیسہ کا حلقہ درس ایسا گوہر بار تھا کہ امام شافعی اجتہاد کے دور ثانی اور شہرت کے آسمان پر آفتاب ہونے کے باوجود فسطاط میں استفادہ کے لئے حاضر ہوتے اور تلامذہ کی بڑی تعداد بھی ساتھ ہوتی ۷۶

شیخا شہدہ ملقب بفخرالنساء

جامع دمشق میں مجمع عام میں ادب، خطابت اور شاعری پر لیکچر دیا کرتی تھیں۔ وقائع اسلام میں ممتاز علماء کے ساتھ اس خاتون کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

ابوالخیر اقطع کی دادی عنیدہ کے حلقہ درس کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ ایک وقت میں اس حلقہ سے مستفید ہونے والے طلباء کی تعداد پانصد تک ہوئی تھی۔

امام مالک کی ایک صاحبزادی کی مہارت حدیث بدیں مرتبہ تھی کہ جب طالب علم موطا پڑھتے ہوئے غلطی کرتا تو وہ اندر سے دروازہ کھٹکھٹاتیں امام موصوف فوراً طالب علم سے فرماتے

ارجع فالغلط معک "۷۷"

پھر پڑھو غلطی کر رہے ہو۔

امام موصوف کے خاتون مذکور کی صلاحیتوں پر اعتماد کا اندازہ کیجئے کہ خود غلطی پر مطلع نہ ہونے کے باوجود اسکی نشاندہی کو امر واقعی مان کر طالب علم کو دوہرانے کا حکم دیتے۔

گزشتہ صفحات میں جس ام درداء نامی خاتون کا بحیثیت مجتہد کا ذکر ہوا اس خاتون کو صرف فقہ میں ہی ید طولیٰ حاصل نہ تھا بلکہ حدیث میں انکا پایہ اتنا بلند ہے سالم بن ابی الجعد، شہر بن حوشب، ابو حازمؒ مکحول شامی، رجاء بن حیوہ، میمون بن مہران اور جبیر ابن نفیر جسے محدثین جو حدیث میں علی الاطلاق ائمہ شمار کئے جاتے ہیں انکے تلامذہ میں شامل ہیں ۷۸

برصغیر ایک خاتون کا ممنون

کریمہ بنت احمد المروزیہ جو خطیب بغدادی جیسے باکمال شخص کی استاد تھیں اس خاتون کا صرف یہی ایک کمال نہیں تھا بلکہ مسلمانان عالم علی الخصوص برصغیر پاک وہند پر ایک بے مثال احسان بھی ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ

امام بخاری سے بخاری شریف کے مختلف نسخے روایت کئے گئے جو درج ذیل ہیں۔ نسخہ فربری، نسخہ کشمیھنی، نسخہ حموی، نسخہ مستملی، نسخہ مروزی، نسخہ ابوذر، نسخہ ابن حجر، نسخہ ابوالوقت، نسخہ ابن عساکر، نسخہ نسفی، نسخہ صنعانی، نسخہ ابن سکن، نسخہ ابو احمد مرجانی، نسخہ ابن سیبویہ، نسخہ کریمہ بنت محمد بن حاتم المروزی ۷۹

یہ تمام نسخے مختلف دیار و امصار میں مقبول عام ہوئے۔ مقبولیت حاصل کرنے والے نسخے جہاں مردوں کے نقل کردہ تھے وہاں ایک خاتون جو ناقلین میں واحد خاتون ہیں کے نسخہ کو بھی نہ صرف قبولیت عامہ حاصل ہوئی بلکہ دنیا کی سب سے بڑی مسلم آبادی والے علاقوں (برصغیر ہند و پاک) میں اسی خاتون کا نسخہ پڑھا پڑھایا جاتا ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی رقم طراز ہیں میں ایک مثال دیتا ہوں شاید بہت سے لوگوں کے لئے انکشاف ہو۔ یعنی خواتین کی علمی کوششوں علمی جدوجہد ذوق و شوق اور شغف کی کامیابی کی روشن مثال ہے جس سے آدمی پر ایک تحیر قائم ہو جاتا ہے۔

آپ سے پوچھوں قرآن مجید کے بعد اسلام کے پورے کتب خانے اور پورے

علمی ذخیرے میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس امت کو عطا ہوا جسکی بنیاد علم بالقلم سے پڑھی اس قلم کی حرکت سے جو دنیا میں بے نظیر کتب خانہ تیار ہوا اس میں کتاب اللہ کے بعد کس کا درجہ ہے تو صحیح جواب ہو گا کہ صحیح بخاری کا درجہ ہے اور صحیح بخاری ہندوستان میں ہر مدرسہ کے لئے معیار فضیلت ہے اسکو علماء نے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا کہ اللہ کی کتاب کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ بخاری و مسلم کے بارہ میں حجتہ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔

کل من یھون امر ھما فھو مبتدع متبع غیر سبیل المومنین۸۰

آج ہمارے مدارس میں (مراد مدارس برصغیر) جو بخاری شریف پڑھائی جاتی ہے اور پڑھائی جائیگی آپکے علم میں ہے کہ وہ بخاری شریف کس کی روایت ہے یہ کریمہ کی روایت ہے (مراد کریمہ بنت احمد المروزیہ ہے) ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں۔

ایسی مثال کوئی امت پیش کر سکتی ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے جیسے امام بخاری کے تلامذہ کی کوششوں کو بار آور کیا اور آج دنیا میں انکا نام باقی ہے ویسے ہی انکی تلمیذہ کی کوششوں کو کچھ زیادہ ہی بار آور کیا اور یہ چیز ہمارے اسلامی معاشرے میں آخر تک باقی ہے۸۱

ذرا چشم تصور وا کیجئے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی/ شاہ ولی اللہ' مجدد الف ثانی فضل حق خیر آبادی' احمد رضا خان بریلوی' مہر علی شاہ گولڑوی' انور شاہ کاشمیری ایسے فحول علماء کو لاکھوں کی تعداد میں اس بے مثل خاتون کی بارگاہ میں خمیدہ سر استادہ دیکھئے اور پھر مسلم خواتین کی علمی خدمات کا اندازہ کیجئے۔

آٹھویں صدی ہجری کی ایک مصری خاتون عائشہ بنت علی بن محمد بن علی ایک بے مثال (محدثہ ہونے کے ساتھ فقید المثال حافظہ و ذہانت کی مالک بھی تھیں۔ عمر رضا کحالہ' حافظہ کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے۔

وکانت مستحضرۃ لسیرۃ النبویہ تکاد تذکر الغزوۃ بتما مھا وکانت حافظتہ" لکثیر من الاشعار سیما دیوان البھاء زھیر وکانت سریعتہ" لحفظ" وکانت تحفظ من قراتھا للقصیدۃ وغیر ھا من مرۃ واحدۃ فقد قال البقاعی کتبت الکتابتہ الحسنتہ

وکانت من الزکاء علی جانب کبیر تطالع کتب الفقہ لتفھم و تحفظ شعر کثیرا" مرت علی دیوان البھاء زھیر' و مصلرع العشاق وسیرۃ النبویہ لابن فرات وسلوان المطاع لابن ظفر۸۲

خواتین علماء میں زیادہ تر تو قرآن' حدیث تفسیر' فقہ میں مہارت رکھتی تھیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ دیگر شعبہ ہاء علم میں خواتین نے کوئی جولانی نہیں دکھائی۔ ذرا مثال کے طور پر تین مختلف شعبوں سے متعلق خواتین کا تذکرہ ملاحظہ ہو۔ اور ساتھ ہی یہ اندازہ بھی کیجئے کہ مسلمان خواتین جس میدان میں بھی داخل ہوئیں اس میں حیرت کے لئے باعث حیرت بن گئیں۔

شاعری ام علی تقیہ بنت ابوالفرح متوفی ۵۷۷ھ نہایت بلند پایہ شاعرہ تھیں ایک مرتبہ انہوں نے صلاح الدین کے بھتیجے تقی الدین عمر کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جو ساقی نامہ کی طرز پر لکھا گیا تھا اس میں شاعرہ نے بے کم وکاست ایک محفل مے نوشی کا نقشہ کھینچا۔ ساغر و مینا اور دیگر کوائف یوں بیان کئے گئے تھے کہ شاعرہ خود عادی مے خوار لگتی تھی قصیدہ پڑھکر تقی الدین نے اعلانیہ کہا کہ شاعرہ کو ضرور محفل مے نوشی کا ذاتی تجربہ ہے پھر اس خاتون نے رزمیہ قصیدہ لکھا جسمیں میدان جنگ اور شجاعان میدان کا نقشہ کھینچا گیا تھا اور یہ نظم بھی تقی الدین کو اس خط کے ساتھ بھیجی کہ مجھے جتنا تجربہ بزم کا ہے اتنا ہی رزم کا' خط پڑھکر تقی الدین نے بلندی تخیل اور خاتون کی قادر الکلامی کی بے حد تعریف کی ۸۳

فنون شتی نویں صدی ہجری کی ایک خاتون فاطمہ بنت احمد بن یحیٰی نامی تھیں جو علوم متداولہ میں اس قدر کمال رکھتی تھیں کہ فقہ میں اجتہاد کر سکتی تھیں عمر رضا کحالہ کے الفاظ (جو خاتون مذکورہ کے والد نے جو خود بھی ایک امام تھے انکے بارہ میں کہے تھے) یہ ہیں۔ **ان فاطمتہ ترجع الی تفسھالی استنباط الاحکام**

اور پھر جب انکی شادی ایک عالم شہیر سے ہوئی تو انہیں جب بھی کسی فنی کتاب

کو پڑھاتے ہوئے کوئی مقام مشکل لگتا تو گھر آکر بیوی سے پوچھتے تو وہ بلا تامل وہ مقام حل کر دیتیں جب یہ باہر آکر تلامذہ کے سامنے اس مقام کی تقریر کرتے تو لڑکے کہہ اٹھتے **لیس ھذا منک بل من وراء الحجاب** ٨٦

غور کیجئے کہ گھر میں رہ کر ہمہ قسم اساتذہ سے استفادہ کر سکنے والے علماء کی جو خواتین علمی رہنمائی کر سکتی ہوں انکی قابلیت اور مسلم خواتین کی علمی ترقی کیا ہو گی؟۔

بے مثال طبیبہ طب کا میدان آج بھی خواتین کے لئے ایک مشکل میدان ہے مگر ایسے وقت میں جب یہ میدان مردوں کے لئے بھی مشکل تر تھا اس دور کی ایک ذہین طبیبہ کے ایک واقعہ سے مسلم خاتون کی حیرت انگیز علمی ترقی کا اندازہ کیجئے اور اس دین اور صاحب دین صلی اللہ علیہ وسلم کی داد دیجئے جس نے معاشرے کے سب سے پس ماندہ طبقہ کو اس مقام تک پہنچا دیا۔

علامہ ابولفرج ابن جوزی لکھتے ہیں۔

صلت بن محمد جحدری کی روایت ہے کہ مجھ سے بشربن مفضل نے بیان کیا ہمارا حاجیوں کا قافلہ سفر میں تھا ہمارا گزر عرب کے چشموں میں سے ایک چشمہ پر ہوا۔ ہم سے کہا گیا کہ یہاں بہت خوبصورت تین بہنیں ہیں جو مطب کرتی ہیں اور علاج کی ماہر ہیں ہم نے چاہا کہ انہیں دیکھیں تو ہم نے اپنے ایک ساتھی کی پنڈلی کو لکڑی اٹھا کر چھیل لیا۔ یہاں تک کہ اس سے خون کچکچانے لگا پھر ہم نے اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور لوگوں سے کہا کہ اسے سانپ نے کاٹا ہے کوئی جھاڑنے والا ہے تو انمیں سے چھوٹی بہن نکل آئی کہ وہ مریض کے پاس آکر کھڑی ہوئی اور کہا اسے سانپ نے نہیں کاٹا ہم نے کہا کہ کیسے ' اس نے کہا کہ اس کا جسم ایسی لکڑی سے چھل گیا ہے جس پر نر سانپ نے پیشاب کیا تھا اسکی دلیل یہ ہے کہ جب اس کے بدن کو دھوپ لگے گی تو یہ مرجائے گا اور واقعی جب سورج طلوع ہوا تو وہ شخص مرگیا اور ہم متحیر رہ گئے ٨٥

قرون وسطی کے یورپ اور عالم اسلام کو دیکھ کر آج بھی ایک مسلمان تن کر یہ فقرہ کہہ سکتا ہے بلکہ بے اختیار قلم سے ٹپک پڑتا ہے کہ

اولئک اباٰئی فجئنا بمثلھم

ضروری وضاحت اگرچہ یہ کتاب خواتین کے تذکرہ پر مشتمل ہے مگر اس میں مطلقاً خواتین کے سوانحی خاکے لکھنا مطلوب نہیں کیونکہ اس موضوع پر بے شمار کتب موجود ہیں۔ میں صرف ان مسلمان خواتین کے علمی کارناموں کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں جنکی علمی شہرت غیر معمولی اور علمی خدمات عظیم رہی ہوں تاکہ اسلام کے خلاف جو تاثر پھیلایا جا رہا ہے کہ اسلام نے خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہیں کیا اس کا ازالہ بھی ہو اور نوجوان نسل کو اپنے اسلاف کی برتری کے اصل راز کا بھی علم ہو جو علمی برتری کے علاوہ کچھ نہ تھا کہ جس قوم کی خواتین کا اس غیر علمی دور میں علمی پایہ ایسا بلند ہو اس قوم کے مرد علمی طور پر کس مقام پر فائز ہونگے اور یہ کہ وہ پھر دنیا پر غالب کیوں نہ ہوتے وہ اس وقت تک کے دنیا کے تمام متداول علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔

چونکہ مقصود صرف علمی خدمات ہیں لہٰذا قارئین صحابیات میں سے چند خواتین اور تابعیات میں سے چند کا تذکرہ ملاحظہ فرما کر حیران نہ ہوں کہ علمی مرتبہ و خدمات کے لحاظ سے یہ خواتین علی الاطلاق اپنی معاصر خواتین پر فائق تھیں یہی نقشہ بعد کے ادوار میں بھی ملحوظ خاطر رہے گا۔ نیز یہ کہ قرآن، حدیث، فقہ وغیرہ علوم دینیہ کی ماہر خواتین کا تذکرہ کثرت سے ہوگا کہیں کہیں دیگر خواتین بھی مذکور ہونگی۔

باب سوم

صحابیات

حضرت عائشہ صدیقہ حالات و علمی خدمات

نام و نسب نام عائشہ صدیقہ اور حمیراء لقب' ام عبداللہ کنیت والد کا نام ابوبکر صدیق والدہ کا نام ام رومان زینب تھا۔

ولادت و رضاعت بعثت کے چوتھے سال بماہ شوال ولادت ہوئی' وائل ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا۔

نکاح بچپن میں ہی جبیر بن مطعم کے لڑکے سے منسوب کر دی گئیں۔ حضرت خدیجہ کے انتقال پر خولہ بنت حکیم کے مشورہ کے موجب حضور نے جناب ابوبکر سے عائشہ صدیقہ کا رشتہ بذریعہ خولہ ہی طلب فرمایا۔ صدیق اکبر نے رشتہ کی زبان ہو جانے کا عذر پیش کیا تو خولہ نے صدیق اکبر کو جبیر کے ساتھ بات کرنے کی ترغیب دی جس نے جواب میں یہ کہہ کر رشتہ کرنے سے انکار کر دیا کہ عائشہ کے آجانے سے میرے گھر میں اسلام آجائے گا جو مجھے گوارا نہیں۔

جناب صدیق اکبر نے دوسرا عذر یہ پیش کیا کہ عائشہ رشتہ کے اعتبار سے حضور کی بھتیجی لگتی ہے کہ حضور نے مجھے بھائی بنایا ہوا ہے تو کیا یہ رشتہ جائز ہے؟ خولہ نے حضور سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا "تم تو میرے دینی بھائی ہو" یعنی سگی بھتیجی کے سواء سب کے ساتھ نکاح جائز ہے اب جناب صدیق اکبر نے اسے رضاء خدا سمجھا۔ رمہر پانچ درہم مقرر ہوا اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی ۸۷

غزوات میں شرکت آپ نے غزوہ احد اور بنو مصطلق میں شرکت کی' غزوہ بنی بنو مصطلق سے واپسی پر افک کا مشہور واقعہ پیش آیا' ۹ ہجری کو آیت تخییر نازل ہوئی حضور نے عائشہ صدیقہ کو سب سے پہلے سنائی جنہوں نے بلا تامل اللہ اور اس کے رسول کی معیت کو اختیار کیا۔

حضرت عائشہ اور رسول پاک میں بے انتہا محبت تھی جس کے واقعات سے کتب حدیث بھری پڑی ہیں۔

مرض الوصال کے تیرہ دنوں میں سے آٹھ دن حضور نے عائشہ صدیقہ کے ہاں گزارے۔ اڑتالیس برس بیوگی میں بسر کئے اس عرصہ میں تمام خلفاء نے آپکا بہت زیادہ احترام کیا۔ واقعہ جمل کے معمولی ارتعاش کے سواء حضور کے بعد آپکی زندگی نہایت پرسکون گزری۔ واقعہ جمل میں بھی آپکی شمولیت ایک نیک مقصد کے لئے تھی پھر بھی چونکہ یہ واقعہ رسول پاک کی مرضی کے خلاف اور جناب علی المرتضیٰ کی خلافت برحق کی مخالفت میں آپ سے منسلک ہوگیا تھا لہٰذا آپ کو ساری زندگی اس کا قلق رہا بوقت وصال گنبد خضریٰ میں تدفین کا پوچھا گیا تو فرمایا نہیں مجھے عام قبرستان میں دفن کرنا کہ میں نے حضور کے بعد ایک جرم کر لیا تھا ۸۹

وفات امیر معاویہ کے دور آخیر ۵۸ھ میں آپ نے بعمر سڑسٹھ سال وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

خصوصیات حضرت عائشہؓ

حضرت عائشہ صدیقہ کے فضائل و کمالات اور آپکے امتیازات بے شمار ہیں جس کے شمار کے لئے کتب درکار ہیں اختصاراً" آپکی اپنی زبانی ایسی دس خصوصیات ذکر کی جاتی ہیں جنمیں دیگر ازواج مطہرات بھی سہیم نہیں تھیں۔

۱ **صورت لرسول الله قبل ان اصور فی رحم امی**

ترجمہ مجھے رحم مادر میں صورت دیے جانے سے قبل حضور کے لئے مجسم کیا گیا۔

۲ **تزوجنی بکراً" ولم یتزوج بکرا غیری**

ترجمہ میرے علاوہ کسی عورت سے کنوارپنے میں شادی نہیں فرمائی۔

۳ **کان ینزل علیہ الوحی وھو بین سحری و نحری**

ترجمہ آپ پر اس وقت وحی اترتی تھی جب آپ میرے سینے پر سر رکھے ہوئے تھے۔

۴ نزلت براتی من السماء

ترجمہ ... میری برات آسمان سے اتری۔

۵ کنت احب الناس الیہ

ترجمہ میں تمام لوگوں میں آپکو زیادہ محبوب تھی۔

۶ کان یصلی وانا معترضتہ بین یدیہ ولم یکن یفعل ذالک باحد من نسائہ غیری

ترجمہ میں آپکے سامنے لیٹی ہوئی تھی اور حضور علیہ السلام نماز پڑھتے تھے یہ اعزاز میرے، علاوہ کسی اہلیہ کو آپ نے عطا نہیں فرمایا۔

۷ ولم ینکح امراۃ ابواھا مہاجرین غیری

ترجمہ آپ مہاجر والدین کی اولاد کوئی خاتون میرے علاوہ زیر عقد نہیں لائے۔

۸ کنت اغتسل انا و ھو من اناء واحد ولم یکن یفعل ذالک باحد من نسائہ

ترجمہ حضور میرے ساتھ ایک برتن سے ہی غسل فرمایا کرتے تھے یہ اعزاز کسی اور خاتون کو حاصل نہیں ہوا۔

۹ قبض اللہ نفسہ وھو بین سحری ونحری

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے آپکی روح میری گود میں قبض کی۔

۱۰ ومات اللیلتہ التی کان یدو رعلی فیھا و دفن فی بیتی

ترجمہ آپ کا وصال اس رات ہوا جب میری باری تھی اور میرے گھر میں ہی آپکو دفن کیا گیا۹۰۔

تذکرہ خصوصیات محض بر سبیل تذکرہ کر دیا گیا ہے ورنہ مقصود آپکی علمی خدمات اور پایہ علم کا بیان ہے۔

خدمات علمیہ مراتب رفیعہ

قدرت کاملہ نے عائشہ صدیقہ کو دیگر خصوصیات کے ساتھ بے پناہ ذہانت اور علم و فضل سے نوازا تھا جسکا اندازہ تفصیل ذیل سے باسانی کیا جا سکے گا۔

حضرت زھری نے کہا

لو جمع علم الناس کلھم ثم علم ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکانت عائشہ او سعھم علما"[۹۱]

اگر تمام لوگوں کا علم مع دیگر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع کیا جائے تو اکیلی عائشہ کا علم سب سے وسیع ہو گا۔

ایک جلیل القدر صحابی یوں پکار اٹھا (جب اس نے وسعت علم عائشہ کا ملاحظہ کیا)

ما اشکل علینا اصحاب محمد امرا" قط فسالناہ عائشہ الاوجد نا عندھا علما" منہ۔ ۹۲

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا اور ہم حضرت عائشہ سے اس کے بارہ میں پوچھتے تو انکے ہاں اس کے متعلق علم موجود ہوتا۔

تابعین یا صحابہ کی زبانی حضرت عائشہ کے فضل و کمال کی اجمالی تصویر گذشتہ صفحہ کے علاوہ ایک اور جگہ پر پہلے بھی گزر چکی ہے لہذا ذیل میں چند علوم میں آپ سے منقول کچھ مسائل ذکر کئے جاتے ہیں جن سے آپکی مہارت کا اندازہ کیا جا سکے گا۔

علم تفسیر اگرچہ اس علم میں آپ سے بہت کچھ منقول ہے تاہم چند دقیق آیات کے معانی کا تذکرہ ہی کیا جائے گا کہ "مشتے نمونہ از خروارے" حضرت عروہ بن زبیر نے پوچھا ' **حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قدکذبوا میں قد کذبوا** کا معنی کیا ہے؟ جھوٹا وعدہ کیا گیا یا کہ وہ جھٹلائے گئے؟ عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ "وہ جھٹلائے گئے"

حضرت عروہؒ قوم کی طرف سے اپنی تکذیب کا انبیاء کو تو یقین ہوتا ہے تو اس کے لئے ظنوا کا صیغہ درست نہیں ہے یہ تب درست ہو گا جب معنی اول مراد لیا جائے اور آپکا بیان کردہ معنی مراد نہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ معنی اول تو انبیاء کی حد تک مراد لینا محال ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی کو وعدہ خداوندی کے جھوٹا ہونے کا گمان ہونے لگے۔ اصل بات یہ

ہے کہ انبیاء کی یہ کیفیت انکے ماننے والوں کے متعلق ہوئی تھی کہ مخلصین مومنین کو جب ستایا جاتا اور مدد الٰہی میں تاخیر ہوتی تو انبیاء یہ خیال کرنے لگتے کہ یہ ایمان لانے والے بھی مصائب سے گھبرا کر ایمان سے منحرف نہ ہو جائیں اور ہماری تکذیب نہ کرنے لگیں، منکرین سے تو وہ پہلے بھی مایوس ہو چکے ہوتے تھے ادھر یہ خیال آتا ادھر نصرت الٰہی آپہنچتی اس کیفیت کو ظنوا انھم قد کذبوا سے تعبیر کیا گیا ہے ۹۳۔

ایک آیت ہے **وان امراۃ خافت من بعلھا نشوزا" اور اعراضا" فلا جناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحا" والصلح خیر**

آیت میں شوہر سے بیوی کی شکایت رفع کرنے کی صورت کا بیان ہے مگر...... یہ تو ایک عام سی بات ہے ..... تو اس اہتمام کی کیا ضرورت؟

حضرت عائشہ نے اسکی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ..... یہ اس عورت کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جسکا خاوند اس کے پاس آتا جاتا کم ہے یا بیوی من سے اتر گئی ہے اور شوہر کی خدمت گزاری کے قابل نہیں ہے۔

چونکہ وظیفہ زوجیت کی انجام دہی بھی فرائض دینیہ میں سے ہے جسکی بجا آوری۔ ایسی حالت میں خاتون کے لئے ممکن نہیں رہتی تو خاتون طلاق لینے پر اپنے حقوق سے دستبرداری اور شوہر کی حقوق زوجیت سے سبکدوشی کو ترجیح دے تو یہ مصالحت طلاق اور علیحدگی سے بہرحال بہتر ہے ۹۴۔

بعض آیات کی تفسیر خود آقاء دوجہاں سے یوں منقول ہوئی کہ عائشہ صدیقہ کے دل میں کوئی خدشہ ابھرا اسکی بابت حضور سے دریافت فرمایا تو تفسیر بن گئی۔ سوالات کی نوعیت شغف صدیقہ در علم تفسیر کے علاوہ انکی بے مثال ذہانت و فطانت پر بھی دال ہیں۔

ایک مرتبہ حضور سے پوچھا ابھی خطبہ میں ارشاد ہوا "من حوسب عذب" جسکا حساب کیا گیا وہ مبتلاء عذاب کیا جائے گا' حالانکہ قرآن پاک میں ہے فسوف یحاسب حسابا" یسیرا" کہ مومنین سے بھی حساب ہو گا اگرچہ آسان ہو گا تو پھر اس آیت اور

آپکے ارشاد میں تطبیق کیسے ہو گی۔ آقاء دوجہاں نے ارشاد فرمایا۔ یہ اعمال کی کمی بیشی ہے لیکن جس کے اعمال میں جرح و قدح شروع ہوئی وہ برباد ہوا۔

مطلب یہ کہ آیت کا تعلق اعمال کی کمی بیشی کے ساتھ ہے جبکہ میرا قول جرح و قدح کے متعلق ہے تعارض کہاں ہے؟

ایک اور موقع پر عائشہ صدیقہ نے سوال کیا کہ ارشاد حق ہے۔

یوم تبدل الارض غیر الارض و برزو اللہ الواحد القہار

اور دوسری جگہ **والارض جمیعا" قبضتہ والسموات مطویات بیمینہ** فرمایا گیا ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ..... جب زمین و آسمان سمیٹ لئے جائیں گے تو اس وقت خالق کائنات کے روبرو استادہ مخلوق کہاں ہو گی؟ آقاء دوجہاں نے فرمایا .... صراط پر ۹۵

علم اسرار دین ایسا علم جو علل احکامات شرعیہ حکم و مصالح سے باحث ہو۔ وقت کے اعتبار سے یہ علم اتنا دقیق ہے کہ چند صحابہ ہی اس کے قواعد مرتب کر سکے جنمیں معاذ بن جبل کو خصوصی امتیاز حاصل تھا۔

خواتین صحابہ میں حضرت عائشہ اس علم کی ماہرہ تھیں اور انکو خواتین میں وہی مقام حاصل تھا جو مردوں میں معاذ بن جبل کو جبکہ حضرت ام سلمہ بھی اس میں کچھ ادراک رکھتی تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے اگرچہ اس فن میں بھی بہت کچھ منقول ہے تاہم چند باتیں بطور اختصار لکھی جا رہی ہیں جس سے اس علم میں آپکی مہارت کا اندازہ بھی ہو جائے گا۔

(الف) جن نمازوں میں چار رکعت ہوتی ہیں حالت سفر میں دو کر دی جاتی ہیں۔ تو وہم یہ ہوا کہ شاید ایسا سہولت کی خاطر ہوا تو حضرت عائشہ نے اسکی علت یہ بیان فرمائی۔

فرضت الصلواۃ رکعتین ثم ھاجرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ففرضت اربعا" و ترکت صلواۃ السفر علی الاولی۹۶

اولا" تو نماز دو رکعت ہی فرض ہوئی تھی پھر حضور علیہ اسلام نے ہجرت فرمائی تو اب چار رکعتیں کردی گئیں اور سفر کی نماز اصلی حالت پر قائم رہی۔

(ب) اب اس مقام پر از خود ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سفر میں نماز اصلی حالت پر آگئی تھی تو ساری نماز کو اصلی حالت پر آجانا چاہئے تھا تو کیا وجہ ہے کہ مغرب پھر بھی تین رکعت رہی تو حضرت ام المومنین نے اسکی وجہ یہ ارشاد فرمائی۔

فرضت الصلواۃ رکعتین رکعتین فلما قدم المدینتہ زاد مع کل رکعتین الاالمغرب فانھا وترالنھار وصلواۃ الفجر لطول قراتھا۹۷

کہ نماز ابتداء" تو دو رکعت فرض ہوئی سواء مغرب کے' ہجرت کے بعد ہر نماز میں دو رکعت کا اضافہ ہوا۔ مغرب میں بوجہ' وتر نہار' قرار پانے کے ایک رکعت کا ہی اضافہ ہوا (جو بدیں وجہ حالت سفر میں بھی باقی رہتا ہے) اور فجر میں اس لئے مطلق اضافہ نہ ہوا کہ اس میں قرآت طویل کی جاتی ہے (کہ لوگ کہیں اکتاھٹ محسوس نہ کریں)

حج سے واپسی پر حضور علیہ اسلام کے وادی محصب میں اترنے کی وجہ سے خلفاء بھی اترتے رہے حضرت ابن عمر کا خیال تھا کہ یہ سنت حج ہے جسے حضرت عائشہ تسلیم نہیں کرتی تھیں بلکہ اسکی وجہ یوں بیان کی۔

انما نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ کان منزلا" اسمح لخروجہ۹۸

چونکہ یہ مقام کوچ کے نقطہ نظر سے زیادہ مناسب تھا بنا براین حضور یہاں اترے تھے سنت فی الحج ہونے کی بناء پر نہیں۔

علم حدیث جیسا کہ مذکور ہوا کہ حضرت عائشہ حفاظ حدیث کے طبقہ اولیٰ میں تھیں چنانچہ کثرت روایات کے اعتبار سے حضرت عائشہ کا تیسرا نمبر ہے' پہلے حضرت ابوہریرہ روایات "۵۳۹۴" دوسرے عبداللہ بن عمر روایات "۲۶۳۸' تیسری عائشہ

صدیقہ روایات "۲۲۱۰" جبکہ عبداللہ بن عباس ۱۶۶۰ جابر بن عبداللہ ۱۵۴۰ اور ابو سعید خدری "۱۱۷۰" احادیث کے ساتھ حضرت عائشہ کے بعد کثیرا الروایات ہیں۔ اور ان میں سے حضرت عائشہ ان صحابہ میں بھی شامل ہیں جنکی روایات دو ہزار سے زائد ہیں ورنہ متذکرہ بالا صحابہ کے علاوہ کسی اور صحابی کی روایات ایک ہزار سے زائد نہیں ہیں۔

فائدہ جلیلہ بخاری و مسلم نے آپ سے ۲۹۷ احادیث روایت کیں جنمیں سے ۱۷۴ متفق علیہ ہیں جبکہ ۵۴ میں بخاری اور ۶۹ میں مسلم کو انفرادیت حاصل ہے ۹۹

فن درایت حضرت عائشہ کو صرف روایت حدیث میں ہی کمال حاصل نہ تھا بلکہ درایت میں بھی ید طولی رکھتی تھیں اور آپکی تنقید سے کئی اصول درایت قائم ہوئے۔ بدرالدین زرکشی نے "الاصابہ لا یراد ما استدرکتہ عائشہ علی الصحابہ" کے عنوان سے تنقیدات عائشہ کو کتابی شکل دی ہے۔

نمونہ تنقید حضرت ابوھریرہ سے ایک روایت آپکے سامنے بیان کی گئی کہ حضور نے فرمایا نحوست تین اشیاء میں ہے، عورت، گھر، جانور، حضرت عائشہ نے کہا کہ حضور کی طرف اسکی نسبت کرنے میں راوی کو غلطی ہوئی ہے یہ اعتقاد تو جاہلیت کا تھا جسکی دلیل یہ آیت ہے

مااصاب من مصیبتہ فی الارض ولافی انفسکم الافی کتاب قبل ان نبراھا۱۰۰

کہ زمین اور تمہاری جانوں کے ذریعہ پہنچنے والی مصیبتیں پہلے سے لکھی ہوتی ہیں جواز متعہ کے سوال پر فرمایا کہ کتاب اللہ کا فیصلہ ہم دونوں کے لئے کافی ہے جسمیں ارشاد ہے۔

والذین هم لفروجهم حافظون الاعلی از واجهم او ماملکت ایما نهم فانهم غیر ملومین

جو لوگ اپنی عصمت کی نگاہ داشت کرتے ہیں مگر اھلیہ اور لونڈی سے تو وہی

لوگ قابل ملامت نہیں ہیں۔

تو اگر کوئی تیسری صورت خاتون سے استمتاع کی جائز ہوتی تو مذکور بھی ہوتی ۱۰۱

علم فقہ دور رسالت میں علم فقہ کا دارو مدار سوالات پر تھا کہ حضور علیہ السلام سے مسائل دریافت کئے جاتے یہی فقہ کی ابتدائی شکل تھی مگر سوالات بہت کم کئے جاتے تھے حتی کہ مدینہ کے قیام کے دوران حضور علیہ اسلام سے صرف سترہ سوال کئے گئے البتہ خواتین چونکہ عام طریقوں سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتی تھیں لہٰذا وہ زیادہ تر سوالات کے ذریعہ ہی تعلیم لیتی تھیں اور اس سلسلہ میں انصاری خواتین کی حضرت عائشہ خود تعریف کیا کرتی تھیں۔

نعم النساء نساء الانصار لم یمعھن الحیاء ان یتفقھن فی الدین۱۰۲

ترجمہ۔ انصاری خواتین بہترین خواتین تھیں جنہیں حیاء نے دین کی سمجھ پیدا کرنے سے نہیں روکا۔

باوجود یکہ کوئی باقاعدہ سلسلہ تعلیم فقہ نہ تھا پھر بھی حضرت عائشہ کو فقہ میں جو مہارت حاصل تھی اس کا اندازہ عطاء بن ابی اباح کے اس قول سے کیجئے۔

کانت عائشۃ افقہ الناس واعلم الناس واحسن الناس رایافی العامۃ۱۰۳

بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ حضرت عائشہ کا نام مفتی صحابہ میں سے حضرت عمر حضرت علی اور ابن مسعود کے ساتھ لیا جاتا ہے جنمیں سے اول الذکر دو صحابہ حضور کی موجودگی میں فتویٰ دیا کرتے تھے جس سے انکی مہارت فقہ روز روشن ہو جاتی ہے اور جب عائشہ صدیقہ کا نام انکے ساتھ آئے تو انکی فقہی مہارت کا کیا عالم ہو گا۔

حضرت عائشہ کے طبقہ میں شامل فقہاء صحابہ کی فقاہت کا اندازہ یوں بھی کیا جا سکتا ہے کہ محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن مامون (الخلیفہ) نے حضرت ابن عباس کے فتوؤں کو جمع کیا تو بیس کتب مرتب ہو گئیں۔ ۱۰۴

دیگر علوم میں سے علم کلام میں امکان رویت باری، عصمت انبیاء علم غیب، معراج، ترتیب خلافت، سماع موتی کے مسائل، علم تاریخ میں کیفیت اغازوحی، واقعات

ہجرت، واقعہ افک حالات مرض الوصال، غزوہ ذات الرقاع، اخلاق و عادات نبوی کے علاوہ ایام العرب کے بے شمار واقعات منقول ہیں۔ ادبی مہارت کے لئے حدیث ام زرع، شعری ذوق کے لئے آپکا بے پایاں علم الشعر، خطابت، کے لئے خطبہ واقعہ جمل کافی شہادت ہیں۔

خدمات و تلامذہ بحث ماضیہ سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ عائشہ صدیقہ کی ذات اگر موجود نہ ہوتی تو امت مسلمہ اس تمام ذخیرہ علم سے محروم رہ جاتی جو ان سے منقول ہے اور اسکی اہمیت اسلامی علوم کے زمرہ میں واضح ہے۔ پھر عائشہ صدیقہ کو یہی اعزاز حاصل نہیں کہ انہوں نے یہ ذخیرہ علم ورثہ میں چھوڑا بلکہ اسے امت تک پہنچانے میں بھی آپ نے پوری جانفشانی سے کام لیا اور آپ نے امت کو ایسے افراد دیئے جنہوں نے بعد میں میدان علم پر قبضہ کر لیا اور آج تک اسلامی دنیا انکی خوشہ چین ہے۔ قوموں کو زوال سے بچانے کے لئے کسی مصلح کا سب سے بڑا کردار ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسے افراد تیار کرے جو قیادت کا بحران نہ پیدا ہونے دیں۔

عائشہ صدیقہ نے اس میدان میں جو کام کیا وہ بڑا وسیع تھا معمولی سا اندازہ یوں کیا جائے کہ آپکے تلامذہ حدیث کی تعداد کتب میں ۸۸ تک ملتی ہے جنمیں بقول عمر رضا کحالہ سات صحابہ اور چھیاسٹھ اجلہ تابعین شامل ہیں ۱۵۵

تابعین کی صف میں جہاں فقہاء سبعہ مدینہ کا نام شامل ہے وہاں دو ایسے تابعی بھی آپ سے شرف تلمذ رکھتے ہیں جو ہمالہ علم کی بلند ترین چوٹی ہیں میری مراد سعید بن المسیب اور علقمہ بن قیس ہیں۔ سعید بن مسیب راس المحدثین ہیں اور تاحال تمام ذخیرہ حدیث فراہم کرنے والوں کو بالواسطہ یا بلا واسطہ ان سے فیض حاصل ہے پھر یہ کہ فقہ مالکی جس کا بنیادی ماخذ فقہاء سبعہ مدینہ ہیں انکے سرخیل بھی یہی ہیں تو اس طرح سعید بن المسیب کے ذریعہ حدیث اور فقہ کی ایک شاخ میں انجام پانے والا جملہ کام عائشہ صدیقہ کے کھاتے میں چلا جاتا ہے۔ جہاں تک علقمہ بن قیس کا تعلق ہے تو یہ نسباً" ابراہیم نخعی کے ماموں اور اسود بن یزید نخعی کے چچا بھی ہیں اور علم و فضل

کا یہ عالم ہے کہ ابن مسعود کا ارشاد ہے

مااقراء شیاء" ولااعلم شیاء" الاوعلقمتہ یقراہ ویعلمہ

میں جو کچھ بھی پڑھتا ہوں یا جانتا ہوں علقمہ بھی اسے پڑھتے اور اس کا علم رکھتے ہیں۔

جبکہ قابوس بن ابی ظبیان نے اپنے والد سے صحابہ کی بجائے علقمہ سے مسائل دریافت کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا

ادرکت ناسا" من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھم یسلون علقمتہ ویستفتونہ ۱۰۶

میں نے حضور کے صحابہ میں سے بھی بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بھی علقمہ سے سوال کرتے اور ان سے فتویٰ طلب کرتے تھے۔

اور عراقی مدرسہ فقہ کے سرخیل یہی علقمہ ہیں کہ یہ ابراہیم نخعی کے استاد ہیں اور ابراہیم سلیمان بن حماد کے استاد ہیں اور سلیمان بن حماد وہ شخص ہیں جن سے سراج الامہ امام ابو حنیفہ نے علم حاصل کیا اور پھر تدوین فقہ کے ساتھ فقہ حنفی کی بنیاد رکھی۔

تو ظاہر ہے کہ فقہ حنفی کے ذریعہ ہونے والا جملہ علمی کام حضرت عائشہ کے حصہ میں جاتا ہے۔۔

ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا

ھند بنت ابی امیہ **المخزومیہ**' ام سلمہ کے نام سے معروف اور نبی علیہ السلام کی اہلیہ ہونے کی بناء پر ام المومنین کہلاتی ہیں۔

یہ عرب کے بہت بڑے سردار کی لخت جگر تھیں جو اس قدر مخیر تھا کہ جس تجارتی قافلہ میں ہوتا اس کے تمام اخراجات خود برداشت کرتا جسکی بناء پر زاد الراکب کہلاتا تھا۔

پہلا نکاح حضور سے ام سلمٰی کا نکاح ثانی تھا پہلے انکی شادی عبداللہ بن عبدالاسد

اسدی سے ہوئی تھی جو حضور علیہ اسلام کے رضائی بھائی تھے۔ یہ حضور کے مشہور ترین صحابہ میں سے ہیں اور ابو سلمہ کی کنیت سے مشہور ہیں۔ دونوں میاں بیوی ابتدا" ہی ایمان لے آئے ہجرت حبشہ بھی دونوں نے کی مگر پھر مکہ واپس آگئے جب ہجرت مدینہ کرنا چاہی تو بنی مخزوم نے ام سلمہ کو بھیجنے سے انکار کر دیا جس پر ابو سلمہ کے قبیلہ نے ام سلمہ سے سلمہ کو چھین لیا اور یہ کہا کہ اگر تم اپنی لڑکی کو ابو سلمہ کے ساتھ نہیں بھیجتے تو ہم بھی اپنا لڑکا تمہاری لڑکی کے ساتھ نہیں جانے دیں گے۔ حضرت ام سلمہ اس دوہرے صدمہ پر اسقدر نڈھال تھیں کہ (خاوند اور بچہ دونوں بچھڑ گئے تھے کہ بچہ چھن گیا اور ابو سلمہ مدینہ ہجرت کر گئے تھے) ایک سال تک آہ و زاری کرتی رہیں نتیجتاً" اہل قبیلہ کو رحم آگیا اور انہوں نے ام سلمہ کو اپنے خاوند کے پاس مدینہ جانے کی اجازت دے دی جس پر بنو اسد نے بھی بچہ واپس کر دیا اور یہ اکیلی مدینہ کو روانہ ہوئیں' مقام تنعیم پر عثمان بن ابی طلحہ کلید بردار کعبہ مل گئے حضرت ام سلمہ کے تنہا سفر پر یہ کہہ کر۔ ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ شرفاء کی خواتین کا یہ طریق سفر نہیں ہے ام سلمٰی نے اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے سارا ماجرا کہہ سنایا جس پر عثمان ساتھ ہو لئے اور کمال شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مدینہ منورہ تک لائے انکی اس بے مثال شرافت نے حضرت ام سلمٰی کو اتنا متاثر کیا کہ وہ تمام زندگی انکی تعریف کیا کرتی تھیں ۱۰۷

عجیب اتفاق ام سلمٰی چونکہ تنہا مدینہ میں داخل ہوئی تھیں اور لوگوں کے استفسار پر اپنا نسب ابوامیہ سے ملایا تو ابوامیہ کی عظمت کے پیش نظر لوگوں نے انکی بات پر یقین نہیں کیا کہ مکہ سے مدینہ تک تنہا سفر کرنے والی خاتون ابوامیہ کی لڑکی ہو سکتی ہے چنانچہ مدینہ کے لوگوں نے تا فتح مکہ اس بات پر یقین نہیں کیا جب فتح مکہ کے دن انکے رقعہ پر ابوامیہ کے گھر والے آئے تو تب لوگوں کو یقین آیا ۱۰۸۔

ام سلمہ ہجرت کر کے مدینہ میں داخل ہونے والی پہلی خاتون تھیں انکے بطن سے۔ ابو سلمہ کی چار اولادیں ہوئیں سلمہ' زینب' درہ' عمریہی درہ ہیں جنکے متعلق ایک دفعہ

مدینہ میں یہ افواہ اڑ گئی کہ حضور ان سے شادی کرنا چاہتے ہیں جس پر حضور کو اسکی تردید کرنا پڑی تھی ۱۰

بیوگی جنگ احد کے موقع پر ابو سلمہ کو شدید زخم آئے جو کچھ عرصہ بعد بگڑ گئے اور ابو سلمہ کی وفات کا موجب ہوئے۔ حضور تشریف لائے تسلی دی اور فرمایا یہ دعا کیا کرو کہ یا اللہ مجھے ابو سلمہ سے بہتر شوہر عطا فرما۔ ان کے جنازہ پر حضور نے نو تکبیریں کہیں استفسار پر فرمایا کہ یہ ہزار تکبیر کے مستحق تھے ۱۱

ابو سلمہ سے محبت ام سلمیٰ کو اپنے خاوند سے بے حد محبت تھی جسکا اندازہ یوں کیا جائے کہ ایک مرتبہ ابو سلمہ سے یہ معاہدہ کرنے کی کوشش کی کہ اگر ہم میں سے کوئی مر جائے تو دوسرا شادی نہیں کرے گا مگر ابو سلمہ نہیں مانے پھر جب یہ بیوہ ہوئیں اور حضور نے بہتر خاوند ملنے کی دعا کرنے کو کہا تو اپنی شدید محبت کے پیش نظر وہ دعا کرتی بھی تھیں کہ حضور کی اطاعت فرض تھی مگر ساتھ ساتھ یہ بھی کہتی جاتی تھیں کہ

کیا مجھے ابو سلمہ سے بہتر خاوند مل سکے گا؟

مطلب یہ کہ ان سے بہتر کہاں؟ بایں ہمہ جو کچھ حضور نے فرمایا تھا پڑھتی رہیں اور پھر خود کہتی ہیں کہ بلا شبہ میرا رسول سچا تھا کہ مجھے خدا نے ابو سلمہ سے بدر جہا بہتر خاوند سید الانبیاء کی شکل میں عطا فرمایا ۱۲ ببیں ایں تفاوت را کہ از کجا است تا بکجا۔

نکاح ثانی بیوہ ہونے کے وقت ام سلمیٰ حاملہ تھیں بعد از وضع حمل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے پیغام نکاح دیا مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ جب حضور نے پیغام دیا جو انکے وہم وگمان میں بھی نہ تھا تو آپ نے فوراً کہا "مرحبا" برسول اللہ" اللہ کے رسول کو خوش آمدید، مگر میرے تین عذر ہیں اگر رسول خدا انکے باوجود بھی پیغام پر اصرار فرمائیں تو پھر بندی حاضر ہے، پہلا یہ کہ میں بہت غیرت مند ہوں، دوسرا یہ کہ

میرے بچے ہیں۔ تیسرا یہ کہ میرا نکاح کرانے والا یہاں میرا کوئی عزیز نہیں ہے حضور نے تینوں عذروں کا مناسب حل تجویز فرمایا تو ۳ ہجری کو ماہ شوال میں حضور کے نکاح میں آئیں اور ام المومنین کے ابدی منصب پر سرفراز ہوئیں ۱۱۳

حسن و جمال حضرت ام سلمیٰ عرب کی گنی چنی حسین خواتین میں سے تھیں چنانچہ حضور سے نکاح کے وقت عورتوں نے جب حضرت عائشہ سے انکے حسن و جمال کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ بہت متفکر ہوئیں کہ مبادا یہ اپنے بے پناہ حسن کی بناء پر حضور کی ساری توجہ اپنی جانب ہی مبذول کروا لیں، چنانچہ اپنے تاثرات انہوں نے یوں بیان کیئے۔

لماتزوجها حزنت حزنا" شديدا" لماذكر لنامن جمالها فذكرت ذالك لحفصته فقالت ماهى كمايقال فتلطفت حتى رايتها فرايت والله اضعاف ماو صفت

جب حضور نے ان سے نکاح کیا تو مجھے شدید غم ہوا کیونکہ میرے سامنے انکا جو حسن و جمال بیان کیا گیا تھا (وہ متفکر کر دینے والی بات تھی) میں نے اپنی پریشانی حفصہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ درحقیقت وہ اتنی حسین نہیں جیسا کہ کہا جا رہا ہے مگر مجھے قرار نہ آیا تاآنکہ میں نے انہیں جھانک کر دیکھا تو بخدا وہ اس سے بدرجہا زیاد حسین تھیں جتنی کہ بیان کی گئی تھیں ۱۱۴

جرات و حق گوئی حضرت ام سلمیٰ کی خصوصیات میں سے سب سے نمایاں خصوصیت اصابت رائے اور جرات و حق گوئی تھی کہ جو بات درست سمجھتیں بلا کم وکاست کہہ دیتیں۔

اصابت کے رائے پر دال واقعہ تو آمدہ صفحات میں کہیں آئے گا جرات دبے باکی کے لئے تین واقعات کافی شہادت ہونگے۔

(الف) واقعہ ایلاء کے بعد حضرت عمر ازواج مطہرات میں سے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کے پاس آئے اور انہیں خوب ڈانٹ ڈپٹ کی پھر قرابت داری کے زعم

میں حضرت ام سلمہ کے ہاں تشریف لے گئے اور انہیں کچھ سست کہنا چاہا تو حضرت ام سلمٰی نے فوراً حضرت عمر کو یہ کہہ کر ڈانٹ پلائی کہ

عجبا" لک یا ابن الخطاب دخلت فی کل شی حتی تبتغی ان تدخل بین رسول الله وازواجه عمر تعجب ہے کہ تم ہر معاملہ میں مداخلت کرتے ہو حتی کہ اب تمہاری یہ خواہش ہے کہ حضور اور انکی بیویوں کے معاملات میں بھی دخل دو۔ یہ سن کر حضرت عمر نے چپکے سے گھر کی راہ لی۔

حضرت عائشہ جب قصاص عثمان کے لئے بصرہ جانے لگیں تو حضرت ام سلمٰی کو خط لکھ اپنی معاونت کے لئے کہا جس پر حضرت ام سلمٰی نے بغیر لگی لپٹی رکھے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ حضرت عائشہ کو انکے اقدام کے مضمرات سے بھی آگاہ کیا اور آخر میں ان الفاظ سے اس اقدام کو چھوڑنے کے لئے کہا

فاجعلیه سترک وقاعته البیت حصنک فانک انصح ماتکونین لهذه الامته ماقصلت عن نصر تهم

اسے اپنا حجاب بناؤ، گھر کے صحن کو اپنا قلعہ سمجھو کیونکہ تم امت کو اسکی مدد کے لئے خروج کرنے کی نسبت گھر میں بیٹھ کر زیادہ نصیحت کر سکتی ہو ۱۱۵۔ (کہ تمہارے بیٹھ رہنے سے فتنہ پرور ناکام ہو جائیں گے)

مرض الوصال میں وصیت کی کہ میرا جنازہ گورنر مدینہ ولید بن عقبہ بن ابو سفیان نہ پڑھائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ

صلی ابوهریرة علی ام سلمی بالبقیع وکان الوالی ولید بن عقبه بن ابی سفیان وکان رکب فی حاجته الغابته وامر اباهریرة ان یصلی بالناس علیها فصلی علیها قال (الراوی) انما رکب لانها اوصت ان لایصلی علیها الوالی فکره ان یحضرولا یصلی فرکب عمدا" وامراباهریرة

ترجمہ۔ ام سلمٰی کی نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ نے جنت البقیع میں پڑھائی گورنر مدینہ ولید بن عقبہ بن ابی سفیان اس دن مدینہ میں موجود نہ تھا کہ وہ غابہ کی طرف چلا

گیا تھا اور حضرت ابوہریرہ کو نماز پڑھانے کا کہہ گیا تھا راوی کا بیان ہے کہ ولید نے ایسا محض اس بناء پر کیا تھا کہ ام سلمٰی نے اس کے نماز نہ پڑھانے کی وصیت کی تھی اور وہ اس بات کو اپنی سبکی سمجھتا تھا کہ وہ موجود بھی ہو اور نماز کوئی اور پڑھائے بنا برایں وہ نکل گیا اور ابوھریرہ کو نیابت دے گیا ۱۱۶

(خصوصی نوٹ) طبرانی کی مذکورہ بالا روایت حضرت ام سلمٰی کی باسٹھ ہجری میں وفات کے قول کی صورت میں درست نہ ہو گی کیونکہ حضرت ابوھریرہ ساٹھ ہجری میں فوت ہو گئے تھے جبکہ حضرت ام سلمٰی نے اس روایت کے مطابق واقعہ کربلا کو دیکھا تھا جو اکسٹھ ہجری میں پیش آیا۔ تو ایسی صورت میں حضرت ابوھریرہ کا جنازہ پڑھانا بعید از قیاس ہے اس صورت میں سعید بن زید کی روایت زیادہ درست ہو گی جیسا کہ روایات میں یہ بھی موجود ہے۔ جبکہ یہ روایت حضرت ام سلمٰی کی ۵۹ھ میں وفات کی صورت میں درست ہو گی جیسا کہ مدارج النبوۃ میں دونوں روایات ذکر کی گئی ہیں ۱۱۷

تلاش رضاء رسول حضور کی ناراضگی اور خفگی تو آپ کسی بھی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتی تھیں حالانکہ بحیثیت زوجہ اگر ایسا ہوتا تو حرج بھی نہ تھا کہ میاں بیوی میں اس قسم کی بات ممنوع نہیں ہے حضور سے انکے لگاؤ کا اندازہ یوں کیا جائے کہ ایک مرتبہ آپ نے غلام آزاد کیا اور شرط یہ رکھی کہ آزادی کے بعد بھی حضور کی خدمت کرو گے تو جس بیوی کو شوہر کا اس حد تک آرام ملحوظ ہو وہ اسکی خفگی کیسے برداشت کر سکتی تھی

یہی وجہ ہے جب آپ نے دیگر ازواج کے ترجمان کی حیثیت سے حضور سے اس بات کی شکایت کی کہ آپکی قلبی نوازشات زیادہ تر مائل بعائشہ ہیں تو حضور نے فرمایا کہ

یا ام سلمہ لا تو زینی فی عائشہ فانی واللہ ما نزل علی الوحی فی ثوب امراۃ من نسائی غیر عائشہ

مجھے عائشہ کے بارہ میں مبتلاء اذیت نہ کرو کہ بخدا مجھ پر کسی بیوی کے بستر پر

سواء عائشہ کے وحی نہیں اترتی۔

حضرت ام سلمٰی نے فورا" کہا۔

اعوذ باللہ من اذاک یا رسول اللہ

آپکو مبتلاء ازیت کرنے کے تصور سے ہی میں خدا کی پناہ چاہتی ہوں ۱۱۸۔

اصابت رائے ام سلمٰی نہایت صائب الرائے خاتون تھیں جس کے لئے حضرت عائشہ کو لکھا جانے والا خط اور پھر واقعہ جمل پر حضرت عائشہ کے تاحیات اظہار افسوس کو ہی کافی شہادت قرار دیا جا سکتا ہے مگر آپکی سوانح میں آپکی اصابت رائے کا اس سے عظیم تر واقعہ بھی موجود ہے اور جس پر صنف نازک جتنا بھی فخر کرے کم ہے اور وہ صلح حدیبیہ میں مسلمانوں کے شدید صدمہ کی بناء پر حضور کے امتثال امر سے وقتی غفلت کا واقعہ ہے جسے حضور نے بڑی شدت سے محسوس فرمایا اور مسلمانوں کے شدید ردعمل کا حضرت ام سلمٰی سے تذکرہ کیا تو انہوں نے بے نظیر مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا

اخرج ثم لاتکلم احدا" منهم حتی تنحر بد نک وتدعوحالقک فیحلقک فخرج فلم یکلم احدا" منهم حتی فعل ذالک نحر بدنہ و دعاحالقہ فحلقہ فلما راؤا ذالک قاموا فنحروا وجعل بعضهم یحلق بعضا"

ترجمہ۔ نکلئے کسی سے کوئی بات کئے بغیر اپنی قربانی کیجئے حلق کروایئے (تاکہ اس کے ضروری ہونے کا لوگوں کو علم ہو) حضور نے نکل کر کسی سے بات نہ کی اپنا اونٹ ذبح کیا اور سرمنڈوایا صحابہ نے جب یہ دیکھا تو بہت تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے اپنے جانور ذبح کئے اور سرمنڈوایئے اور جلدی میں ایک دوسرے کا سر خود ہی مونڈنے لگے ۱۱۹۔ حضرت ام سلمہ کا یہ مشورہ اس قدر صائب اور بروقت تھا کہ بقول امام حرمین

لانعلم امراۃ اشارت برای فاصابت الا ام سلمی ۱۲۰

ترجمہ۔ ہمیں کوئی ایسی عورت معلوم نہیں جس نے کوئی مشورہ دیا ہو اور وہ دوست بھی ہوا ہو سواء ام سلمٰی کے۔

علمی پایہ و خدمات حضرت ام سلمٰی کا علمی پایہ صحابیات میں سب سے بلند اور امہات المومنین میں حضرت عائشہ کے بعد ہے اور کیوں نہ ہو کہ بقول محمود بن لبید یہ بھی حصول علم کے لئے حضرت عائشہ کی طرح کوشاں رہا کرتی تھیں الفاظ یہ ہیں۔

کان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحفظن کثیرا" من حدیث النبی ولا مثلا لعائشہ وام سلمٰی

۱۲۱ تمام ازواج نبی حفظ حدیث میں کوشاں رہا کرتی تھیں البتہ انمیں عائشہ و ام سلمٰی بے مثال تھیں انہی مساعی کی بدولت حضرت ام سلمہ رواۃ حدیث کے طبقہ ثالثہ میں سے تھیں اور فقہی اعتبار سے صاحب فتوی صحابہ کے طبقہ ثانیہ میں شامل تھیں جو یقیناً علمی اعتبار سے صف صحابہ میں ایک بلند مقام ہے۔

تعداد روایات حضرت ام سلمٰی سے روایت کردہ کل احادیث ۳۸۷ ہیں جنمیں سے ۲۹ بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت کردہ ہیں۔

فتوؤں کی تعداد اتنی ہے جس سے ایک رسالہ مرتب ہو سکے اور ان فتوؤں کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تمام کے تمام متفق علیہ بین الائمہ ہیں ۱۲۲

علم اسرار دین اس علم میں تخصص تو حذیفہ بن یمان کو تھا مگر خواتین میں حضرت عائشہ اور ام سلمٰی بھی درک رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف آپ سے ملنے کو آئے تو ام سلمٰی نے کہا۔

حضور کا ارشاد ہے کہ میرے بعض صحابی ایسے ہیں کہ بعد از انتقال نہ میں انہیں دیکھونگا نہ وہ مجھے دیکھ سکیں گے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف گھبرائے ہوئے حضرت عمر کے پاس گئے تو حضرت عمر بھی بھاگے بھاگے ام سلمٰی رضی اللہ عنھا کے پاس آئے اور پوچھا کہ سچ بتانا کیا میں بھی انہی میں سے ہوں حضرت ام سلمٰی نے فرمایا نہیں مگر تمہارے سواء میں کسی کو مستثنٰی نہیں کرونگی ۱۲۴

تلامذہ ام سلمٰی حضرت ام سلمٰی کا سلسلہ تدریس بڑا وسیع تھا آپکے وہ تلامذہ حدیث

کا تذکرہ کتب حدیث میں ملتا ہے تینتیس ہیں جنمیں صحابہ بھی شامل ہیں اور جلیل القدر تابعین مثلاً سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، نافع، کریب، قبیصہ بن ذویب ۱۲۵
تمام تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ آپکے تلامذہ کی تعداد صرف اتنی ہی نہیں جیساکہ عمر رضا کحالہ اور الاصابہ کے مصنف نے حوالہ بالا کے صفحات پر تصریح کی ہے۔

بعد کے ادوار میں مذکورہ بالا تابعین سے جو علمی ترقی ہوئی ان میں اس عظیم خاتون کا حصہ کتنا ہے یہ اظہر من الشمس ہے۔

عالمہ ربانی کا کردار ایک عالم ربانی علمی طور پر لوگوں کی تربیت کے ساتھ حکمرانوں اور اہل الرائے کو کوتاہیوں پر ٹوکتا بھی ہے کہ یہ سب اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ اور ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے اپنا یہ فرض منصبی خوب خوب ادا کیا۔
جب آپکی زندگی میں حکمرانوں نے نماز کے اوقات مستحبہ میں تغیر و تبدل کیا تو آپ نے انہیں یوں تنبیہہ کی۔
اللہ کے رسول تو ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلدی پڑھتے ہو ۱۲۶
حضرت امیر معاویہ کے دور میں حضرت علی پر برسر منبر سب و شتم ہونے لگا تو آپ نے امیر معاویہ کو خط لکھا۔

انکم تلعنون اللہ ورسولہ علی منابر کم و ذالک انکم تلعنون علی بن ابی طالب و من احبہ وانا اشہدان اللہ احبہ و رسولہ

ترجمہ۔ تم اللہ اور اس کے رسول کو منبروں پر گالیاں دیتے ہو کیونکہ تم علی بن ابوطالب اور اس کے محبین پر لعنت کرتے ہو میں ذاتی طور پر اس بات کی گواہ ہوں کہ اللہ اور اس کا رسول علی سے محبت کرتے ہیں ۱۲۷

سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں

سب سے چھوٹی اور اپنی گوناگوں خوبیوں کی بناء پر سب سے زیادہ عزیز تھیں۔

ولادت آپکی ولادت کے بارہ میں اختلاف ہے میں امام باقر کی روایت کو ترجیح دیتا ہوں جسکے مطابق آپکی ولادت بعثت کے پانچ سال بعد ہوئی۔ بوقت ولادت قریش کی عورتوں میں سے کوئی بھی موجود نہ تھی کہ انہیں حضرت خدیجہ کے فیصلہ شادی سے اختلاف تھا چنانچہ روایات کے مطابق چار خواتین خدا کی طرف سے مقرر کی گئیں جو سارہ بنت اسحاق علیہ السلام، مریم بنت عمران علیہا السلام، کلثوم ہمشیر موسی علیہ السلام اور آسیہ زوجہ فرعون، جن کے ہاتھوں ولادت کا مرحلہ طے ہوا۔ آپکے فضائل و کمالات کے لئے تو دفتر درکار ہیں بس اتنی بات بھی اگر کہی جائے تو کافی ہو گی کہ حضور نے فرمایا۔

جس سے فاطمہ ناراض ہے اس سے خدا ناراض ہے اور جس سے فاطمہ خوش ہے اس سے خدا اور اس کا رسول خوش ہے'

حضرت فاطمۃ الزہراء کی شادی ہجرت کے سال حکم خداوندی سے حضرت علی سے ہوئی، نکاح تو ہجرت کے سال ہی ہوا البتہ رخصتی جنگ بدر کے بعد ہوئی۔ فاطمۃ الزہراء کی رخصتی حضرت عائشہ کی رخصتی کے چار ماہ بعد ہوئی۔

بوقت نکاح سیدہ کی عمر پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ اور مولاء کائنات کی عمر اکیس سال پانچ ماہ تھی ۱۲۸

حضرت فاطمہ کو صرف یہی اعزاز حاصل نہیں کہ حضور انہیں اپنا جزو قرار دیتے تھے فرمایا۔

فاطمہ بضعتہ منی یر یبنی مارابھا و یو ذینی ماآذاھا۱۲۸

بلکہ آپکو یہ منفرد اور تاریخی اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضور کی نسل انہی سے جاری ہوئی حضور نے فرمایا تھا میری یہ خصوصیت قرار دی گئی ہے کہ میری نسل میری بیٹی سے چلے گی کیونکہ آپکی اولاد نرینہ زندہ نہ رہی تھی اسی بناء پر حضرات حسنین کریمین کو ابن رسول اللہ کہا جاتا ہے ۱۲۹

القابات حضرت فاطمہ کو بارگاہ رسالت سے جن القابات سے نوازا گیا وہ کچھ یوں ہیں فاطمہ ذاتی نام کہ آپ لوگوں کو جہنم سے بچائیں گی۔ بتول، دوشیزہ عورت کو کہا جاتا ہے **لانقطا عھاعن الرجال** اور چونکہ آپ بھی ماسوی اللہ اور ماسویٰ الحق سے منقطع رہیں اس لئے بتول کہلائیں یا اس لئے کہ **لانقطا عھا عن نساء الامتہ فضلا" و دینا وحسبا"** ۱۳۰۔ ترجمہ۔ امت کی عورتوں میں فضیلت، دین اور حسب کی انفرادیت کی بناء۔پر بتول کہلاتی تھیں

راضیہ ذاکیہ :۔ اس بناء پر کہ شکل و صورت گفتگو اور چال ڈھال میں اپنے والد ماجد کی تصویر تھیں حضرت عائشہ کا فرمان ہے۔

مارایت احدا" کان اشبہ کلاما" وحدیثا" برسول اللہ من فاطمتہ

میں نے گفتگو اور بات چیت میں فاطمہ سے زیادہ حضور کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔

زھراء آپکے کمال حسن و جمال کی بناء پر لقب ہوا کہ زہراء کا معنی ہے اب و تاب والی ۱۳۱

"وفات سیدہ کو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہاء محبت تھی جس کا اندازہ آپکی طرف منسوب مرثیہ کے ان اشعار سے ہوتا ہے کہ

ماذا علی من شم تربتہ احمد'الا یشم مدالزمان غوالیا

صبت علی مصائب لوانھا۔ صبت علی الایام صرن لیالیا

ترجمہ۔ جس نے حضور کی تربت کی مٹی سونگی اس پر کوئی حرج نہیں اگر وہ تاحیات پھر کوئی خوشبو نہ سونگھے۔

مجھ پر مصائب کے وہ پہار توڑے گئے ہیں کہ اگر دنوں پر ایسی مصیبت آئے تو وہ راتوں میں تبدیل ہو جائیں۔

اسی بے انتہاء محبت کا نتیجہ تھا کہ سیدہ حضور کے وصال کے [illegible] ماہ

تک زندہ رہیں اور اس عرصہ میں بھی مسلسل گریہ کناں رہیں اور اسی عالم بے قراری میں آپکا وصال ہوا کیفیات وصال کی تفصیل کتب تاریخ میں موجود ہے مختصر یہ کہ ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ بروز منگل آپکا وصال ہوا۔

وصال کے وقت آپکی عمر شریف ۲۹ سال تھی آپکو حضرت عقیل کے گھر میں دفن کیا گیا ہجوم سے بچنے کے لئے آپکا جنازہ رات کو اٹھایا گیا اور ایک گہوارے میں لے جایا گیا ۱۳۲

علمی پایہ و خدمات سیدہ کو چونکہ حضور کے بعد بہت کم زندگی ملی جو ملی وہ بھی زیادہ تر بیماری کے عالم میں گزری بناء برایں آپ سے علمی سرمایہ زیادہ یاد گار نہیں ہے اگر زیادہ زندگی ملتی تو ان سے علم و عرفان کے دو دریا پھوٹتے کہ آپکے شوہر نامدار کا پایہ علم ماند پڑتا نظر آتا کہ آپ راز دار مصطفٰے تھیں مگر پھر بھی جو تھوڑا بہت علمی ذخیرہ یاد گار ہے اسمیں اٹھارہ احادیث ہیں جنکی روایت کرنے والوں میں حضرت عائشہ و خلفاء اربعہ جیسے لوگ شامل ہیں اور یہ سب صحابہ ہیں آپ سے کسی تابعی نے روایت نہیں لی۔ علاوہ ازیں چند واقعات ایسے آپ سے منقول ہیں جو آپکی فقاہت پر اشارہ ہیں اگرچہ ان سے آپکے پایہ اجتہاد کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا۔

(الف) ایک مرتبہ جناب مولاء کائنات سفر سے تشریف لائے سیدہ نے قربانی کا گوشت بھون کر پیش کیا۔ آپ نے کھانے سے تامل فرمایا کہ تاحال حکم صریح قربانی کے گوشت کے بارہ میں معلوم نہ تھا۔ سیدہ نے تسلی امیز لہجہ میں فرمایا کھایئے آقاء دو جہاں اجازت مرحمت فرما چکے ہیں۔

جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت علی جیسے حاضر باش کے علم میں جو بات نہ تھی وہ سیدہ کے علم میں لازما" اس وجہ سے آتی ہو گی کہ سیدہ ایسے مسائل کے بارہ میں متجسس رہا کرتی ہونگی اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتی رہتی ہونگی اور ایک مجتہد کی سوچ یہی ہوتی ہے۔ کہ وہ مختلف معاملات میں شرعی اوامر و نواہی اور جہاں صریح حکم نہ ہو وہاں بذریعہ علل انکے اطلاق کا متلاشی ہو۔

سیدہ کی اس تحقیق و تدقیق کا اندازہ ایک دوسرے واقعہ سے بھی ہوتا ہے جو یوں ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے حضرت فاطمہ کے گھر سے گوشت تناول فرمایا اور پھر بغیر نیا وضو کئے نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو سیدہ نے فوراً دامن تھام کر عرض کی کہ خود آپ نے ایکمرتبہ فرمایا تھا کہ آگ کی پختہ اشیاء کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے(گویا کہ پوچھنا یہ مقصود تھا کہ اب کیا وہ حکم منسوخ ہو گیا ہے کہ آپ بغیر نیا وضو کئے تشریف لے جا رہے ہیں) تو حضور نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں تمام اچھے کھانے آگ پر ہی پکتے ہیں مطلب یہ تھا کہ سابقہ حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ نمبر133

آپ سے روایت حدیث لینے والوں میں جناب علی، حضرات حسنین، حضرت عائشہ، حضرت ام کلثوم، سلمٰی ام رافع، انس بن مالک، اور ام المومنین ام سلمٰی رضی اللہ عنھم شامل تھے۔ نمبر134

سیدہ کی احادیث میں سے ایک بخاری و مسلم نے روایت کی ہے ان کے علاوہ ائمہ صحاح میں سے ابو داؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی آپ کی احادیث کو نقل کیا ہے۔ علاوہ برایں خانوادہ اہل بیت جو علم و فضل کے اس بلند مقام پر فائز تھا کہ بعض روایات کے مطابق امام ابو حنیفہ باوجود مرتبہ اجتھادپر فائز ہونے کے خانوادہ مصطفٰے کے ایک سترہ سالہ نوجوان جعفر الصادق سے علمی استفادہ کو غنیمت خیال کرتے تھے تو اس خانوادہ کی بنیاد علمی لازماً حضرت سیدہ نے حسنین کریمین کی تربیت سے رکھی تھی جس کا صلہ یقیناً آپ کو خدمات علمیہ کی شکل میں ملنا چاہئے۔

سیدہ پر لکھنے کے لئے تو دفتر درکار ہیں مگر چونکہ مقصود نظر حالات زندگانی نہیں لہٰذا صرف چند سطور ہی لکھی گئی ہیں ورنہ کہاں سیدہ اور کہاں چند سطور کہ

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی
حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی

حضرت اسماء بنت ابو بکر

حضرت ابو بکر کی صاحب زادی تھیں والدہ کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔ صرف

سترہ اشخاص کے بعد ایمان لائیں۔ لقب ذات النطاقین تھا کیونکہ آپ نے اپنا کمر بند دو حصوں میں تقسیم کیا تھا ایک کے ذریعہ حضور کا زاد راہ باندھا۔ دوسرے کے اپنی کمر باندھی۔

حضرت اسماء رشتہ کے اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہر نسبتی بھی تھیں اور بھاوج بھی کیونکہ ان کی شادی حضرت زبیر سے ہوئی تھی جو حضور کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

بوقت ہجرت حضرت اسماء حاملہ تھیں اور قباء پہنچ کر عبداللہ بن زبیر کو جنم دیا جس سے مسلمانوں کو بڑی مسرت ہوئی تھی۔ آپ اپنے بیٹے کی خلافت اور شہادت تک زندہ رہیں نمبر135

حضرت اسماء کی ابتدائی شادی شدہ زندگی بڑی عسرت میں گزری بعد میں وسعت و فراوانی میسر آگئی۔

آپ کی خصوصیات میں سے یہ بات بھی شمار کی جاتی ہے کہ آپ سو برس سے زیادہ زندہ رہیں مگر آخر وقت تک آپ کا نہ تو کوئی دانت گرا نہ آپ کے عقل و فہم اور حواس میں کسی طرح کا خلل آیا۔ نمبر۱۳۶

جرات و حق گوئی جرات و حق گوئی ویسے بھی مسلمان کا طرہ امتیاز ہے لیکن کسی خاتون سے اس جرات و حق گوئی کا ہونا حیرت انگیز ہے جسکا مظاہرہ حضرت اسماء نے ایسے موقع پر کیا جہاں بڑے بڑے جری مرد مسلمانوں کا بھی پتہ پانی ہو جاتا تھا اور ایسے حالات میں جب کہ پتھر دل انسان بھی موم ہو جاتے ہیں ہوا یہ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کو جب پھانسی دی گئی اور عرصہ تک انکا بدن لٹکتا رہا تو ایک دن حجاج کے پاس حضرت اسماء جا وار دھوئیں اور اس کے ساتھ کچھ اس انداز سے گفتگو کی۔

حضرت اسماء کیا اس شہسوار کے اترنے کا وقت ابھی نہیں آیا۔

حجاج اس منافق کے اترنے کا؟ (حضرت اسماء) واللہ منافق نہ تھا صائم النہار و قائم

اللیل تھا حجاج۔ نکل جاؤ تم تو سٹھیائی ہوئی ہو حضرت اسماء۔ بخدا میں سٹھیائی نہیں ہوں بلکہ تم ایک حدیث سنو کہ حضور نے فرمایا۔ بنو ثقیف سے ایک کذاب اور ایک ظالم پیدا ہو گا۔ کذاب تو ہم نے مسلیمہ ا لکذاب دیکھ لیا اور ظالم تم ہو ۱۳۷

چشم تصور سے اس منظر کو دیکھیے کہ کیا سماں ہو گا جب ایک ناتواں خاتون وقت کے ایسے حاکم سے اتنی بے باک گفتگو کر رہی ہو گی جس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ بیس ہزار بے گناہوں کا قتل بھی شامل ہے۔

یہ جرات و بے باکی یقیناً خواتین کے اندر آنے والے اس انقلاب کا ہی نتیجہ تھا جو اسلام لے کر آیا تھا۔

"قیاس کن زگلستاں من بہار مرا"

علمی خدمات

اگر آپ کی علمی خدمات میں صرف یہی بات گنی جائے تو بھی کافی ہو گا کہ آپ نے اپنی آغوش میں عبداللہ بن زبیر جیسے شیر دل۔ جبرو استبداد کے لئے زہرہلاھل۔ پیکر حکمت و عمل۔ شہسوار حرب و سیاست کی تربیت کی۔ کہ ابن زبیر باوجود بے پناہ سیاسی اور حربی مصروفیات کے فقہاء واھل علم صحابہ کی صف اول میں نظر آتے ہیں۔ مگر حضرت اسماء کی خدمات علمیہ یہیں تک محدود نہیں بلکہ آپ سے چھپن احادیث مروی ہیں۔ جن میں حجاج کو سنائی جانے والی حدیث بھی شامل ہے۔

آپ کے تلامذہ حدیث میں آپ کے صاحبزادے عبداللہ و عروہ۔ پوتے عباداللہ بن عبداللہ اور عبداللہ بن عروہ۔ فاطمہ بنت منذر بن زبیر اور ایک پڑپوتا عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر شامل ہیں' علاوہ ازیں' دیگر صحابہ میں عبداللہ بن کیسان عبداللہ بن عباس ' صفیہ بنت شیبہ وھب بن کیساں ابن ابی ملیکہ کا نام بھی ملتا ہے۔ ۱۳۸

اسماء بنت عمیس

یہ خاتون حسن و جمال میں ضرب المثل اور ام المومنین حضرت میمونہ کی سوتیلی بہن ہونے کے ناطے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہر نسبتی تھیں۔ دوسرا رشتہ ان کا حضور علیہ السلام سے بھاوج کا تھا کہ آپ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بھی تھیں۔

جو حضور علیہ اسلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہ قدیم الایام مسلمانوں میں سے تھیں چنانچہ دارا رقم کو مرکز تبلیغ بنانے ۔ سے قبل اسلام لے آئی تھیں انہوں نے اپنے شوہر کی معیت میں ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ دونوں میں حصہ لیا آپ کے تین صاحبزادے عبداللہ بن جعفر، محمد بن جعفر، عون بن جعفر قیام حبشہ کے دوران پیدا ہوئے۔

حضرت جعفر طیارؓ کی وفات کے بعد ان سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے شادی کی اور پھر حضرت علیؓ نے جن سے بالترتیب محمد بن ابوبکر اور یحییٰ بن علی پیدا ہوئے ۱۳۹

علمی خدمات یہ صاحب علم و فضیلت خاتون تھیں۔ حضور علیہ السلام سے اکثر مسائل دریافت کیا کرتی تھیں۔ آپ کے علم و فضل پر کافی تعداد میں احادیث کے علاوہ یہ بات بھی ایک واضح دلیل ہے کہ آپ تعبیر الرویاء کی ماہرہ تھیں جیسا کہ الاصابہ میں ہے۔

کان عمر یسالھاعن تفسیر المنام و نقل عنھا اشیاء من ذالک

(حضرت عمر ان سے خوابوں کی تعبیر پوچھا کرتے تھے اور ان سے بہت کچھ اس باب میں منقول ہے۔ ۱۴۰)

روایت کردہ احادیث کی تعداد ساٹھ جو کہ بڑے بڑے صحابہ و تابعین نے ان سے روایت کی ہیں آپ سے روایت کرنے والوں میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن عباس، قاسم بن محمد، عبداللہ بن شداد ام عون بنت محمد بنت محمد بن جعفر سعید بن المسیبیاور عروہ بن زبیر ۱۴۱

آپ کے فضل و کمال کی شہادت علامہ ذہبی نے تجرید اسماء الصحابہ میں ان الفاظ میں دی ہے۔

کانت فاضلۃ جلیلۃ"

(بڑی صاحب فضل و کمال تھیں ۱۴۲)

تفقہ

آپ ان صحابیات میں سے تھیں جن کو فقیہ شمار کیا جاتا تھا چنانچہ آپ کے تفقہ پر

دلالت کے لئے یہ ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے کہ۔

انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو غسل دیا اور مسئلہ ہے کہ مردہ کو نہلانے کے بعد نہلانے والے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے تو انہوں نے صحابہ سے پوچھا

انی صائمۃ وھذا یوم شدید البرد فھل علی من غسل قالو لا

میں روزہ سے ہوں اور آج شدید ٹھنڈک بھی ہے تو کیا مجھے غسل کرنا پڑے گا صحابہ نے کہا کہ نہیں ۱۴۳

گویا انکے خیال اور مسلک میں پہلے سے ہی یہ تھا کہ ایسا غسل نہیں ہونا چاہئے جسکی صحابہ نے تائید کی جس سے اندازہ ہوا کہ وہ مسائل میں اپنا ایک مستقل نقطہ نظر رکھتی تھیں جیسا کہ اس موقع پر انکے خیال میں غسل نہ کرنا افضل تھا انہوں نے جسکی تصدیق دیگر صحابہ سے چاہی تو انہوں نے بھی اسکی تصدیق کی۔

حضرت فاطمہ بنت قیس الفہریہ

یہ صحابیہ جمال و کمال کے اوصاف سے بیک وقت متصف تھیں پہلے انکی شادی ابو حفص بن عمرو سے ہوئی مگر کسی وجہ سے نباہ نہ ہو سکا اور طلاق ہو گئی۔

عدت کے بعد بہت سے جلیل القدر صحابہ نے انہیں پیغامات نکاح بھجوائے جسکی بناء پر انہیں فیصلہ کرنے میں دشواری کا سامنا ہوا تو انہوں نے حضور علیہ السلام سے مشورہ لینے کا فیصلہ کیا حضور نے بجائے پہلے دو نمایاں امیدواروں میں سے کسی سے نکاح کا مشورہ دینے کے یہ کہا کہ تم اسامہ بن زید سے شادی کر لو۔

حضور کا یہ مشورہ خود انکے بقول انکے گھر والوں کو ناگوار خاطر ہوا مگر جب حضور نے اسے قبول کرنے پر اصرار کیا اور اسے خیر قرار دیا۔ تب وہ آمادہ ہوئیں یہ فیصلہ انکے حق میں اتنا بہتر ثابت ہوا کہ بعد میں وہ اسامہ بن زید کے ساتھ شادی کر لینے کے حوالہ سے خود کو خوش بخت خاتون قرار دیتی تھیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا

کرتی تھیں ۱۴۴

فاطمہ بنت قیس بڑی دانا خاتون تھیں اور ایک دفعہ رائے قائم کرکے اس پر سختی سے قائم رہتی تھیں کیونکہ وہ اپنے فیصلے کو دلائل کی روشنی میں درست سمجھتی تھیں آپکے علم و دانش کو تذکرہ نگار ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

کانت ذات حسن و جمال و عقل و کمال

وہ حسن و جمال اور عقل و کمال کی مالکہ تھیں ۱۴۵

ایک اور تذکرہ نویس یوں مدح خواں ہے۔

وہ عقل وافر اور بے پناہ حسن کی مالکہ تھیں اور انہیں عقل و کمال حاصل تھا ۱۴۶۔ فاطمہ بنت قیس سربرآوردہ فقہاء میں سے تھیں اور تمام تذکرہ نویسوں نے آپکی فقاہت اور عقل و کمال کی شہادت میں آپکے ایک اختلاف کو پیش کیا ہے جو حضرت عمر کے ساتھ معتدہ ثلاث کے نفقہ کے بارہ میں ہوا۔

اختلاف معتدہ ثلاث کو نفقہ ملے گا یا نہیں اس میں صحابہ مختلف الاراء تھے حضرت عمر کا خیال تھا کہ ایسی عورت کو نفقہ ملنا چاہئے جبکہ دیگر صحابہ کا خیال اس سے مختلف تھا فاطمہ بنت قیس نے حضرت عمر کے قول سے اختلاف کیا اور کہا کہ مجھے حضور نے نفقہ نہیں دلوایا تھا۔ جس پر حضرت عمر نے کہا کہ ہم کتاب و سنت کو ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتے ۱۴۶۔ اب چاہئے تو یہ تھا حضرت عمر کے اس استدلال پر اختلاف ختم ہو جاتا

کیونکہ حضرت عمر کا استدلال آیت ذیل سے تھا کہ

ولا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یا تین بفاحشتہ" مبینہ

مگر ہوا یہ کہ

دوسروں نے فتوی دیا کہ ایسی عورت کو نہ خرچہ ملے گا نہ مکان اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو حجت قرار دیا کیونکہ آیت عدت کے اختتام پر اللہ کا ارشاد ہے

لا تدری لعل اللہ یحدث بعدذالک امرا"

کہ تمہیں کیا معلوم خدا طلاق کے بعد بھی کوئی اور امر پیدا کردے مثلاً یہ کہ خاوند کے دل میں رجوع کا خیال پیدا ہوجائے تو چونکہ معتدہ ثلاث طلاق دینے والے پر حرام ہوچکی ہے لہٰذا اس کیلئے خدا کیا امر پیدا فرمائے گا۔ ۱۴۷

باب چہارم

تابعیات

صحابیات کے سلسلہ کو بالاختصار ذکر کرنے کے بعد اب تابعی خواتین کا ذکر بھی ضروری ہے ان خواتین نے کیا علمی کار ہائے نمایاں انجام دیے تاکہ تاریخ اپنے تسلسل سے آگے بڑھے۔

چونکہ مقصود شخصیات کا استقصاء یا ان کے حالات زندگی بالتفصیل لکھنا نہیں محض علمی کارناموں پر توجہ مبذول کرانا ہے۔ اسی بناء پر تابعیات کے سلسلہ میں صرف چند تابعیات کا ذکر کیا جائے گا جو کہ علم و فضل کے اعتبار سے سربر آوردہ تھیں۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رض

یہ خاتون حضرت عائشہ کی بھتیجی اور تربیت یافتہ تھیں۔ ان کو علم حدیث میں ایسی رفعت و مہارت حاصل تھی کہ امام زہری جیسا عالم انہیں بحر ناپید کنار قرار دیتا ہے۔ جبکہ قاسم بن محمد جیسا فقیہ اور محدث علم سے لبالب برتن کہتا ہے۔ 148

"حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے ذخیرہ حدیث کو علم حدیث اور محدثین کے ہاں اتنا گرانمایہ تصور کیا جاتا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خلیفہ بننے کے بعد حضرت ابوبکر بن حزم کو حکم دیا کہ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی احادیث کو لکھو" 149

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رض کی علمیت کا صحیح اندازہ لگانے کیلئے محدثین کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔

ثقتہ حجتہ' یحیی بن معین' مدنیتہ تابعیتہ ثقہ' (العجلی) احدثقات العلماء بعائشہ' (ابن مدینی' ان العمرہ عالمتہ' (ابن سعد)

ان سے روایات لینے والوں میں حضرت عروہ بن زبیر رض حضرت ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم رض امام زھری' ابن دینار' سالم بن عطاء جیسے عظیم محدث شامل ہیں 150

ان رجال العلم نے بعد میں علم کی جتنی خدمت کی ہے وہ در حقیقت حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رض کی طرف سے انجام پانے والی خدمت ہے۔

حضرت ھجیمہ بنت حیی الاوصابیہ

تابعیات میں علم وفقاہت کے اعتبار سے یہ خاتون بہت بلند پایہ تھیں۔ عمر رضا کحالہ انکی دانش و علمیت کو یوں اجاگر کرتا ہے۔

فقیہتہ کبیرہ، زاہدہ متکشفہ و عالمتہ عاملتہ و اسعتہ الاطلاع وافرہ العقل والذکاء

بڑی فقیہہ زاہدہ مرتاض عالمہ باعمل۔ وسیع العلم۔ عقل و ذکاوہ کا پتلا تھی

اور علامہ ذہبی جیسا نقاد یوں رطب اللسان ہے

کانت فقیہتہ عالمتہ واسعتہ العلم وافرۃ العقل

یہ فقیہہ تھیں۔ وسیع العلم تھیں عقل کا حظ وافر حاصل تھا۔151

علمی خدمات و شوق حصول علم یہ خاتون حضرت ابوالدرداءؓ جیسے جلیل القدر صحابی کی پروردہ تھیں حصول علم کی شوقین تھیں اور علماء کی محفلوں میں باقاعدگی اور اہتمام سے شریک ہوا کرتی تھیں۔ 152

جلالت علمی نے آپ کے تلامذہ میں سلاطین و علماء کو لا بٹھایا۔ تاریخی اعتبار سے یہ ثابت ہے عبدالملک بن مروان جو خود ایک بلند پایہ عالم تھا اس خاتون کی مجلس میں باقاعدگی سے آتا اور استفادہ بھی کرتا تھا۔ علاوہ ازیں مکحول، مروان، زید بن سلمہ، ایسے 20 علماء بھی ان کے تلامذہ میں ہیں۔ عبدالملک کے علاوہ آپ کے تلامذہ میں اس دور کے علمی ستون شامل تھے مثلاً جبیر بن نفیر، مکحول شامی، میمون بن مہران، سالم بن ابی الجعد، یہ لوگ علمی طور پر کتنے رفیع الشان تھے اس کا اندازہ انہی میں سے حضرت مکحول کے متعلق امام زھری کے اس قول سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔جس میں آپ نے ایک سوال پر اپنے دور کے ایسے علماء کا ذکر کیا تھا جن کو علی الاطلاق عالم کہا جاسکے اور کہا تھا کہ کل تین آدمی ہیں جن میں مکحول شامی بھی شامل ہیں علامہ ذہبی کے نقل کردہ الفاظ یہ ہیں۔

العلماء ثلاثتہ فذکر منہم مکحولا

اور یہ بات حقیقت بھی تھی کہ مکحول بلاشبہ اس تخصیص کے مستحق تھے کیونکہ وہ

خود کہا کرتے تھے کہ میں نے کوئی شہر نہیں چھوڑا جس کا تمام علم میں نے نہ سنا ہو۔
153

یہی حال دیگر ان ارباب علم کا تھا جن کا تذکرہ پیچھے کیا گیا تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ خاتون علمی طور پر کتنی بلند پایہ تھیں۔ اور ان کے تلامذہ نے جو علمی خدمات انجام دیں وہ کس کی انجام دادہ ہیں۔

حضرت عائشہ بنت طلحہؒ

یہ بھی ایک فاضل تابعیہ تھیں جو حسن و جمال میں عرب بھر کی یکتاء خاتون تھیں۔

یہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ کی صاجزادی تھیں اور علوم و فنون میں بھی عرب بھر میں اپنی مثال آپ تھیں۔

علم و فضل و خدمات علمیہ حضرت عائشہ بنت طلحہ حدیث کے علاوہ اخبار العرب، علم الشعر، ایام و انساب عرب، اور نجوم وغیرہ میں زبردست مہارت رکھتی تھیں۔ یہ خاتون ہشام بن عبدالملک کے پاس ایک وفد لیکر گئیں ہشام نے آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا "آسمان نے بارش اور بادشاہ نے میرا حق روک رکھا ہے" جس پر بادشاہ نے کہا کہ "مجھے تمہارے حق کی خبر ہے" اور پھر بنی امیہ کے چنیدہ سرداروں کو بلا بھیجا کہ حضرت عائشہ بنت طلحہ چونکہ آئی ہوئی ہے لہذا تم بھی آکر مل لو۔ سرداران بنی امیہ جب آئے تو علمی گفتگو شروع ہوگئی جس کا مقصد حضرت عائشہ کی علمیت کا امتحان تھا چنانچہ گفتگو کا نتیجہ کچھ یوں رہا۔

فما تذکروا شیاء من اخبارالعرب و اشعار ھا وایا مھا الا افاضت معھم فیہ و ما طلع نجم ولا غار ، الاسمتہ فقال لھا ہشام اماالاول فلاانکرہ واماالنجوم فمن این لک قالت اخذ تھا عن خالتی عائشہ فامر لھا بماتہ الف دریم وردھاالی المدینہ

انہوں نے اخبار، اشعار، ایام عرب میں سے کوئی شی ذکر نہیں کی مگر یہ کہ اس میں انہوں نے معلومات کا اظہار کیا اور دمشق کے قیام کے دوران کوئی ستارہ یا غار ایسا طلوع نہیں ہوا جسکا انہوں نے نام نہ بتایا ہو ہشام نے ازروئے تعجب پوچھا کہ باقی علوم کا حصول تو اچنبھے کی بات نہیں بھلا نجوم کا علم تمہیں کیسے حاصل ہوا تو عائشہ بنت طلحہ نے کہا کہ اپنی خالہ ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہؓ سے۔ ہشام نے ان کی علمیت سے متاثر ہوکر ایک لاکھ درہم دیکر انہیں مدینہ روانہ کیا۔ 155

علمیت حدیث حضرت عائشہ بنت طلحہ مذکورہ بالاعلوم کی ہی ماہر نہ تھیں بلکہ یہ علم حدیث میں بھی بلند پایہ رکھتی تھیں اور آپ سے بکثرت احادیث روایت کی گئی ہیں۔

تلامذہ حدیث آپ کے تلامذہ حدیث میں عظیم ترین محدثین شامل ہیں جن میں عطاء بن ابی رباح، عمر بن سوید، عبداللہ بن یسار، طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر، حبیب بن ابی عمرو وغیرہ شامل ہیں۔156

حضرت عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص

یہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی صاحبزادی تھیں جہاں حسن میں یکتا تھیں وہاں علم بھی بے پایاں رکھتی تھیں آپ کو امہات المومنین میں سے چھ کی زیارت کا شرف حاصل ہے جس سے ان کے درجہ تابعیت کے علو کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

فضل و کمال حضرت عائشہ بنت سعد علم حدیث کی بلند پایہ عالمہ تھیں جس کا انداہ ان محدثین کی فہرست سے ہوتا ہے جو آپ سے روایات لینے والوں میں شامل مثلاً ابوالزناد، حکم بن عیینہ، ایوب سختیانی وغیرہ،

اگر انہی رجال علم وفن کا نام ان کے تلامذہ میں شامل ہوتا تو بھی ان کی جلالت علمی کیلئے کافی شہادت تھی فقہ کے عظیم ترین امام حضرت امام مالک بن انس ان کے تلامذہ میں شامل ہیں اور حضرت امام مالک کے اساتذہ میں یہ واحد خاتون ہیں جبکہ دیگر

تمام اساتذہ مرد ہیں اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس خاتون نے حضرت امام مالک جیسی شخصیت کو اپنی آغوش علمی میں پرورش کیا ہو اس کا علمی مقام کیا ہو گا؟

حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین (ابنتہ الرسول)

حضرت سیدہ سکینہؓ نواسہ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیٹی تھیں جیسے حضرت امام حسینؓ اپنے عظیم نانا کے صبرو رضا' والدگرامی کی شجاعت و تہور اور والدہ ماجدہ کے تقوی کی تصویر تھے یونہی یہ عظیم خاتون اپنے خاندان کے علم و حکمت کی امین اور رہتی دنیا تک حکمت نبوت کا منبع تھیں۔

حضرت سکینہ کا اصل نام بقول صاحب الاغانی امیمہ یا امینہ تھا والدہ نے سکینہ کا لقب دیا جو شہرت اختیار کرگیا۔

حضرت سکینہ اور ان کی والدہ حضرت ام رباب سے جناب حضرت امام حسینؓ کو شدید محبت تھی جو آپ کے شعر میں عیاں ہے۔

لعمرک اننی لا حب دارا

تکون بها سکینہ والرباب

احبهما وابذل جل مالی

ولیس لعاتب عندی عتاب

ترجمہ - تری جان کی قسم میں اس گھر کو محبوب رکھتا ہوں جس میں سکینہ اور ام رباب ہوتی ہیں میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور اپنا بہترین مال خرچ کرتاہوں اور کسی ملامت گر کیلئے ملامت کی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت سکینہ اپنی عالی نسبی اور علم و کمال کی بناء پر بلاشبہ اپنے دور کی سب سے عظیم خاتون تھیں اور آپ کے دور کی سربرآوردہ خواتین کو اس کا احساس بھی تھا لہٰذا

وہ آپ کے مقابلہ میں خود کو بڑا ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرتی تھیں جس کا ثبوت درج ذیل دو واقعات سے ہو سکتا ہے۔

ایک مرتبہ کسی ماتم میں حضرت عثمان کی صاحبزادی اور حضرت سکینہ جمع ہو گئیں حضرت عثمان کی صاحبزادی نے دیگر خواتین کے ساتھ بطور فخر گفتگو کرتے ہوئے کہا انا بنت الشہید، حضرت سکینہ کچھ نہ بولیں جب موذن نے اذان میں اشھدان محمدا"الرسول اللہ کہا تو آپ نے حضرت عثمان کی صاحبزادی سے مخاطب ہو کر کہا

"ھذا ابی ام ابوک" یہ میرے والد ہیں یا تمہارے۔ حضرت عثمان کی صاحبزادی کو اس وقت اپنی فخریہ بات کا احساس ہوا کہ میں نے جس مجلس میں یہ بات کہی تھی اس میں تو حضرت سکینہ بنت حسین بھی موجود تھیں لہٰذا وہ فورا" بولیں **"لا افخر علیکم ابدا"** "تمہارے سامنے کبھی بھی فخریہ گفتگو نہیں کرونگی۔

حضرت عائشہ بنت طلحہ اپنے علم و حکمت، دولت، ثروت اور اثر و رسوخ کے اعتبار سے اپنے زمانہ میں بے مثال خاتون تھیں۔ اور اتفاق سے حضرت عائشہ بنت طلحہؓ اور حضرت سکینہ دونوں حضرت مصعب بن زبیر کے حبالہ عقد میں رہی تھیں۔ ایک مرتبہ عائشہ بنت طلحہ ولید بن عبدالملک کی طرف سے دیئے گئے عظیم سامان سفر کے ساتھ حج کو نکلیں حضرت سکینہ بھی حج کو جارہی تھیں کہ حضرت عائشہ بنت طلحہ کے قافلہ کے ساتھ مل گئیں۔

حضرت عائشہ بنت طلحہ کا حدی خوان ایک موقع پر یہ شعر پڑھکر اونٹ کو چلانے لگا۔

عائش یا ذات البغال ستین۔ لازلت ماعیشت تحجین

اے عائشہ ساٹھ خچروں والی (یہ ان کے سامان سفر سے لدے ہوئے تھے) جب تک تم زندہ رہو یوں ہی حج کرتی رہو۔ تو حضرت سکینہ کو یہ بات ناگوار گزری کیونکہ ان کے خیال میں یہ حضرت سکینہ کو سنا کر فخر کیا جارہا تھا جس پر آپ کے اشارے پر حسب ذیل شعر آپ کے حدی خواں نے پڑھنا شروع کیا۔

عائش هذہ ضرة تشکوک، لولا ابوها ماالھتدی ابوک

اے عائشہ تمہاری سوتن تمہاری بات سے شاکی ہے کیونکہ اگر اس کا باپ نہ ہوتا تو تیرے باپ کو بھی ہدایت نہ ملتی۔

عائشہ بنت طلحہ کو فورا" غلطی کا احساس ہوا تو انہوں نے حدی خواں کو وہ شعر پڑھنے سے روک دیا۔ ۱۵۸

علمیت :۔ حضرت سکینہ علم کے بلند مرتبہ پر فائز تھیں چنانچہ کتب سوانح میں یہ بات بالتواتر ملتی ہے کہ حضرت سکینہ شعر کے اساتذہ پر ایسے ایسے اعتراض کرتی تھیں کہ وہ دنگ رہ جاتے تھے۔

ایک مرتبہ عراق کا نامورادیب احوص جسکو بجا طور پر فخر عراق کہا جاتا تھا مدینہ آیا۔ مدینہ کے علماء پر اس نے ایسی نکتہ چینی کی کہ مدینہ کا عملی وقار داؤ پر لگ گیا اور علماء کو جواب نہ میسر آسکا۔ حضرت سکینہ نے جو شعروادب کی بڑی دلدادہ تھیں احوص کو طلب کیا اور اس کے ساتھ گفتگو میں ایسی تنقید کی کہ اس کے ہوش ٹھکانے آگئے اور اس کا زعم انا ولا غیری باطل ہو گیا ۱۵۹

اسی طرح ایک مرتبہ فرزدق، جریر، کثیرعزہ، جمیل، اور نصیب ایسے شعراء کی حضرت سکینہؑ نے اپنے گھر دعوت کی اور ہر ایک پر تنقید کی اور اس کے کلام میں نقص نکالا اور ساتھ ساتھ ہر ایک کو ایک ایک ہزار دینار بھی دیا اور بصد احترام رخصت کیا۔ ان اساتذہ علم و فن میں سے کسی کو بھی آپکے اعتراض پر نکتہ چینی کی جرات نہیں ہوئی ۱۶۰

حضرت سکینہؑ بہت ظریف الطبع خاتون تھیں اور اس بابت جب کبھی یہ پوچھا جاتا کہ آپکی بڑی بہن یعنی حضرت فاطمہ صغریٰ تو بہت سنجیدہ ہیں اور آپ اتنی زیادہ ظریف کیوں ہیں تو فرمایا کرتی تھیں کہ ان پر دادی جان کے نام کا اثر ہے جبکہ میں آزاد ہوں۔ آپکی خوش طبعی کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ پولیس افسر کے پاس پیغام بھیجا کہ ایک شامی ہمارے گھر میں گھس آیا ہے پولیس

بھیجئے۔ افسر نے فوراً تعمیل ارشاد میں گھڑ سوار سپاہی بھیجے جب پولیس آگئی تو حضرت سکینہ کی لونڈی ایک کپکڑا ہاتھ میں لئے باہر آئی اور کہا کہ یہ وہ شامی تھا جو گھس آیا تھا اور اسکی گرفتاری کے لئے آپکو بلایا گیا تھا۔ چنانچہ یہ سن کر پولیس والا نہایت نادم ہوا۔ (غالباً" پولیس نے پہلے کوئی کوتاہی کی ہو گی جس پر شرم دلانے کے لئے حضرت سکینہ نے یہ پر لطف طریقہ اختیار کیا۔

حیرت انگیز قوت برداشت:۔ حضرت سکینہؓ اپنی دیگر خوبیوں کے ساتھ بے مثال قوت برداشت کی مالک بھی تھیں۔ روایات کے مطابق ایک مرتبہ آپکی آنکھ کے کنارے پر کوئی پھوڑا نکلا جو بہت بڑھ گیا۔ آپ نے طبیب کو بلا بھیجا اور تکلیف کی نوعیت بھی بتائی اور دکھ کا اظہار بھی کیا۔ اس نے عرض کی کہ سیدہ آپ ٹھیک تو ہو سکتی ہیں مگر کام بڑا تکلیف دہ ہے کہ آپریشن کرنا پڑے گا کیا آپ آپریشن کی تکلیف گوارہ کر لیں گی (غالباً" ان دنوں بدن سن کرنے والی ادویہ ایجاد نہ ہوئی تھیں) تو سیدہ نے بلا تامل حامی بھر لی۔ طبیب نے جب آپریشن شروع کیا سیدہ آرام سے دانتوں کو بھینچے لیٹ گئیں اور آپریشن مکمل ہونے تک آپ نے ذرا برابر آہ بھی نہ کی نتیجتاً" آپریشن کامیاب ثابت ہوا [۱۶۱]

سخاوت:۔ سیدہ اپنے خاندانی طریقہ کے مطابق نہایت سخی اور داد دہش کی دلدادہ تھیں خاص طور پر علماء، شعراء، اور ماہرین فنون پر دل کھول کر خرچ کرتی تھیں خود شعروادب کی ایسی دلدادہ تھیں کہ مدینہ میں پورے عالم اسلام سے آنے والا کوئی قابل ذکر عالم یا شاعر ایسا نہ ہوتا جسکو سیدہ کے نیاز حاصل نہ ہوتے سیدہ مطلوبہ آدمی کو بلانے کے ساتھ مدینہ کے اہل فضل و کمال کو بھی بلا بھیجتیں پھر خود پردہ میں بیٹھ جاتیں اور لونڈی کے ذریعہ گفتگو اور داد و دھش کا سلسلہ جاری رکھتیں۔ غرضیکہ سیدہ اپنی زندگی میں مدینہ کی ثقافتی زندگی پر مکمل طور پر حاوی رہیں اور آپکی ذات سے وابستگان علم و ہنر کو بے شمار مالی اور علمی فوائد حاصل ہوتے رہے۔

بعد ادوار میں انہی شعراء و علماء نے علم کی بے پناہ خدمات انجام دیں۔

وفات:۔ سیدہ سکینہ کی وفات کے بارہ میں اختلاف ہے ایک قول کے مطابق ۱۲۶ھ میں آپکی وفات ہوئی جبکہ دوسرے قول کے مطابق جو راجح ہے آپکی وفات مدینہ منورہ میں ۱۱۷ھ میں ہوئی۔

شادیاں:۔ حضرت سکینہؓ کے کئی عقد ہوئے جنمیں حضرت مصعب بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام، اصبغ ابن عبدالعزیز بن مروان، زید بن عمرو بن عثمان بن عفان کے ساتھ عقد شامل ہیں انمیں سے صرف عبداللہ بن عثمان کے ہاں ایک لڑکا قریب نامی پیدا ہوا۔ مصعب سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ جبکہ اصبغ اور زید کے ساتھ عقد کے بعد رخصتی سے قبل ہی خلفاء بنی امیہ کے مجبور کرنے پر انہیں طلاق مل گئی کیونکہ وہ اپنے گھروں میں حسین کی بیٹی کو بحیثیت بہو برداشت کرنے کو تیار نہ تھے۔ کہ اصبغ مروان کا پوتا تھا جبکہ زید حضرت عثمان کا اور یہ خلفاء بنی امیہ کے خاندانی نوجوان تھے ۱۴۲

حضرت دفرہ تابعیہؒ

یہ خاتون طبقہ اولی کے ثقہ تابعین میں سے تھیں اور بصرہ کی عظیم محدثہ شمار ہوتی تھیں انکی عظمت فی الحدیث کا اندازہ یوں کیا جائے کہ امام ابن سیرین انہی سے روایت کیا کرتے تھے اور امام ابن حجرؒ کے بقول صحاح ستہ میں سے بھی کسی ایک نے دفرہ سے روایت لی ہے اور اپنی کتاب میں ذکر کی ہے ۱۴۳

حضرت حفصہ بنت سیرینؒ

یہ امام محمد بن سیرینؒ کی صاحبزادی تھیں اور علم حدیث میں بڑی دسترس حاصل تھی۔ جسکا ثبوت یہ ہے کہ انکے تلامذہ میں کافی تعداد میں کبار تابعی محدث شامل ہیں جن میں ابن عون، خالد الحذاء، قتادہ، ہشام بن حسان وغیرہ شامل ہیں۔ علماء جرح و تعدیل نے آپکے مرتبہ فی الحدیث پر یوں رائے زنی کی ہے۔ ثقہ حجتہ" (یحیی بن

معین) میں نے حفصہ سے زیادہ فضیلت والا کوئی نہیں دیکھا (ایاس بن معاویہ) جسکا اندازہ یوں کیجئے کہ انہوں نے بارہ برس کی عمر میں ہی قرآن و حدیث کا درس مکمل کر لیا تھا ۱۶۴

امام بخاری اور امام ابو داؤد نے انہیں اپنی صحاح میں جگہ دی ہے ابن حبان نے بھی ثقاہت کی تصدیق کی ہے اور امام ذہبی نے انہیں محدثین کے طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے انکی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی ۱۶۵

معاذہ بنت عبداللہ/ حضرت عائشہ ' حضرت علی اور ام عمرو سے اخذ فیض کیا اور ان سے روایت کرنے والوں میں ابو قتادہ ' یزیدالرشک ابوعاصم ' اور حضرت حسن بصری کی والدہ خیرہ شامل ہیں ۔ اسماء الرجال میں علماء نے انکی ثقاہت کی توثیق کی ہے یہ اپنی روایت کردہ احادیث پر سختی سے عمل پیرا بھی تھیں۔

ایک مرتبہ انکے پیٹ میں شدید درد تھا۔ ابوبشر (انکے ایک تلمیذ) حاضر خدمت ہوئے جس پر آپ نے درد کی شکایت کی تو ابو بشر نے کچھ لوگوں کے مشورہ سے گھڑے میں بنائی ہوئی نبیذ پلانے کی کوشش کی جس سے نشہ ہو جاتا ہے اور یہ درد کے لئے مفید ہوتی ہے۔ پیالہ دیکھا تو فرمایا۔ پناہ بخدا حضرت عائشہ نے مجھے بتایا تھا کہ حضور نے نبیذ جر سے منع فرمایا ہے۔ تم نے میرے لئے بہر حال اچھی کوشش کی خدا کی قدرت سے اس عمل بالحدیث کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ پیالہ گر گیا نبیذ بہہ گئی اور انہیں ویسے ہی آرام آگیا ۱۶۶

حضرت صفیہ بنت عبید

حضرت ابن عمر کی اہلیہ تھیں علماء جرح و تعدیل کے نزدیک ثقہ تھیں۔ حضرت عائشہ ' حضرت ام سلمہ ' حضرت حفصہ ' قاسم بن محمد سے روایت کرتی تھیں اور ان سے بڑے بڑے تابعین نے روایت لی مثلا سالم بن عبداللہ ' نافع ' عبداللہ بن صفوان ۱۶۷

فاطمہ بنت منذر

حضرت زبیر کی پوتی اور ہشام بن عروہ مشہور تابعی کی اہلیہ تھیں، حضرت اسماء و عائشہ، عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے فیض لیا اور ان سے روایت کرنے والوں میں خود انکے شوہر (جو عظیم علماء میں سے تھے) شامل ہیں علماء جرح و تعدیل نے انکو ثقہ کہا ہے ۱۶۸

حضرت قمیر بنت عمرو

حضرت مسروق بن اجدع کی بیوی اور بڑے پائے کی محدثہ تھیں ان سے روایت کرنے والوں میں، امام شعبی، محمد بن سیرین، مقدام بن شریح، عبداللہ بن شبرمہ میں شامل ہیں۔ ابو داؤد اور نسائی نے ان سے روایت لی ہے اور علماء نے انہیں ثقہ کہا ہے ۱۶۹

ام درداء صغریٰؓ

یہ بچپن میں ہی یتیم ہو گئی تھیں ان کی پرورش حضرت ابوالدردا نے کی یہ لڑکپن میں ہی ان کی معیت میں صحابہ کی محفلوں میں جایا کرتی تھیں جس کی بناء پر ان کی تعلیم و تربیت اتنی بلند پایہ ہوئی کہ ان کا شمار تابعین کے طبقہ ثانیہ میں ہوا انہوں نے حضرت سلمان فارسیؓ حضرت ابوھریرہ فضالہ بن عبید حضرت عائشہ اور ام درداء کبریٰ سے روایت لی اور ان سے روایت لینے والوں میں مکحول، مرزوق، زید بن اسلم ایسے ۲۰علماء شامل ہیں۔

حضرت خیرہؓ

حضرت حسن بصری کی والدہ اور حضرت ام سلمٰی کی لونڈی تھیں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمٰی سے روایت کرتی ہیں اور ان سے روایت کرنے والوں میں آپکے دونوں صاحبزادوں، حسن، اور سعید کے علاوہ علی بن زید، حفصہ بنت سیرین وغیرہ شامل ہیں۔

دیگر شہرت یافتہ تابعات

مذکورہ خواتین کے علاوہ بھی بہت سی تابعی خواتین تدریس حدیث میں مشہور تھیں۔ ابن سعد نے انکی تعداد ترانوے اور الاصابہ میں دو سو سے زائد بتائی گئی ہے۔ مشہور ترین خواتین یہ تھیں۔ جبلہ بنت مصلح' جرہ بنت دجاجہ' جمیلہ بنت واثلہ' ھبابہ بنت عجلان' حبیبہ بنت میسر' حفصہ المخذومیہ' زینب بنت ابو سعید حذری' صفیہ بنت الحارث' صفیہ بنت اشیبہ' الرباب' حفضہ بنت عبدالرحمن دفرہ' فاطمہ بنت حسین' فاطمہ بنت علی' ام بلال' کریمہ بنت الحسحاس

خواتین کی علمی ہنگامہ خیزیاں

اسلام نے خاتون کی زندگی میں جو انقلاب برپا کیا اس کا اندازہ تو صحابیات اور تابعات اسلام و ادیان دیگر کے تقابلی جائزے سے ہو جانا چاہئے مگر مزید کچھ وضاحت کے لئے یہ بات بہرحال مفید ثابت ہو گی کہ اہل علم خواتین کی علمی سرگرمیوں پر بھی سرسری نظر ڈالی جائے۔ تاکہ جہاں پردے کے ذریعہ خواتین کے استحصال کے مذموم پروپیگنڈے کا جواب بھی ہو جائے وہاں ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ انقلاب صرف خواتین کے زیور علم سے آراستہ ہونے تک ہی محدود نہ تھا بلکہ مسلمان خواتین نے بعد کے ادوار میں ملت اسلامیہ کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں جو انتھک محنت کی یہ بھی اسی انقلاب نبوی کا حصہ تھا۔

(الف) حضرت عائشہؓ کی علمی سرگرمیوں کا کچھ حال تو قبل ازیں لکھا جا چکا مگر حضرت عائشہ کو معمول کی سرگرمیوں پر تسلی نہیں ہوتی تھی بلکہ حج کے ایام میں مکہ تشریف لے جاتیں پہاڑوں کے دامن میں خیمہ نصب کروادیتیں اور لاکھوں لوگوں کو تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کر دیتیں یوں آپکی علمی سرگرمیوں کا دائرہ بہت وسعت اختیار

کر گیا تھا۔ آپکے تلامذہ میں اڑتالیس تابعی خواتین کا تذکرہ بھی آپکے اسی طرز عمل کا نتیجہ تھا۔ علاوہ ازیں حضرت عائشہؓ شہر کے نادار اور یتیم بچوں کو اپنی تربیت میں رکھتیں اور انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کرکے معاشرہ میں قابل فخر مقام دیکر انہیں ورثاء کے سپرد کرتی تھیں ۱۷۱

دیگر صحابی اور تابعی خواتین کی سرگرمیاں مذکور ہو چکیں جو اسی قسم کی تھیں۔

(ب) اسلامی دور حکومت میں اگرچہ زیادہ توجہ مدارس کے قیام پر رہی اور بظاہر یہ مدارس مردوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ہی قائم کئے جاتے تھے مگر درحقیقت ایسا نہ تھا بلکہ ان مدارس میں مسلمان خواتین بھی زیور تعلیم سے آراستہ ہوتی تھیں۔

انسائیکلو پیڈیا آف چیمبرس میں ہے کہ عہد مامونی میں (از اندلس تاجملہ ممالک اسلامیہ) اعلیٰ ترین مدارس قائم ہوئے جن میں مردوں کے ساتھ خواتین بھی تعلیم حاصل کرتی تھیں اس تعلیم و تربیت کا دوہرا فائدہ مسلم معاشرہ کو پہنچا۔ اول یہ کہ خود خواتین علم و ہنر میں مہارت کی صلاحیت سی بہرہ ور ہونے لگیں ۔ دوم اپنے اعزاء و اقرباء کو علمی طور پر آگے بڑھانے میں مقدور بھرکوشش کرتیں۔

نواب حبیب الرحمٰن شیروانی ان دو باتوں کی نشاندھی یوں کرتے ہیں۔

۱۔ ہماری ترقی کے دور میں صنف نازک بھی علمی شان رکھتی تھی۔

۲۔ جو کمالات اگلے مسلمان حاصل کرتے تھے ان میں انکی ماؤں بہنوں کی مدد غیر معتدبھا نہیں ہوتی تھی ۱۷۲

نواب موصوف کے پہلے دعویٰ کا ایک ثبوت تو خود یہ کتاب ہے۔ جس میں خواتین کی علمی خدمات زیر بحث ہیں۔

دعویٰ ثانی کے ثبوت کے لئے صرف یہ بات کافی ہو گی کہ حضرت امام غزالیؒ کو امامت، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو مرتبہ غوثیت پر فائز کرنے اور باپ کو نہ دیکھ پانے والے بچے ربیعہ کو حضرت امام مالک و حضرت ابو حنیفہؒ کا استاد ربیعہ الرائے

بنانے میں سب سے زیادہ کردار انکی ماؤں کا تھا کہ یہ تمام بچے بچپن سے ہی سایہ پدری سے محروم تھے اور یہی بات ہمیں حضرت امام بخاریؒ کے حالات میں بھی ملتی ہے۔

قاضی زادہ روم جس نے بعد میں شرح چغمنی جیسی بے مثال کتاب لکھی اسے مزید تعلیم کے لئے مشرقی ممالک کے سفر کی ضرورت تھی مگر زاد راہ نہ تھا اسکی ہمشیرہ کو پتہ چلا تو اکلوتے بھائی کو چیخ چلا کر اپنے پاس رکھنے کی تدبیر کرنے کی بجائے چپکے سے اپنے زیورات فروخت کئے اور بھائی کو سفری اخراجات فراہم کر دیے ۱۷۳

ظاہر بات ہے کہ اگر وہ خاتون خود زیور علم سے آراستہ نہ ہوتیں تو انہیں علم کی اس اہمیت کا کیسے اندازہ ہوتا اور پھر یہ کہ اگر قاضی زادہ مشرقی ممالک میں رہ کر اپنے دور کی بہترین درس گاہوں میں تعلیم حاصل نہ کرتا تو وہ تاریخ میں یاد رہنے والی شخصیت کیسے بن پاتا

خواتین کی ایسی صلاحیت و قربانی کو دیکھتے ہوئے ہی شاید انگریز یہ محاورہ ایجاد کرنے میں کامیاب ہوئے کہ "جو ہاتھ جھولا جھلاتے ہیں وہی دنیا پر حکومت کرتے ہیں"

خواتین نے صرف اپنی اصلاح یا مالی امداد و نگرانی کے ذریعہ انسانیت کو زیور علم سے مزین کرنے کا فریضہ ہی سرانجام نہیں دیا بلکہ بڑے بڑے علماء کے اساتذہ میں بھی خواتین شامل ہیں جنہوں نے دنیا کو اپنے علوم کی کثرت سے بھر دیا اسکی کچھ تفصیلات آمدہ صفحات میں خواتین کے تذکروں میں آرہی ہیں۔

بعض خواتین نے جب سیاست میں کوئی مقام حاصل کیا تو انہوں نے بڑے بڑے مدارس قائم کرکے انسانیت کو زیور علم سے مزین کرنے کی سعی کی جبکہ کچھ خواتین نے متمول ہونے کی بناء پر کسی حکومتی عہدہ پر نہ ہوتے ہوئے بھی بڑے بڑے مدارس قائم کرکے اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ مسلم خاتون مسلمانوں کی ترقی کے دور میں

پردے کی پوری پابندی کے باوجود کسی طور پر پس ماندہ یا استحصال زدہ نہ تھی۔

یہ تمام مذکورہ کوائف خواتین کی علمی ہنگامہ خیزیوں کے زمرہ میں آتے ہیں اور آمدہ اوراق میں انہی باتوں کو مدنظر رکھ کر مختلف امصار و اعصار کی اہل علم خواتین کا تذکرہ کیا جائے گا۔

باب پنجم

محدثاتِ اسلام

مختلف اعصار و امصار کی اہل علم خواتین

عنوان بالا کے تحت سب سے پہلے ان خواتین کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے جنہوں نے علم حدیث کی خدمت کی اور اس دوران انہوں نے عظیم ترین محدثین کو بھی پڑھانے کا اعزاز حاصل کیا۔

دوسری اور تیسری صدی

ام عمر بنت حسان بن زید ثقفی۔ حسان بن زید ایک تابعی تھے اور یہ خاتون انکی صاحبزادی تھیں جنہوں نے علم حدیث اپنے والد اور شوہر یحییٰ بن سعید سے پڑھا۔ اور پھر اسکی اشاعت میں مشغول ہو گئیں اور اتنی شہرت حاصل کی کہ اس دور کے عظیم علماء نے ان سے تلمذ کیا۔

تلامذہ حدیث ان سے روایت حدیث لینے والوں میں، ابوابراہیم الترجمانی، محمد بن الصباح، ابراھیم بن عبداللہ ہروی، علی بن مسلم اور حضرت امام احمد بن حنبل شامل ہیں۔

حضرت ام عمر کے والد نے حضرت علیؓ کی زیارت کی تھی چنانچہ انہوں نے اپنے والد کی روایت سے سیدنا علی کے متعلق یہ نقل کیا کہ

"ایک مرتبہ آپ خطبہ دے رہے تھے اور با آواز بلند لوگوں کو مخاطب کر کے کہہ رہے تھے۔ لوگو تم نے میرے اور حضرت عثمان بن عفان کے بارے میں عجیب عجیب باتیں مشہور کر رکھی ہیں۔ لیکن ہمارا اور انکا حال بالکل وہی ہے جو نقشہ قرآن نے اہل جنت کا کھینچا ہے۔

ونزعنا مافی صدورھم من غل اخوانا" علی سرر متقابلین

ترجمہ۔ انکے دلوں میں موجود کینہ کو ہم دور کر دیں گے اور وہ بھائیوں کی طرح

روبرو تختوں پر بیٹھے ہونگے ۱۷۴

یحییٰ بن معین امام الجرح والتعدیل نے دار معاذ میں ان سے بقول خود سماع کیا ہے اور یہ بھی کہ ان میں کوئی خاص بات نہیں مگر میرے بہت سے اصحاب ان سے روایت کرتے ہیں ۱۷۵

حضرت زینب بنت سلیمان الہاشمیہؒ

یہ خاتون بنو عباس کے شاہی خانوادے کی فرد تھیں اور السفاح جو سلطنت عباسیہ کا بانی تھا کے چچا زاد بھائی سلیمان کی بیٹی تھیں حبرالامتہ حضرت عبداللہ بن عباس کی پرپوتی تھیں۔

انکے والد سلیمان منصور کے دور میں بصرہ ، عمان ، بحرین کے گورنر بھی تھے مگر انکی اصلیت گورنری نہیں تھی اپنے آباء کا ورثہ علمی تھا یہی وجہ ہے کہ گورنر ہونے کے باوجود یہ حفاظ حدیث میں سے شمار کئے جاتے تھے انہی کی تربیت کا اثر تھا کہ انکی لاڈلی بیٹی کا رجحان علم حدیث کی طرف ہوا ورنہ وہ کسی دنیاوی مشغلہ میں بھی مشغول ہو سکتی تھیں بالاخر اس شغف نے انہیں محدثات کی صف میں لا کھڑا کیا اور آپ سے تبع تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی جن میں حضرت جعفر بن عبداللہ ، حضرت عاصم بن علی اور حضرت احمد بن حنبل وغیرہ شامل ہیں۔

خطیب بغدادی نے انکی متعدد روایات نقل کرنے کے بعد یوں تبصرہ کیا من افاضل النساء ۱۷۶

خلفاء بنی عباس اس عظیم محدثہ کا وفود علم کی بناء پر بے حد احترام کیا کرتے تھے خلیفہ مامون جو پردہ شاہی کی اوٹ سے ہمکلام ہوا کرتا تھا جب اسے پتہ چلتا کہ حضرت زینبؓ آئی ہیں تو پردہ فوراً ہٹوا دیتا۔

اسی وقار و احترام میں زندگی بسر کرکے خانوادہ نبوی کی یہ شہزادی ۱۴۲ھ میں راہی ملک عدم ہوئیں۔ ۱۷۷

عابدۃ المدینہ ، یہ خاتون حبیب بن ولید مروانی الاندلسی جو ایک مشہور محدث تھے کی

ام ولد تھیں جو حبیب دحون کے نام سے معروف تھے یہ مدینہ منورہ سے اندلس آئی تھیں جہاں یہ محمد بن یزید بن مسلمہ بن عبدالملک بن مروان کی لونڈی تھیں۔ انہیں علم حدیث سے غیر معمولی شغف تھا حتیٰ کہ صرف مدینہ کے اساتذہ سے انہوں نے دس ہزار احادیث روایت کی ہیں۔

انہوں نے جن لوگوں سے احادیث روایت کی ہیں انمیں حضرت امام مالک بھی شامل ہیں۔ ان کے اندلس آنے کا سبب یہ ہوا کہ حبیب دحون حج کے لئے آئے اور مدینہ بھی جانا ہوا تو اس خاتون کے علم فی الحدیث سے بہت متاثر ہوئے اور ان کے مالک سے ہبہ کرنے کی درخواست کی جو قبول ہوئی اور یہ ہبہ کردی گئیں حبیب نے ان کے ساتھ باقاعدہ شادی کرلی ۱۷۸

علاوہ ازیں عبدہ بنت خالد بن معدان عبدہ بنت عبدالرحمن البغدادیہ خدیجہ ام محمد اور سمانہ بنت حمداں اور فاطمہ بنت محمد دوسری اور تیسری صدی کی شہرت یافتہ محدثات میں سے تھیں مگر ان کے حالات تفصیل سے نہیں ملتے چند جملے مولانا مجیب اللہ ندوی نے اپنے مضمون "خدمت حدیث میں خواتین کا حصہ" میں ذکر کئے ہیں جو المعارف اعظم گڑھ کے شمارہ نومبر ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا۔

سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید حضرت امام حسن کی پرپوتی اور خانوادہ رسالت کی چشم و چراغ یہ خاتون دوسری صدی ہجری کی عظیم ترین محدثات میں سے تھیں۔

ولادت آپکی ولادت ۱۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور تعلیم و تربیت بھی یہیں حاصل کی۔ صاحب ثروت خاتون تھیں آپکی والدہ اگرچہ ام ولد تھیں مگر آپکو جن عظیم ترین لوگوں سے تربیت ملی اس نے آپکو ایک بے مثل خاتون بنا دیا۔ آپ نے تقوی و عبادت گزاری کی آخری حدوں کو چھو لیا تھا۔ تیس سے زیادہ حج کئے۔ بکثرت رویا کرتیں، دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو نماز میں کھڑی رہتیں لوگ تخفیف کا مطالبہ کرتے تو کہتیں کیسے تخفیف کروں کہ میرے سامنے ایسی منزل ہے جسکو صرف

کامیاب لوگ ہی قطع کر سکیں گے۔

قرآن اور تفسیر کی عالمہ اور حافظہ قرآن تھیں۔ دو تین دن میں ایک ادھ لقمہ ہی کھانے کے لئے لیتی تھیں۔

مصر آمد و شہرت

مصر کیوں آئیں اور کس کے ساتھ آئیں اس میں روایات مختلف ہیں ایک روایت کے مطابق اپنے والد گرامی کے ساتھ اور دوسری روایت کے مطابق اپنے شوہر حضرت اسحاق بن جعفر الصادق کے ساتھ آئیں اور مصریوں نے ان کا عظیم الشان استقبال کیا۔ ان کے مصر آنے سے قبل ان کی چچا زاد سکینہ قبولیت عامہ رکھتیں تھیں مگر ان کی آمد کے بعد لوگوں کی تمام تر توجہ انہی پر مبذول ہو گئی۔ مصر میں آپ کی شہرت کا سبب یہ ہوا کہ ایک یہودی عورت نے اپنی اپاہج لڑکی آپ کے پاس چھوڑی اور قریبی حمام میں نہانے چلی گئی واپس آئی تو وہ لڑکی سیدہ کے ہاتھوں شفایاب ہو چکی تھی بس پھر کیا تھا پورا مصر ٹوٹ پڑا اور وہ یہودیہ بھی مسلمان ہو گئی حتی کہ والی مصر نے آپ کو بڑے اصرار کے بعد مصر میں روکا اور ایک وسیع و عریض مکان دیا اور ہفتہ میں دو دن لوگوں کو دینے کے لیے درخواست کی تاکہ آپ کی عبادت میں خلل بھی نہ آئے اور حاجت مندوں کا ذریعہ بھی ختم نہ ہو' اس طرح آپ مقیم ہوئیں اور پھر جنازہ بھی وہاں سے منتقل کرنے کی اجازت لوگوں نے نہ دی ص ۱۷۷

حضرت امام شافعیؒ آپکی زیارت اور آپ سے استفادہ فی الحدیث کے لئے آیا کرتے تھے اور دعا کے لئے درخواست کیا کرتے تھے' آپ نے حضرت امام شافعیؒ کی وفات کے چار سال بعد وفات پائی۔ آپ نے حضرت امام شافعیؒ کا جنازہ بھی پڑھا۔ آپ جس قبر میں دفن ہوئیں اسے خود کھودوایا تھا اور ایک سو ستر مرتبہ اس میں قرآن کا ختم کروایا تھا۔

آپکی وفات جب ہوئی تو آپ روزہ سے تھیں لوگوں نے روزہ کھلوانے کی کوشش کی تو فرمایا میری تیس سال سے یہ دعا تھی کہ مجھے روزہ کی حالت میں موت آئے تو اب میں اس دیرینہ آرزو کو کیسے نظر انداز کروں اور جس وقت آپکی روح پرواز ہوئی اس وقت آپ اپنی روزانہ کی قرآنی منزل پڑھ رہی تھیں اور اس قول پر تھیں۔ **قل لمن مافی السموات والارض قل للہ کتب علی نفسہ الرحمتہ** اور لفظ رحمتہ پر جان' جان آفرین کے سپرد کردی۔

چوتھی صدی کی محدثات

علم حدیث کی ترویج و ترقی کا ذوق مسلم خواتین میں بدستور موجود رہا اور ان کی علمی جولانیاں پہلی تین صدیوں سے گزر کر چوتھی صدی میں داخل ہو گئیں۔ چوتھی صدی میں بھی مختلف اطراف و اکناف میں خواتین خدمت حدیث میں مصروف رہیں مگر بیشتر کے حالات پردہ خفاء میں ہی رہے۔ جنہوں نے گم نامی کی دبیز تہوں سے نکل کر شہرت حاصل کی وہ یہ چند خواتین ہیں۔

حضرت طاہرہ بنت احمد بن یوسف الارزق

یہ خاتون کی ولادت ۳۵۹ھ میں ہوئی اپنے والد کے علاوہ ابوالحسن بن لولو ابوبکر بن اسماعیل الوراق وغیرہ محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔ پھر انہوں نے درس حدیث دینا شروع کیا اور اس حد تک شہرت بہم پہنچائی کہ خطیب بغدادی جیسا شہرہ آفاق مورخ بھی ان سے استفادہ فی الحدیث کرنے والوں میں شامل ہو گیا۔ یہ خاتون صرف حدیث کی ہی ماہرہ نہ تھیں بلکہ انہیں فقہ میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا اور انہوں نے فقہ کی تعلیم بھی اپنے والد سے ہی حاصل کی ۱۷۸

امتہ السلام بنت قاضی ابوبکر بن کامل

اپنے مشہور زمانہ والد قاضی ابوبکر بن کامل کی تربیت یافتہ تھیں انکی وفات ۳۹۰ھ میں ہوئی زندگی میں علم حدیث کو موضوع درس بنایا اور بڑے بڑے لوگ انکے شاگرد تھے۔ مثلاً مشہور محدث محمد بن اسماعیل، الصیدلانی، زاہدی اور ابو علی ۱۷۹

فاطمہ بنت ھلال بن احمد الکرجی

یہ خاتون بھی اسی صدی کی باکمال محدثہ تھیں اور ان کے باکمال ہونے کی دلیل یہ ہے خطیب بغدادی بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے ان سے کچھ اجزاء حدیث لکھے تھے۔ انہوں نے حدیث کا درس تو ابو عمرو بن سمان سے لیا تھا مگر روایت کرتے ہوئے وہ ابوبکر شافعی کو بھی ابوعمرو کے ساتھ شامل کر لیا کرتی تھیں ۱۷۹

فاطمہ بنت عبدالرحمٰن

یہ خاتون علم حدیث سے شغف کے لئے ایک عظیم پس منظر رکھتی تھیں کہ انکے دادا امام ابو داؤد تھے جنکی سنن ابو داؤد، صحاح ستہ میں سے ایک ہے۔ اپنے پس منظر سے قطع نظر یہ خاتون اپنے لباس اور زھد ورع کے سبب فاطمتہ الصوفیہ کے نام سے معروف تھیں انکی وفات ۳۱۲ ھ کو ہوئی۔ ۱۸۰ علاوہ ازیں کچھ دیگر خواتین کا تذکرہ تو ملتا ہے مگر تفصیلی حالات نہیں ملتے مثلاً مشہور فقیہ مجاملی کی صاحبزادی امتہ الوحید جو ۳۷۷ ھ کو فوت ہوئیں اور جمعہ بنت احمد وغیرہ۔

پانچویں صدی کی محدثات

فاطمہ بنت حسن بن علی الدقاق

انکا شمار پانچوں صدی ہجری کی بے انتہاء شہرت یافتہ محدثات میں ہوتا تھا۔ انکے والد اور شوہر دونوں شہر آفاق ہستیاں تھیں۔ والد ماجد مشہور صوفی حسن بن علی الدقاق تھے جبکہ رفاقت امام ابوالقاسم قشیری کی حاصل تھی جو رسالہ قشیریہ ایسی عظیم کتاب تصوف میں تصنیف کرنے والے اور حضرت داتا گنج بخشؒ کے مرشد صحبت بھی تھے، علم حدیث میں انکی اسناد بہت بلند تھیں نتیجتاً یہ مقبول عام استاد تھیں۔ انکی وفات ۴۸۰ ھ میں ہوئی۔ علاوہ ازیں یہ باکمال خطاط بھی تھیں اور خطاطی میں بھی علم حدیث جیسی وسیع شہرت رکھتی تھیں ۱۸۱

کریمہ بنت احمد المروزیہ (متوفاۃ ۴۶۳ ھ)

یہ محدثہ اپنے دور میں بخاری شریف پر اتھارٹی تسلیم کی جاتی تھیں ہرات کے ایک مشہور محدث انکی اہمیت کے قائل اور طلبہ کو انکی طرف رجوع کے لئے کہا کرتے تھے کیونکہ اس خاتون نے کشمہنی سے بطریق ہیثم بخاری پڑی تھی اور یہ روایات بخاری کی صحیح ترین روایت شمار کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں زاہرالسرخسی سے بھی انہوں نے بخاری کو روایت کیا ہے یہ اپنی کتب جب لکھنے لگیں تو اپنے روایت کردہ نسخوں سے اپنی کتب کا تقابل کیا کرتی تھیں۔ اپنے دور میں مرجع العلماء و الطلبہ تھیں۔

انہوں نے ایک محدث کی حیثیت سے بے شمار احادیث علماء تک اپنی روایت سے پہنچائیں ڈاکٹر زبیر احمد صدیقی کے بقول مشہور متشرق پروفیسر گولڈزیہر نے انکے متعلق لکھا ہے کہ "طلبہ کو صحیح بخاری کی روایت کے اجازت نامے دینے کے بارہ میں انکا نام تاریخ حدیث میں بکثرت ملتا ہے" جس کا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ علامہ ابوالمحاسن کی اجازت میں انکا نام موجود ہے تاریخ بغداد کے مصنف خطیب بغدادی اور

اندلس کے شہرہ آفاق محدث الحمیدی متوفی ۴۲۸ھ نے انہی سے صحیح بخاری پڑھی اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ انکی روایت کردہ بخاری کا نسخہ ہی برصغیر میں متداول ہے انکے متعلق بعض روایات میں یہ ملتا ہے کہ یہ مکہ میں مجاور بن گئی تھیں اور پوری زندگی مجرو رہیں۔ ۱۸۷

ان خواتین کے علاوہ بھی کچھ خواتین اس صدی میں درس حدیث میں شہرت رکھتی تھیں مثلاً امام قشیری کی صاحبزادی امتہ الرحیم بنت ابوالقاسم عبدالکریم بھی حدیث کی شہرہ آفاق مدرسہ تھیں ۱۸۳۔ اسی طرح قرطبہ کی ایک بڑی شہرت یافتہ خاتون تھیں "ام" نامی انہوں اپنے دور کے مشہور اساتذہ سے درس حدیث لیا اور بڑے بڑے علماء کو آگے پڑھایا۔ ۱۸۴

چھٹی صدی کی اساتذہ حدیث

شہدیٰ بنت احمد بن ابوالفرح الابری الدینوریہ البغدادیہ

یہ خاتون اپنے دور کی عظیم ترین محدثہ تھیں تذکرہ نگار جب بھی انکا ذکر کرتے ہیں تو تین القابات سے ضرور نوازتے ہیں مسندہ حدیث' حدیث پر اتھارٹی (خطاط) اور (فخرالنساء) جسکا مطلب یہ کہ حدیث میں ممارست نے انہیں حدیث میں اتھارٹی بنا دیا تھا اور اس حد تک کہ فخر نسوانیت کہلاتی تھیں۔ علاوہ ازیں خطاطی میں بھی کمال رکھتی تھیں انکے دادا سوئیوں کا کاروبار کرتے تھے لہٰذا ابری (سوئیوں والا) کہلاتے تھے مگر انکے والد احمد متوفی ۵۰۶ھ کو اس کے برعکس کاروبار سے دلچسپی کم اور حدیث سے شغف زیادہ تھا۔ اسی وجہ سے انکی صاحبزادی کو بھی تحصیل حدیث کا ذوق ہوا اور وہ اپنے دور میں علم حدیث کا تابندہ ستارہ بن گئیں۔ یہ انکا ذوق سلیم ہی تھا جسکی بناء انکے اجازے اتنے بلند پایہ تھے کہ ان سے قبل یا انکے معاصرین میں کسی کے پاس نہ تھے۔ روایت کے اعتبار سے یہ ثقہ راویہ تھیں اور بے شمار لوگوں نے ان سے استفادہ

کیا۔ جن علماء سے انہوں نے سماع کیا انمیں ابو الخطاب طبرانی۔ فخرالاسلام شاشانی شامل تھے۔ انکی شادی علی بن محمد سے ہوئی جنکا شمار اس دور کے شرفاء میں ہوتا تھا۔ ادیب تھے اور ایک دور میں المقتفی باللہ کے مصاحب بن گئے تھے۔ اسی زمانہ میں انہوں نے ایک خانقاہ و مدرسہ تعمیر کروائے ان کے اخراجات کے لئے زمین وقف کی۔ شہدیٰ صرف درس و تدریس میں ہی ید طولیٰ نہیں رکھتیں تھیں بلکہ انکو تصنیف و تالیف کا بھی ذوق تھا اور انہون نے حدیث، فقہ، اور علم کلام پر کئی رسائل تحریر کئے انکی وفات ۵۷۴ ھ میں بغداد میں ہوئی بخاری اور دیگر کتب حدیث پر انکی سند کا اس قدر شہرہ تھا کہ بعض لوگ جھوٹ موٹ خود کو انکا شاگرد ظاہر کرتے ۱۸۵

ام الفتح المحدثہ

احمد بن کامل بن خلف بن شجرہ بن منظور الشجری کی صاجزادی تھیں مدت العمر علم حدیث کی تحصیل و تدریس میں مشغول رہیں رفتہ رفتہ اتنی شہرت بہم پہنچائی کہ انکا لقب ابنتہ السلام پڑ گیا تھا۔ انکی وفات ۶۰۰ ھ میں ہوئی ۱۸۶

عفیفہ الاصبھانیہ

انکے والد کا نام احمد بن عبداللہ تھا یہ فقہ اور خصوصاً" حدیث کی ماہر تھیں انہوں نے تحصیل علم میں کمال جانفشانی کا ثبوت دیا جس کا اندازہ یوں کیجئے کہ انکے اساتذہ کی تعد پانچ سو ہے یہ درس حدیث میں بڑا شہرہ رکھتی تھیں جسکی وجہ بقول حافظ منذری یہ تھی کہ انکی اسناد بہت بلند تھیں۔ تلمیذ ابو نعیم عبدالواحد سے حدیث پڑھنے والا آخری شاگرد ہونے کا اعزاز اس خاتون کو حاصل ہے انکی ولادت ۵۱۲ ھ اور وفات ۶۰۶ ھ بمطابق ۱۱۳۲ء میں ہوئی ۱۸۷

بنت البطائحی

اصل نام فاطمہ بنت ابراہیم بن محمود بعلبکی المعروف البطائحی تھا۔ انکی ولادت ۶۲۵ ھ کو ہوئی اور وفات ۷۱۱ ھ کو عیسوی سن ہوگا ۱۲۲۸ء، ۱۳۱۱ء)، دمشق کی بہت بڑی

محدثہ تھیں۔ انہوں نے ابن الزبیری سے بخاری کئی مرتبہ پڑھی جبکہ مسلم کا سماع ابن حصیری سے کیا۔ یہ ان خوش قسمت خواتین میں سے ہیں جنہیں نابغہ روزگار شخصیات کا استاد ہونے کا شرف حاصل ہے چنانچہ انکے تلامذہ میں امام تاج الدین سبکی ایسی بلند پایہ شخصیت شامل ہے۔ انکی وفات ۷۱۱ ھ کو قاسیون میں ہوئی ۱۸۸

حضرت فاطمہ بنت عبداللہ بن ابراہیم الخیری

یہ خاتون چھٹی صدی کی سربرآوردہ محدثات میں سے تھی اکثر محمد بن احمد بن مسلمہ سے روایت کرتی تھیں اور انکی تدریس حدیث کا اتنا شہرہ تھا کہ امام ابوالفرج ابن جوزی ایسے شخص نے ۵۲۰ ھ میں ان سے حدیث کے کئی اجزاء سماعت کئے ۱۸۹

حضرت نعمہ بنت علی بن یحییٰ

یہ خاتون بھی چھٹی صدی کی بلند پایہ محدثات میں سے تھیں انکی ولادت ۵۱۸ ھ میں دمشق میں ہوئی سن عیسوی ۱۱۲۴ء تھا۔ انہوں نے مروجہ جملہ علوم حاصل کئے البتہ خصوصی دلچسپی علم حدیث کے ساتھ رکھی نتیجہ یہ کہ جہاں انہوں نے خود بھی بے شمار علماء سے روایت کی وہاں ان سے روایت کرنے والے بھی کم نہ تھے۔ یہ خاتون تحصیل علم کی بڑی شائق تھیں ۔ انہوں نے اپنے والد، ہمشیرہ (عزیزہ) اور بھتیجی ملت بنت محمد کی معیت میں خطیب بغدادی کی کتاب الکفایہ فی معرفتہ الروایہ کا سماع کیا تھا۔ اور حافظ ابن عساکر ان لوگوں میں شامل ہیں جنہیں ان سے کتاب مذکور کا اجازہ حاصل ہوا۔ ان کے تلامذہ حدیث میں ابوالمجد اسماعیل بن ہبتہ اللہ بن باطیش الموصلی بھی شامل تھے ان سے بہت سی علی الخصوص ابن جوزی کی کتب روایت کی گئی ہیں ابن جوزی کے پوتے نے انہیں اپنی شیخہ قرار دیا ہے ۱۹۰

دیگر نامور محدثات

ان چیدہ چیدہ شہرت یافتہ خواتین کے علاوہ اس صدی میں چند بڑی محدثات ایسی

بھی تھیں جنکے تفصیلی حالات نہیں ملتے ان میں سے چند یہ ہیں۔

زینب بنت عبدالرحمٰن بن الحسن الجرجانی الشعری

نہایت ممتاز محدثات میں سے تھیں خود بھی بڑے بڑے محدثین سے استفادہ کیا اور علم ادب و لسان کے بعض سربرآوردہ ادیبوں کو پڑھایا بھی جنمیں وفیات الاعیان کے مصنف ابن خلکان بھی شامل ہیں۔ ان کی ولادت ۵۲۴ ھ میں ہوئی ۶۱۰ ھ میں نیشاپور میں فوت ہوئیں اور اسناد عالیہ بھی انکے ساتھ ہی دفن ہو گئیں ۱۹۱

ام الخیر فاطمہ بنت علی

(متوفات ۵۳۲ ھ فاطمہ شہروزیہ اور فاطمہ جوزدانیہ متوفاہ ۵۲۴ھ) ان میں سے پہلی دو خواتین کی وجہ شہرت یہ تھی کہ یہ تدریس بخاری میں کمال رکھتی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ مسلم شریف بھی باقاعدہ پڑھایا کرتی تھیں اور موخرالذکر خاتون طلبہ کے سامنے طبرانی کی معاجم ثلاثہ کو روایتاً" سنایا کرتی تھیں۔ ۱۹۲

چھٹی صدی کی باکمال خواتین میں ایک فاطمہ بنت محمد بھی تھیں جنہوں نے مشہور محدث سعید العیار کی سند سے بخاری کو روایت کیا اور انہیں حدیث میں اتنی مہارت حاصل تھی کہ ان کو مسندہ اصبہان۔ (اصفہان میں حدیث پر سند کہا جاتا تھا کسی بھی علم کے ماہر کیلئے یہ سب سے بڑا اعزاز ہوتا ہے کہ وہ اس علم پر سند تسلیم کیا جائے ۱۹۳

ان چند خواتین کے تذکرہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ چھٹی صدی میں بس یہی خواتین اس میدان میں موجود تھیں بلکہ یہ تو وہ خواتین ہیں جن کے تذکرے کتب تک اور وہ کتب ہم تک پہنچیں ورنہ کسے معلوم کہ کون کس جگہ کیا خدمت انجام دیتی رہی ہو کہ **ما یعلم جنود ربک الا ھو**

ساتویں صدی کی محدثات

حضرت زینب بنت احمد بن عبدالرحیم المقدسیہ

یہ خاتون بیت المقدس کی رہنے والی تھیں ان کی پیدائش ۶۴۹ھ میں ہوئی اور نوے برس کی عمر میں ۷۴۰ھ کو فوت ہوئیں۔ انہوں نے علم حدیث کی تحصیل میں بڑی محنت سے کام لیا جس کا اندازہ امام ذہبی کے اس قول سے ہوتا ہے کہ انہوں نے اجازات کے تحت ایک بارشتر ایسی روایات کو جمع کیا جس میں انہیں انفراد حاصل تھا جبکہ امام ابن حجر عسقلانی نے حدیث میں ان کی وسعت نظر کو یوں خراج تحسین پیش کیا کہ ان کی روایات کثیر اور طلبہ کا ہجوم بہت زیادہ ہوتا تھا۔ بڑی بڑی کتب پڑھایا کرتی تھیں جبکہ علم الدین برزالی نے ان کی منفرد روایات کا ایک جزو جمع کیا۔ انہیں تحصیل و تعلم حدیث میں اس قدر شغف ہوا کہ انہوں نے شادی نہیں کی اور گھرداری کے جھنجھٹ سے دور رہیں۔

اساتذہ انہوں نے جس کثرت سے روایات کی ہیں اس کے پیش نظر یقیناً ان کے اساتذہ کی تعداد معمولی نہ ہوگی تاہم چند مشہور اساتذہ یہ تھے۔

محمد بن عبدالھادی، ابراہیم بن خلیل، ابوالفہم ہمدانی، احمد بن عبدالدائم، عجیبہ الباقداریہ، عبدالخالق القشیری۔

انہوں نے علم حدیث کو پوری تندھی کے ساتھ آگے پھیلایا اور بڑے علماء کو ان سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ ان میں محمدالوانی، علامہ ذہبی، عبدالرحمٰن بن احمد اور محمد بن الموفق احمد المرداوی شامل ہیں ان میں سے الوانی نے ان سے بخاری شریف کا درس لیا تھا۔ شہرہ آفاق سیاح ابن بطوطہ نے جامع مسجد دمشق میں ان سے درس حدیث لیا ۱۹۴

حضرت ست الوزواء بنت عمر بن اسعد التنوخیہ

یہ علامہ وجیہ الدین حنبلی کی پوتی کا لقب ہے۔ یہ خاتون ۶۴۷ھ میں پیدا ہوئیں

اور ۷۱۷ھ میں فوت ہوئیں۔ یہ اپنی بے مثال مہارت فی الحدیث کی بناء پر عظیم محدثہ شمار ہوتی تھیں انہوں نے زیادہ تر علم اپنے والد سے حاصل کیا جبکہ بخاری اور مسلم کا درس ابو عبداللہ حسین الزبیدی سے لیا۔ ان سے درس حدیث لینے والوں میں احمد بن ابوبکر صالحی، علامہ ذہبی اور ابن ابی المجد شامل تھے انہوں نے دمشق کے علاوہ مصر میں بھی حلقہ درس حدیث قائم کیا اور پے در پے کئی مرتبہ بخاری پڑھانے کا اعزاز بھی حاصل کیا مصر میں ان سے حدیث پڑھنے والوں میں امیر سیف الدین ارغون اور قاضی کریم الدین شامل ہیں۔ فخر بن محمد بن حمید نے بخاری کا سماع کیا جبکہ محمد الوانی نے قراۃ و سماعتہ متعدد کتب پڑھیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں شمس الدین محمود بن خلیفہ اور شمس الدین محمد بن علی شامل ہیں۔ ۱۹۵

زینب بنت عبداللہ بن عبدالحلیم

یہ خاتون تقی الدین سبکی کی بہن تھیں جنبلی المسلک اور علامہ ابن حجر عسقلانی کی استاد تھیں جیسا کہ خود انہوں نے اپنی سند بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ابن النجار و دیگر مشائخ سے سماع کیا اور مجھے ان سے اجازہ حاصل ہے۔ ابن حجر جیسے حافظ الحدیث کا استاد ہونے سے علم حدیث میں ان کے پایہ اور شہرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ۱۹۴

زینب بنت ابوالقاسم عرف ام المویدعبدالرحمٰن

یہ خاتون نیشاپور کی باسی اور نسلاً" جرجانی تھیں۔ حصول علم میں بے انتہا محنت کی، نتیجہ یہ ہوا کہ یہ اپنے دور کی مشہور ترین محدثہ شمار ہوتی تھیں انہوں علم حدیث کی تحصیل اپنے دور کے مشہور ترین اساتذہ سے کی جنمیں روایت و اجازہ دونوں شامل تھیں ان کے اساتذہ حدیث میں اسماعیل بن ابوالقاسم نیشاپوری، عبد المنعم بن عبدالکریم، ہوازن القشیری، عبدالقاہر بن اسماعیل الفارسی، محمود بن عمر الزمخشری شامل ہیں اول الذکر دو اصحاب سے روایتا" باقی سے اجازۃ حدیث روایت کرتی ہیں۔

تلامذہ میں ابن خلکان ایسے بہت سے سربر آوردہ اصحاب شامل ہیں۔ ۱۹۷

فاطمہ بنت ابراہیم بن داؤد الھکاری

یہ خاتون ساتویں صدی کی عظیم محدثات میں سے تھیں ۶۸۳ھ تک ان کے بقید حیات ہونے کی اطلاع کتب تاریخ سے ملتی ہے۔ یہ خاتون علم حدیث میں اس پایہ کی ماہر تھیں کہ ان کے تلامذہ میں حافظ ابن حجر کے استاد امام عراقی شامل تھے۔ ۱۹۸

عجیبتہ الباقداریہ

یہ خاتون بھی زیر بحث صدی کی باکمال محدثہ تھیں انکے اساتذہ میں عبدالحق بن منصور، عبداللہ بن منصور محمد بن محمد الماس، شہدہ فخرالنساء وغیرہ شامل ہیں۔

ان کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے تاہم چند مشہور تلامذہ یہ ہیں عفیف الدین ابو عبداللہ، محمد بن عبدالمحسن المحدث، سراج الدین قزوینی (استاد علامہ سیوطی) قزوینی نے خصوصی طور پر ان سے بہت زیادہ استفادہ کیا۔ ۱۹۹

فاطمہ بنت ابراہیم بن غنائم

اس خاتون کے حالات زندگی زیادہ تفصیل سے میسر نہیں اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہ مشہور محدثہ زینب بنت مکی کی شاگرد تھیں اور انکی مہارت فی الحدیث کا یہ عالم کہ علامہ ذہبی جیسا نقاد نہ صرف انکا شاگرد تھا بلکہ انکا تذکرہ اپنی معجم میں کلمات خیر کے ساتھ کرتا ہے ۲۰۰۔

نکتہ خواتین محدثات میں یہ بات حیرت انگیز ہے کہ کسی ایک کو بھی غیر ثقہ قرار نہیں دیا گیا۔

فاطمہ بنت محدث جمال بن سلیمان الانصاری الدمشقی

ان کی ولادت ۶۴۰ھ میں ایک محدث کے گھر ہوئی یوں آنکھ کھلتے ہی انہوں نے اپنے آس پاس قال اللہ وقال الرسول کا غلغلہ سنا نتیجہ یہ کہ خود بھی تحصیل حدیث کی طرف مائل ہوئیں اور علمی پس منظر کی بناء پر انکو ایران، عراق، شام، حجاز کے مشاہیر نے اجازات کثیرہ سے نوازا اور خود ان سے استفادہ کرنے والوں میں بھی مشاہیر

مستقبل شامل تھے انہوں نے تحصیل حدیث میں زیادہ استفادہ اپنے والد سے کیا انہیں صادق الروایت قرار دیا گیا یہ بڑی دولت مند خاتون تھیں جسے انہوں نے کار خیر کے لئے وقف رکھا تھا جسکی تفصیل کسی اور عنوان میں آئے گی۔ ایک بھرپور زندگی گزار کر ۷۰۸ھ میں اڑسٹھ برس کی عمر میں جہان فانی سے کوچ کر گئیں ۲۰۱

اس صدی میں بے شمار محدثات تھیں مگر چند ایک کے حالات لکھنے پر اکتفاء کیا کہ اس موضوع پر بے شمار کتب ہیں جنمیں جملہ خواتین کا شمار کیا گیا ہے۔

چند ایسی خواتین بھی ملتی ہیں جو شہرت کے اعتبار سے متذکرہ بالا خواتین کی ہم پلہ تھیں مگر کسی وجہ سے انکے حالات تفصیلا" نہیں ملتے مثلاً فاطمہ البغدادیہ' مونسہ المحدثہ' آمنہ بنت عفان اور زینب الحرانیہ جنکے متعلق صرف اتنی بات ملتی ہے کہ یہ درس حدیث دیا کرتی تھیں طلبہ کا ہجوم ہوتا تھا اور اکثرانکے زیر درس احادیث کا سب سے بڑا مجموعہ مسند احمد بن حنبل ہوا کرتا تھا۔ باقی خواتین کے حالات کا اندازہ بھی اسی سے کیا جا سکتا ہے۔

آٹھویں صدی اور خواتین محدثات

مرور زمانہ سے مسلمان طرح طرح کے انقلابات سے آشنا ہوئے اور اب ان پر زوال کے سائے پڑنا شروع ہو گئے تھے مگر علم و فضل کا غلغلہ ابھی بدستور موجود تھا یعنی دبی ہے آگ جگر کی مگر بجھی تو نہیں" یہی وجہ ہے کہ اس صدی میں مرد تو درکنار خواتین میں بھی ایک بڑی تعداد ایسی تھی جو علم حدیث کا نہ صرف شغف رکھتی تھی بلکہ اس میں ید طولیٰ اور آفاقی شہرت کی بھی حامل تھی۔ صحیح تعداد تو خدا کے علم میں ہے جو خواتین مصنفین کے صفحات میں جگہ پا سکیں انکی تعداد بھی پوری طرح معلوم نہیں تاہم جن کے نام مجھے معلوم ہو سکے انمیں سے بھی جو نہایت ہی بلند پایہ محدثات تھیں صرف انکا مختصر تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

حضرت زینب بنت عمر المقدسیہ

یہ خاتون اپنے دور کی مشہور ترین محدثات میں سے تھیں انہوں نے دمشق، مصر، بیت المقدس میں تحصیل حدیث کرنے کے علاوہ مدینہ منورہ میں عبداللہ بن عمرا لکیشی اور جعفرا الھمدانی سے بھی استفادہ کیا۔ تحصیل حدیث کے لئے ان دور دراز سفروں کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں بعض اجزاء حدیث کی روایت میں انفرادیت حاصل ہے۔ مثلاً **ثقفیات اور مسند دارمی۔**

تحصیل علم کے بعد انہوں نے تدریس کا شغل اختیار کیا اور جلد ہی مرجع طلبہ بن گئیں اور ان سے بہت سی کتب حدیث کا یا تو سماع کیا گیا یا قرات کی گئی یوں انکی روایت کردہ احادیث کافی بڑی تعداد میں ہیں جنمیں **بغیتہ** الملتمس فی تساعیات مالک بن انس کی تخریج بھی شامل ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں نمایاں ترین افراد عبداللہ بن محمد بن یوسف حنبلی، علی بن حسین اور شامیہ بنت البکر شامل ہیں جبکہ سماع کرنے والوں میں امیر صلاح طوری بھی نظر آتے ہیں ۲۰۲

عائشہ بنت محمد بن عبدالھادی المقدسیہ

انکی ولادت ۷۲۳ ھ میں بروز جمعہ ہوئی انہوں نے سن شعور کو پہنچ کر تحصیل حدیث کا شغل اختیار کیا اور اپنے دور کے مشہور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جسمیں اس بات کا اہتمام کیا کہ جس شیخ کو جس کتاب میں تخصص حاصل ہے اس سے وہی کتاب پڑھی جائے، مثلاً ابو العباس الحجار سے بخاری شریف کو روایت کیا اور اس میں انہیں انفراد حاصل ہے مسلم شریف ابوالعباس بن عبدالدائم کے تلامذہ سے پڑھی۔ دو خاتون اساتذہ بھی مختلف کتب حدیث کی تدریس میں شہرت رکھتی تھیں ان سے بھی درس لیا جو عائشہ بنت محمد اور ست الفقہاء بنت واسطی ہیں اور یوں یہ اپنے فن میں نہ صرف یکتا ہو گئیں بلکہ بخاری کی بطریق ابوالعباس الحجار روایت میں انہیں انفراد حاصل تھا۔ اس اہتمام و محنت شاقہ کا نتیجہ یہ تھا کہ انکی شہرت دور دراز تک پھیل گئی اور انکے تلامذہ میں مقامی کی نسبت مسافر طلبہ زیادہ ہوتے تھے۔ اس خاتون کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی جیسے عظیم محدث کو انہوں نے نہ صرف تعلیم

دی بلکہ انہوں صحیح بخاری کے ساتھ کئی کتب ان سے پڑھیں اور عرصہ دراز تک ان سے علمی استفادہ کرتے رہے ۲۰۳۔ فقہی مسلک کے اعتبار سے حنبلی المسلک تھیں آخری عمر میں تو صرف حدیث کی تدریس کا اہتمام کر لیا تھا انکی وفات ۸۱۶ ھ کو ہوئی ۔۲۰۴

فاطمہ بنت ابراہیم بن محمود

یہ خاتون تقوی و ورع میں بلند مقام رکھتی ہیں اور جتنا بلند پایہ تقویٰ میں تھا علمی پایہ اس سے بھی بلند تھا۔ انہوں نے بخاری شریف کا سماع ابن زبیدی سے کیا جبکہ صحیح مسلم ابن صیصری سے پڑھی۔ ان سے استفادہ کرنے والوں میں بے شمار لوگ شامل تھے البتہ دو شخصیتیں شہرہ آفاق تھیں ایک محمد الوانی جنہوں نے ان سے بخاری اور کتاب التوحید پڑھی تھی اور دوسرے تاج الدین سبکی تھے انکی وفات ۷۱۱ ھ میں مشق میں ہوئی ۲۰۵

فاطمتہ التنوخیہ

انکی ولادت ۷۱۰ ھ بمطابق ۱۳۱۰ء میں ہوئی انکے والد کا نام محمد بن احمد التنوخی تھا' شعور کی منزل میں تحصیل حدیث کا شغل اختیار کیا اور جلد ہی حصہ وافر حاصل کر لیا اور پھر دمشق میں مسند تدریس بچھائی اور طلبہ کا ہجوم گرد اکٹھا ہو گیا جنمیں حافظ ابن حجر عسقلانی جیسا نابغہ روزگار شامل تھا۔ یہ خاتون دمشق کی اسناد رکھنے والی آخری خاتون ہیں کہ انکے بعد صاحبہ اسناد کوئی خاتون دمشق میں ایسی نہیں ملتی جسکا تذکرہ اس حوالہ سے آیا ہو۔ انہوں نے ایک بھرپور زندگی گزاری اور ارسٹھ برس کی عمر میں ۷۷۸ ھ کو فوت ہو گئیں۔ ۲۰۶

زینب بنت محمد بن عثمان بن عبدالرحمٰن الدمشقیہ

انکی جس خصوصیت کو تمام تذکرہ نگار زیادہ اہمیت دیتے ہیں وہ انکا زبان آور اور فیسح ہونے کے ساتھ لامثال حسین و جمیل ہونا بھی تھا۔ مگر اس، حسن، و فصاحت کی

عظمت کو سلام جو نمود نمائش میں صرف ہونے کی بجائے حسن مصطفےٰ سے کائنات کو روشناس کرانے کا فریضہ سرانجام دیتا رہا اور علم حدیث کے پڑھنے پڑھانے کو مقصد حیات بنائے رکھا انہوں نے علم حدیث اپنے دور کے بڑے بڑے علماء سے حاصل کیا جنمیں فخرالدین بن الحجار بھی شامل تھے۔ پھر جب مسند تدریس پر رونق افروز ہوئیں تو طلبہ کا یوں ہجوم ہونے لگا کہ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں انکے تلانذہ حدیث کی تعداد پچاس سے کبھی کم نہیں ہوئی ملکہ تدریس کمال کا تھا تمام تذکرہ نگار ہم زبان ہیں کہ ایسی ماہر تدریس خواتین میں بہت کم دیکھنے میں آئی ہے ان سے استفادہ کرنے والوں میں حافظ ابن حجر عسقلانی بھی شامل تھے۔ انکو اللہ تعالٰی نے غلغلہ حدیث بلند کرنے کے لئے طویل عمر عطا فرمائی اور ایک سو بیس برس تک زندہ رہ کر خدمت حدیث کرتی رہیں ۲۰۷

زینب بنت سلیمان بن احمد الاسعرویہ

یہ خاتون ۷۰۵ ھ میں پیدا ہوئیں اور پھر خدمت حدیث کو اپنا مقصد بنایا زندگی بھر اسکی خدمت کرتی رہیں انہوں نے محنت شاقہ سے تحصیل حدیث کی انکو بہت سی احادیث میں انفراد بھی حاصل ہے۔ انکی وفات ۸۰ برس کی عمر میں قاہرہ میں ہوتی ۲۰۸

زینب بنت احمد کامل

یہ خاتون ۷۴۰ ھ کو دار فانی سے کوچ کر گئیں مگر مختصر زندگی کو انہوں نے اس طرح خدمت حدیث میں صرف کیا کہ تذکرہ نگاروں کے مطابق ایک اونٹ کا بوجھ احادیث کا ذخیرہ یاد گار چھوڑا۔ یوں تو جملہ کتب حدیث کا درس دیتی تھیں مگر انہیں سند امام ابو حنیفہ، شمائل ترمذی اور شرح معانی الاثار للطحاوی کے درس میں خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ شرح معانی الاثار انہوں نے ایک اور خاتون عجیبہ بنت ابوبکر سے پڑھی تھی ان سے استفادہ کرنے والوں میں شہرہ آفاق سیاح ابن بطوطہ بھی شامل تھا نیز ابن بطوطہ کے معاصرین اور ہمراہیوں نے بھی ان سے کافی استفادہ کیا ۲۰۹

جویریہ بنت عمر حضرت زینب بنت احمد بن عمر

اول الذکر خاتون ۷۸۳ھ اور ثانی الذکر نے ۷۲۲ھ میں رحلت کی ان دونوں کی مشترکہ خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے طلب حدیث کے لئے دور دراز سفر کئے مصر اور مدینہ میں حلقہ ہاء درس قائم کئے۔ زینب بنت احمد بن عمر مسند دارمی اور مسند عبد بن حمید کو طلبہ کے سامنے روایت کیا کرتی تھیں اور طلبہ انکے حلقہ درس میں شرکت کے لئے دور دراز سے مسافتیں طے کرکے آیا کرتے تھے ۲۱۰

حضرت ہاجر بنت محمد حضرت کریمہ زینب بنت مکی

ان دونوں خواتین نے علم حدیث میں بڑا نام پیدا کیا کریمہ کو تو شام میں حدیث پر اتھارٹی کیا جاتا تھا جبکہ زینب کا حلقہ درس بہت مقبول تھا طلبہ بہت دور دراز سے انکے درس میں شرکت کرتے تھے۔

ست العرب

اس خاتون کی وفات آٹھویں صدی کے نصف ثانی کے پہلے عشرہ میں ہوئی اور وفات سے قبل علم حدیث میں بڑا نام پیدا کر چکی تھیں جسکا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ ان سے استفادہ کرنے والوں میں ان سے اٹھائیس برس قبل وفات پا جانے والے مشہور محدث العراقی متوفی ۷۳۲ھ بھی شامل تھے اور یہ کہ نہ صرف خود انہوں نے استفادہ کیا بلکہ اس رسم کو آگے بھی چلایا اور اپنے فرزند کو بھی تحصیل حدیث کے لئے انکے پاس بھیجا علاوہ ازیں شہرہ آفاق محدث الھیثمی اور انکے کچھ اور معاصرین بھی استفادہ کرنے والوں میں شامل ہیں۔

ان کے علاوہ بھی کچھ خواتین کا تھوڑا بہت تذکرہ بحیثیت محدثہ ملتا ہے مثلاً دقیقہ بنت مرشد، فاطمہ بنت احمد بن قاسم، زینب بنت عبدالرحمن مگر انکے حالات کا قطعاً کوئی اندازہ یا سراغ نہیں ملتا ۲۱۱

نویں صدی ہجری و خواتین محدثات

اگرچہ ابھی تک تحصیل حدیث کا شوق کم نہیں ہوا تھا تاہم اس صدی میں حالات زندگی کے اعتبار سے بہت کم خواتین شہرت حاصل کر سکیں۔ جن چند خواتین کے حالات زندگی تک رسائی ہو سکی انکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ام الخیر امتہ الخالق

حجازی مکتبہ فکر میں حدیث پاک پر انکو سند مانا جاتا تھا۔ انکی زیادہ شہرت کا سبب انکا بخاری شریف کے درس میں انفراد تھا بناء بریں ان سے بڑے بڑے لوگوں کو شرف تلمذ حاصل ہوا۔ انکی وفات ۸۱۱ ھ میں ہوئی۔

ام ہانی مریم

یہ خاتون فخرالدین کی صاحبزادی تھیں اور ایک روایت میں انکے والد کا نام نورالدین شافعی ہے نہایت صغر سنی میں قرآن پاک یاد کر لیا اور علوم متداولہ کی تحصیل شروع کی ابتدا" نحو میں ملحہ اور فقہ میں مختصر نامی کتب حفظ کیں اور پھر درجہ بدرجہ دیگر علوم بھی اپنے دامن میں سمیٹے۔ آخر میں مکہ اور قاہرہ کے نامور محدثین سے تحصیل حدیث کی، فراغت کے فورا" بعد انہیں کئی علوم میں ناموری حاصل ہو گئی جو انکی دوران تحصیل جانفشانی کا ثمر تھا جن علوم میں انہیں شہرت ملی انمیں عربی ادب، شعرو شاعری، علم حدیث اور فن خطاطی شامل تھے۔ ماہر فی الفنون ہونے کے ساتھ وہ ورع و تقویٰ میں بھی بلند پایا رکھتی تھیں احکامات شرعیہ پر سختی سے پابند رہا کرتی تھیں اکثر روزہ سے ہوتیں۔ تیرہ مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی بہت پابندی سے درس حدیث دیا کرتی تھیں۔ بہت سے اہل علم کو انہوں نے اجازات سے نوازا جنمیں ابن فہد نے تو متعدد کتب پڑھیں اور ایک روایت میں امام سیوطی کو بھی شرف تلمذ حاصل ہوا۔ وفات ۸۷۱ ھ ۲۱۲

باقی خاتون بنت الوالحسن

یہ ابوبکر المعزی صغیر کی شاگر[illegible] علاوہ ازیں دیگر معاصر علماء سے بھی شرف

تلمذ حاصل کیا انکے اساتذہ میں مرد اور خواتین دونوں شامل تھے حدیث کی تدریس انکا محبوب مشغلہ تھا۔ شام اور مصر کی سرزمین کو اپنے فیوض برکات سے معمور کرتی رہیں انکی وفات ۸۶۴ ھ میں ہوئی۔

علاوہ ازیں عائشہ بنت ابراہیم متوفات ۸۴۲ ھ اور ام الخیر السعدیہ متوفات ۸۵۰ ھ بھی شہرت یافتہ محدثات میں سے تھیں جن میں سے اول الذکر کے درس حدیث کو اس قدر قبولیت عامہ حاصل تھی کہ انکے معاصر بڑے بڑے علماء انکے درس میں اہتمام کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ اور ثانی الذکر خاتون نے تحصیل حدیث کے لئے دور دراز سفر اختیار کرکے خود کو اپنے دور میں حدیث پر سند منوایا۔

حضرت عائشہ بنت ابوبکربن محمد بن عمر البایسہ

یہ خاتون نویں صدی ہجری کی عظیم محدثات میں شمار ہوتی تھیں زیادہ تر روایت ابوبکر بن احمد بن ابوبکر الحفار سے کرتی تھیں اور ان سے روایت کرنے والوں میں بڑے بڑے علماء شامل تھے انکی وفات ۸۵۳ ھ میں ہوئی ۲۱۳

دسویں صدی کی محدثات

دسویں صدی ہجری میں آکر علم حدیث کی طرف خواتین کی توجہ کم ہو گئی۔ مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ ذوق باقی رہا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس صدی میں علم حدیث پر کام کی رفتار بھی بس واجبی سے تھی درحقیقت یہ کام بدستور پوری قوت سے جاری تھا جسکی بنیادی وجہ نویں صدی ہجری میں شہرت حاصل کرنے والی وہ محدثات تھیں جنہیں دست قضاء نے دسویں صدی ہجری تک مہلت دیے رکھی۔ چنانچہ انکا کام پہلے کی طرح انہماک و قوت سے جاری رہا اس صدی میں چند مشہور محدثات کے مختصر حالات زندگی کچھ یوں ہیں۔

(۱) اسماء بنت موسی کمال الدین

یہ خاتون یمن کی رہنے والی اہل زبید میں سے تھیں انکے والد کا نام موسیٰ

الضحاکی تھا۔ یہ خاتون تفسیر اور حدیث کی ماہر تھیں تعلیم دینے کے علاوہ وہ خواتین کے لئے مجلس وعظ منعقد کیا کرتی تھیں تاکہ انکی تربیت بھی ہو سکے۔ یہ اپنے دور کی حکومتی سطح پر نہایت بااثر فرد تھیں بارہا ایسے ہوا کہ انہوں نے کسی معاملہ کی سفارش کسی درباری امیر' وزیر سلطنت یا بادشاہ وقت سے کی تو فی الفور اس پر من وعن عمل درآمد بھی کر لیا گیا۔ اس شان سے جیتے اور خدمت حدیث کرتے ہوئے یہ خاتون ۹۰۴ھ کو واصل بحق ہو گئیں ۲۱۴

عائشہ بنت محمد بن احمد

یہ خاتون اس پائے کی محدثہ تھیں کہ ایک عظیم الشان سرکاری تعلیمی ادارہ مدرسہ صالحیہ" دمشق میں شیختہ الحدیث کے منصب پر فائز تھیں انکے تلامذہ میں ابن طولون متوفی ۹۵۵ ھ جیسا عظیم محدث بھی شامل تھا۔ انکی شادی قاضی مصلح الدین کے ساتھ ہوئی تھی۔ باقاعدگی سے تاحیات درس حدیث دیتی رہیں اور اس شغل میں ۹۰۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کیا۔

آمنتہ المحلی بنت شرف الدین موسیٰ بن احمد الانصاری

یہ ایک نامور محدث کی صاحبزادی تھیں اور خود بھی میراث پدر کی امین تھیں اور اپنے دور کی نہایت نامور محدثات میں شمار کی جاتی تھیں جسکے لئے اتنا کہنا ہی کافی ہو گا کہ امام جلال الدین سیوطی نے حدیث میں سب سے زیادہ انہی سے استفادہ کیا اور اکثر انکا تذکرہ زبان پر فخریہ انداز میں جاری رہتا۔

آسیہ بنت جار اللہ بن صالح

یہ بھی ایک بڑی محدثہ تھیں انہیں اپنی تدریسی زندگی میں یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ علامہ جلال الدین سیوطی کو دستار فضیلت انہوں نے اپنے ہاتھوں پہنائی ۲۱۵

رجب بنت شہاب الدین القلیج

یہ بھی امام سیوطی کی استاد تھیں، اور انہیں ایک فخر اور بھی حاصل تھا کہ انکے

دادی ایک نادر روزگار محدثہ ہونے کے ساتھ تاج الدین سبکی کی بیٹی تھیں اس طرح عالی نسبی کی شہسوار تھیں انہوں نے حدیث شریف کی تمام تعلیم اپنی دادی سے حاصل کی ۲۱۶

ان کے علاوہ چند اور خواتین کا تذکرہ بھی ملتا ہے مگرایک آدھ سطر میں مثلاً حلب کی ایک محدثہ فاطمہ بنت یوسف متوفاۃ ۹۲۵ھ اور ام الخیر ۹۳۸ھ

اگر چہ اس صدی میں دیگر خواتین بھی ہونگی مگران کے تذکروں تک رسائی نہ ہو سکی۔

دسویں صدی کے بعد علم حدیث میں ممتاز مقام رکھنے والی خواتین کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا بس ایک آدھ خاتون کا تیرھویں صدی میں ہندوستان میں تذکرہ ملتا ہے جو مولانا حامد حسن نامی کسی عالم دین کی صاحبزادی تھیں جنکے متعلق یہ لکھا گیا ہے کہ یہ علم حدیث میں بے مثل مہارت رکھتی تھیں ۲۱۷۔

یا پھر ایک عرب خاتون فاطمتہ الفضیلیہ کا تذکرہ ملتا ہے جو الشیختہ الفضیلیہ کے نام سے معروف تھیں یہ تیرھویں صدی ہجری کے ابتداء میں تھیں انہوں نے حدیث کو خصوصی توجہ سے حاصل کیا اور اس میں ممتاز مقام حاصل کیا علاوہ ازیں یہ بڑی خطاط بھی تھیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے متعدد کتب نقل کیں اور بے شمار کتب کا ذخیرہ بھی کیا حدیث میں بڑی تعداد میں علماء سے اسناد و اجازات حاصل تھیں۔ آخر عمر میں مکہ مکرمہ چلی آئی تھیں یہاں انہوں نے عوامی کتب خانہ قائم کیا اور حدیث پاک کا درس دینے لگیں۔ رفتہ رفتہ انکے حلقہ درس کو شہرت حاصل ہو گئی اور اس میں ممتاز محدثین بھی شمولیت اختیار کرنے لگے اور انکی اسناد میں اجازات حاصل کیں۔ ان سے سند حاصل کرنے والوں میں شیخ عمرالحنفی اور شیخ محمد صالح الشافعی خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو اپنے دور کے ممتاز علماء حدیث میں سے تھے۔ ایک بھرپور زندگی گزار کر ۱۲۴۷ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا ۲۱۸

ضروری وضاحت

محدثات کے تذکرہ میں ایک خاص مقصد کے تحت صدی کی ترتیب کو رکھا گیا جسکی وجہ سے بعض خواتین کا تذکرہ چھوڑا بھی گیا کہ انکی صدی کا تعین نہ ہو سکا آگے جتنی خواتین کا تذکرہ آئے گا محض خدمات کے حوالہ سے بغیر کسی ترتیب اور رعایت سن وسال تاکہ قاری کی اصل توجہ خدمات کی عظمت پر ہو صدیوں میں خواتین کے باہمی تقابل کمال پر نہ ہو۔

باب ششم

مصنفات و مئولفات

یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ مسلمان مورخین نے تاریخ کو ایک فلسفہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا اور دنیا نے آج جو تاریخ نویسی میں کمال حاصل کیا یہ مسلمانوں کا مرہون منت ہے ورنہ ان سے قبل تو لوگ تاریخ کی تحقیق تو درکنار اسکی حفاظت اور لکھنے تک کے فن سے نا آشناء تھے، مگر یہ بھی ایک افسوسناک پہلو ہے کہ مورخین کی ساری توجہ حکمرانوں کی سازشوں کے تانے بانے کو سمیٹنے اور باہمی سر پھٹولوں کے واقعات واسباب کی تلاش و جمع پر مرکوز رہی جبکہ وہ لوگ جنھوں نے اصل تاریخ بنائی اور وہ اسلامی تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں (یعنی علماء صوفیاء ادیب، اور دیگر فنون کے ماہرین) انکی خدمات کو تاریخ کے صفحات میں محفوظ کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ جسکی وجہ سے لاکھوں لوگوں کا کام قعر گمنامی میں گم ہو گیا اور دنیا ان سے کماحقہ واقف نہ ہو سکی۔

خواتین اسلام کے کارہائے نمایاں بھی اسی بے اعتنائی اور تساہل کا شکار ہوئے ورنہ آج ہمارے پاس یورپ کی اس ہرزہ سرائی کے مقابل (کہ اسلام خواتین پر پردہ فرض کرکے انکا استحصال کرنا چاہتا ہے) انکی علمی خدمات پر مشتمل کتب کا ایک ایسا ذخیرہ لاجواب ہوتا مگر وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا" کے مصداق ہم یورپ کو کیا واقفیت دلاتے خود ہمارے اپنوں اور اپنی ماؤں بہنوں کو بھی اس بات کا پتہ نہیں کہ جب یورپ حمام میں غسل کرنے پر سزائیں دیا کرتا تھا اور سائنسی ایجادات تو درکنار پڑھنا لکھنا بھی یورپ کے پادریوں کے علاوہ کسی کو نہ آتا تھا اس وقت عالم اسلام میں مسلمان مرد اور عورتیں نہ صرف کتب تصنیف کر رہی تھیں بلکہ مدارس قائم کرکے تعلیم دیا کرتی تھیں سائنسی علوم کی درس گاہوں میں فلکیات کا مطالعہ کیا کرتی تھیں اور ایک وقت میں ایک خاتون کئی کئی علوم کی ماہر ہوتی تھی۔

تاریخ کے صفحات ایسی خواتین کے تذکروں سے خالی نہیں کہیں کہیں کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی پر مواد مل جاتا ہے تو وہ ہم جیسے متاخرین کے لئے ماخذ کا کام دے جاتا ہے چنانچہ آنے والے صفحات سے آپ اس بات کا بخوبی اندازہ کر سکیں۔

فاطمہ نیشاپوریہ

یہ خاتون حضرت بایزید بسطامیؒ کی معاصر تھیں اور طریقت میں نہایت راسخ القدم تھیں حتیٰ کہ حضرت بایزید کا ارشاد ہے کہ تمام عمر میں ایک مرد ذوالنون مصری اور ایک عورت فاطمہ نیشاپوریہ کو دیکھا ہے۔ تصوف میں بایں فضل و کمال یہ خاتون علم دین میں بھی نہایت بلند پایہ تھیں چنانچہ انہوں نے یادگار کے طور پر قرآن کریم کی ایک تفسیر چھوڑی ۲۱۹

شریفتہ الدھماء

یہ خاتون آٹھویں صدی ہجری سے متعلق تھیں انکے والد کا نام یحییٰ بن المرتضیٰ تھا یہ اپنے بھائی کی شاگرد تھیں جو الامام المہدی احمد بن یحییٰ کے نام سے معروف تھے۔ یمن کی رہنے والی تھیں اور (ثلا) مقام رہائش کا نام تھا۔

اس خاتون نے کئی کتب یادگار چھوڑیں جنمیں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

شرح الازھار (فقہ زیدیہ میں) چار جلد، شرح منظومتہ الکوفی (درفقہ و فرائض) شرح مختصرا لمنتہیٰ۔

علاوہ تصنیف و تالیف کے بے شمار طلبہ کو بھی انہوں نے پڑھایا۔ انکی شادی محمد بن ابوالفضائل نامی شخص سے ہوئی۔ یوں یہ اپنے وقت کی مصنفہ و مدرسہ مشہیرہ ۷۸۳ھ کو عالم بقاء کو سدھار گئی ۲۲۰

عائشہ بنت عبداللہ بن احمد بن عبداللہ الطبری

یہ خاتون احمد بن عبداللہ الطبری کی پوتی تھیں اور اپنے وقت کی مشہور محدثات میں سے تھیں تدریس حدیث کے علاوہ انہیں تصنیف و تالیف سے بھی شغف تھا چنانچہ انہوں نے اپنے دادا کے حالات زندگی پر مشتمل تاریخ کی کتاب یادگار چھوڑی۔

ان سے علم حدیث کی روایت لینے والوں میں حامد بن ظہیرہ بھی شامل تھے ۲۲۱

عائشہ بنت یوسف بن احمد بن ناصرالدین الباعونیہ

یہ خاتون علم وہنر کے ساتھ شعر و ادب کی بھی ماہرہ تھیں اور طبقہ صوفیاء سے تھیں۔ انہوں نے زیادہ تر علوم سید جلیل اسماعیل خوارزمی اور یحیٰی ارموی سے حاصل کئے تکمیل قاہرہ سے کی۔ انہوں نے علوم و فنون میں اتنی مہارت بہم پہنچائی کہ تدریس وافتاء کی باقاعدہ اجازت حاصل کی۔ مستزاد یہ کہ انہیں علوم میں مہارت کے ساتھ فن تصنیف و تالیف میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا چنانچہ انکے رشحات قلم کے طور پر کتب ذیل یادگار ہیں فیض الفضل، الملامح الشریفہ فی اثار اللطیفہ، الارجوزۃ المورد الذھبی فی مولدالنبی، مولدالنبی للباعونیہ، الفتح الحقی فی منح التلقی (فی التصوف) درالفائص فی بحرالمعجزات و الخصائص، الاشارات الحفیہ فی منازل العلیہ (یہ منازل السائر نامی کتاب کی تلخیص تھی جو علامہ ہروی کی تصنیف تھی، علاوہ ازیں علامہ سخاوی کی کتاب القول البدیع فی الصلواۃ علی الحبیب الشفیع کی بھی تلخیص کی۔ انکی وفات ۹۲۴ھ میں ہوئی۔ ۲۲۳

عروضہ مولاۃ عبدالرحمٰن بن ھلیون الکاتب

یہ اندلس کی ایک خاتون تھیں جو تن بتقدیر لونڈی تھیں مگر انہوں نے غلامی کی زنجیروں کو سد راہ نہیں بننے دیا بلکہ اپنے مولا سے ہی نحو، لغت، اور عروض کے علوم حاصل کئے اور ان علوم میں مہارت بہم پہنچانے میں کامیاب ہو گئیں۔ انہوں نے اپنی مہارت کا ثبوت یوں دیا کہ الکامل للمبرد اور النوادر للقالی کو نہ صرف زبانی یاد کیا بلکہ انکی شرحیں بھی لکھیں۔ انکی وفات ۵۴۰ ھ میں وانیہ میں ہوئی ۲۲۳

فاطمہ

انکے متعلق کتب میں کوئی اور تعارف نہیں ملتا بس نام ہی کافی سمجھا گیا ہے اور انکے متعلق ہر تذکرہ نگار نے لکھا ہے کہ یہ علم و فضل میں سربر آور دہ روزگار بھی تھیں اور تصنیف و تالیف کی بھی ماہرہ تھیں، چنانچہ ایک تذکرہ نگار عمر رضا کحالہ کے الفاظ یہ ہیں۔

الفت عدۃ مئولفات علمیہ فکان لہا احسن وقع لدی ارباب العلم والمعارف

ترجمہ۔ انہوں نے متعدد تالیفات علمیہ یادگار چھوڑیں اور انہیں اہل علم و دانش کے ہاں بلند مقام حاصل تھا ۲۲۴

فاطمہ بنت محمد بن احمد السمرقندی

انکا تذکرہ محدث خواتین کی ذیل میں بطور محدثہ ہو چکا ہے مگر یہ اتنی ہمہ جہت شخصیت رکھتی تھیں کہ ان کو کسی ایک فن کے ماہروں میں لکھنا دشوار ہو جاتا ہے چنانچہ علم حدیث کے ساتھ فقہ میں اپنے زمانہ میں بیمثال شمار کی جاتی تھیں۔ فن کتابت میں ائمہ کی صف میں تھیں اور امور سلطنت کا اتنا شعور تھا کہ بادشاہ ان سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ تعلیم کے بعد تدریس کو پیشہ بنایا اور طلبہ کی بہت بڑی تعداد ان سے فیض یاب ہوئی۔

یہ خاتون ایک عدم النظیر فقیہ کی بیٹی اور عظیم ترین فقیہ کی بیوی تھیں اور خود اس پائے کی فقیہہ تھیں کہ انکے خاوند علامہ کاسانی اگر فتوی دیتے ہوئے خلاف اولی مسلک اختیار کرتے تو یہ اس سے اختلاف کرتیں اور دلائل سے اپنے موقف کی ترجیح بھی واضح کر دیتیں جسکی وجہ سے علامہ کاسانی جیسے فقیہ کو اپنی رائے سے دستبردار ہونا پڑتا۔ انکی مہارت فی الفقہ کا یہ عالم تھا کہ جب تک والد کے گھر رہیں تو فتوی پر والد کے ساتھ خود اس خاتون کے دستخط بھی ہوتے تھے اور شادی کے بعد والد اور خاوند کے ساتھ انکے دستخطوں کا اہتمام بھی کیا جانے لگا گویا کہ انکی توثیق کو دونوں فقیہ اور عوام الناس لازم سمجھتے تھے۔ صائب الرائے ایسی تھیں کہ سلطان نورالدین شہید متوفی ۶۴۹ء ان سے بعض امور سلطنت میں مشورہ لیا کرتا تھا اور بعض فقہی مسائل پر فتویٰ بھی انہی کا قبول کرتا اور جوابی انعام و کرام سے بھی نوازتا۔

انکی شادی کا قصہ بھی عجیب ہے جو یوں ہے کہ علامہ کاسانی انکے والد کے پاس پڑھنے کے لئے آئے کچھ عرصہ انہوں نے درس لیا اور پھر اتنی استعداد بہم پہنچائی کہ دوران طالب علمی محمد بن احمد ثمرقندی کی کتاب تحفہ کی شرح لکھ ڈالی علامہ ثمرقندی کو

یہ شرح بہت پسند آئی لہٰذا انہوں نے خوش ہو کر اپنی حسین و جمیل اور علم و فضل کی شہسوار صاحبزادی انکے عقد میں دے دی۔ چنانچہ اس عہد کے فقہاء کہا کرتے تھے شرح تحفتہ و زوج ابنتہ

یہ خاتون اس اعتبار سے حیرت انگیز تھیں کہ اتنی خوبیاں جمع کر کے بھی ان پر قانع نہ تھیں جس کا ثبوت یہ کہ تدریس افتاء امور مملکت کی مشاورت کی گونا گوں مصروفیات کے باوجود بھی کئی کتب فقہ اور حدیث پر تالیف کر ڈالیں جن سے علماء زمانہ نے بھرپور استفادہ کیا اور خراج تحسین بھی پیش کیا ۲۲۶

فیروزہ بنت مظفر

یہ ماہر حدیث عالمہ تھیں انکی اجازات بہت بلند پایہ تھیں' انہوں نے علم حدیث کا جہاں درس دیا وہاں اپنی مہارت فی الحدیث کا ثبوت کتاب الاربعین روایت الصالحات عن الصالحین لکھ کر بہم پہنچایا۔ انکی وفات ۷۴۰ھ میں ہوئی ۲۲۷

مریم بنت احمد بن ابراہیم الاوزاعی

یہ بھی ایک محدثہ تھیں انکی پیدائش ۷۱۹ھ میں ہوئی اور اپنے دور کے عظیم محدثین مثلاً علی الوانی' ابوایوب دبوسی' حافظ قطب الدین حلبی' ناصر الدین سمعون سے حدیث کی تعلیم حاصل کی اور علامہ ابن حجر ایسے نابغہ عصر کو کئی کتب پڑھا کر غیرفانی ہو گئیں۔ انہوں نے اپنے حالات زندگی پر ایک کتاب کی تحریر کی ۲۲۸

بنت الکینزی

ان کا رجحان زبان و ادب کی طرف زیادہ تھا بناء برایں انہوں نے نحو اور لغت میں کمال حاصل کیا۔ اور پھر اس فن میں کئی کتب تحریر کر ڈالیں جو قبولیت عامہ سے سرفراز ہوئیں ۲۲۹

قمر

اس خاتون کا صرف نام ملتا ہے نسب کے بارہ میں جملہ مورخین خاموش ہیں البتہ

اس بات کا سبھی اعتراف کرتے ہیں کہ یہ علم و کمال کے بلند مرتبہ پر فائز تھیں چنانچہ انہوں نے عقائد اسلامیہ پر ایک شاندار کتاب تحریر کی جو قرآن و حدیث ' هفوات فلاسفہ اور دلائل فرق باطلہ پر اطلاع کے بغیر ناممکن ہے اسی سے انکے علم کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے آستانہ نامی علاقہ کی باشندہ تھیں ۲۳۰

حضرت زینب المکیہ

یہ خاتون ایک لائق و فائق خاتون شمار ہوتی تھیں یوں تو فضل و کمال رکھتی تھیں مگر خاص میدان علم فقہ تھا جس میں انہوں نے جملہ مذاہب فقہ پر عبور حاصل کر رکھا تھا چنانچہ ۱۲۲۰ھ میں انہوں نے مناسک حج بمطابق مذاہب اربعہ پر سات اجزاء پر مشتمل ایک کتاب لکھی جسے دیکھ کر حمزہ فتح اللہ نے بہت تعریف کی ۲۳۱

حضرت ام الھناء بنت قاضی محمد عبدالحق بن عطیہ

اپنے والد سے علوم متداولہ حاصل کئے۔ فطرتاً طباع تھیں لہٰذا کچھ کمالات از خود حاصل ہو گئے مثلاً یہ کہ قادرالکلام شاعرہ تھیں جسکا ایک نمونہ تذکرہ نگاروں نے یوں تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے والد کا وطن سے باہر بطور قاضی تبادلہ ہوا خاتون ممدوحہ جن کو وطن سے شدید محبت تھی فراق وطن میں روتی جاتی تھیں اور یہ اشعار پڑھتی جاتی تھیں۔

جاء الکتاب من الحبیب بانہ — سیزورنی فاستعبرت اجفانی
غلب السرور علی حتی انہ — من عظم ماقد سرنی ابکانی
یاعین صار الدمع عندک عادۃ — تبکین فی فرح وفی احزان
فاستقبلی بالبشر یوم لقائہ — ودعی الدموع لیلۃ الھجران

ترجمہ۔ دوست کا خط آیا ہے کہ وہ مجھے ملنے آرہا ہے تو میری پلکوں سے آنسو بہہ نکلے مجھ پر خوشی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ بے پناہ خوشی نے مجھے رلادیا۔

اے آنکھ رونا تو تیرا معمول ہے کہ تو خوشی اور غم دونوں موقعوں پر روتی ہے پس محبوب سے یوم وصال کی فی الوقت تو خوش خبری وصول کر اور آنسو فرقت

کی رات کیلئے رکھ چھوڑ

اس خاتون نے احوال القبور پر ایک ضخیم کتاب یادگار چھوڑی ۲۳۵

بذل المغنیہ

یہ ایک صاحب کمال فنکارہ تھی حتیٰ کہ اپنے وقت کے سب سے بڑے موسیقی دان ابراہیم بن اسحاق موصلی سے بھی بازی لے گئی تھی جو اس خاتون کے استاد بھی تھے۔ ایک مرتبہ اس نے ایک سر گایا۔ ابراہیم نے اسے سر تسلیم کرنے سے انکار کردیا تو بذل نے فی الفور تین سر اسی طرح کے اور گائے اور بادشاہ سے کہا ان سے پوچھئے یہ کس کے گائے ہوئے سر ہیں تو ابراہیم نے لاعلمی کا اظہار کیا جس پر بذل نے کہا کہ یہ سر آپ کے والد کے گائے ہوئے ہیں جو میں نے خود ان سے سیکھے تھے تو جو شخص اپنے باپ کے سر نہیں جانتا وہ موسیقی میں اور کیا جانتا ہے۔

یہ اس پائے کی ماہر موسیقی تھی کہ جعفر بن محمد الھادی نے اسے اپنے چچا زاد محمد الامین بن ہارون الرشید سے پہلے مفت ھبہ کرنے کا مطالبہ کیا انکار پر منہ مانگی قیمت دینے کی پیش کش کی مگر وہ پھر بھی تیار نہ ہوا تو جعفر نے اسے ایک لمبے منصوبے کے ذریعہ اغواء کرالیا اور پھر ایک لاکھ درہم میں خرید لیا۔

یہ خاتون نہ صرف سر اور تال کی ادائیگی کی ماہر تھی بلکہ یہ علم موسیقی پر مکمل عبور رکھتی تھی جس کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ دربار خلافت کے ساتھ ایک مغنیہ کی حیثیت سے وابستگی کی مصروفیات کے باوجود اس نے علم موسیقی پر ایک کتاب لکھی جس میں چودہ ہزار سروں سے بحث کی گئی تھی ۲۳۶

دنانیر امتہ یحیٰی بن خالد البرمکی

یہ ایک چینی لڑکی تھی۔ شعر و ادب اور غناء میں اپنی مثال آپ تھی۔ اس کمال کی مغنیہ تھی کہ ایک مرتبہ ہارون الرشید نے ترنگ میں اسے تیس ہزار دینار مالیت کا

ہار عطیہ دیا۔ زبیدہ یہ سمجھی کہ ہارون اس سے شادی کا خواہاں ہے اس نے ہارون کی خاندانی بزرگوں کے سامنے پیشی کروادی ہارون نے کہا کہ زبیدہ کا خیال غلط ہے میں اس کے فن سے دلچسپی رکھتا ہوں، پھر اس نے خاندانی بزرگوں کو دعوت دی کہ اس کا گانا سنیں اگر یہ ہار کی مستحق نہ ہوئی تو مجھے جو چاہیں سزا دیں ورنہ مجھے معذور سمجھیں۔ یحییٰ کے ہاں محفل میں گانا سنا گیا جس پر سب نے اس کے استحقاق کو تسلیم کیا اور زبیدہ کو آگاہ کیا جس نے بدگمانی کرنے پر ہارون کو کچھ غلام عطیہ دیئے۔

یہ ابراہیم موصلی کی شاگرد تھی اسی کی طرز پر گاتی تھی ایک دفعہ اس نے ایک سر ایجاد کیا استاد کو اس میں اصلاح کی تجویز کیلئے بلایا مگر تین دفعہ سننے کے باوجود کوئی خامی نہ پاکر اس نے یہ تاریخی جملہ کہا "جب تک دنانیر موجود ہے، ابراہیم کی لوگوں کو کمی محسوس نہیں ہوگی" اس نے یحییٰ کے قتل کے بعد ہارون سے سزا تو قبول کرلی مگر گانا قبول نہیں کیا اور پھر کبھی نہیں گایا، اس کا یادگار کارنامہ علم موسیقی میں "کتاب المجرد للاغانی" ہے۔ یہ غیر شادی شدہ رہی ۲۳۷

زبیدۃ القسطنطنیہ

یہ اسعد بن اسماعیل کی لخت جگر تھیں جو دولت عثمانیہ کے شیخ الاسلام اور مفتی الدولہ تھے یہ خاتون بارہویں صدی ہجری کے مشہور ادیبوں میں سے تھیں مروجہ علوم و فنون کی ماہر، فارسی اور ترکی کی قادر الکلام شاعرہ تھیں، اپنے دور میں بادشاہوں اور امراء کے قصیدے کہا کرتی تھیں اور مقبول عام تھیں ان کی یادگار انکا ایک دیوان ہے جو دو زبانوں میں تصنیف کیا گیا ہے وفات ۱۱۹۶ھ میں ہوئی ۲۳۸

زینب بنت عثمان بن محمد

یہ افاضل زمانہ میں سے تھیں علوم سنت خاص میدان مہارت تھا اور اپنے دور کے بڑے بڑے علماء سے اکتساب فیض کیا تھا مثلاً ابن النجار اور خود ان سے استفادہ کرنے والوں میں علامہ ابن حجر ایسا عظیم محدث بھی شامل تھا۔ نہ صرف یہ کہ انہوں

نے علوم حدیث کی تدریس میں نام کمایا بلکہ فقہ اور حدیث پر کئی کتب تحریر کیں جنہوں نے علماء عصر سے شاندار خراج تحسین وصول کیا۔ ان کی وفات ۸۰۰ھ میں ہوئی ۲۳۹

شہدہ بنت ابو انصر احمد بن ابو الفرج البغدادیہ

ان کا تذکرہ محدثین میں ہو چکا ہے اور بنیادی طور پر انہوں نے زیادہ کام کیا بھی علم حدیث پر ہے مگر جاتے جاتے میدان تصنیف کی طرف بھی انکا رہوار جانکلا اور یوں انہیں طبقہ مصنفات میں بھی شامل کرنا پڑا چنانچہ علم حدیث میں ان کے اجازات ایسے تھے جو کبھی قبل ازیں کسی کو حاصل نہ تھے جسکا اندازہ یوں کیجئے کہ ان کے اساتذہ میں ابوالخطاب طبرانی اور فخر الاسلام کاشانی بھی شامل تھے۔ اس خاتون نے فقہ، حدیث، توحید (کلام) اور دیگر علوم میں کئی رسائیل تصنیف کئے جو مقبول عام ہوئے ۲۴۰

عائشہ عصمت بنت اسماعیل پاشا

یہ خاتون اسمائیل پاشا تیمور والئی مصر کی صاحبزادی تھیں ان کی والدہ جر کیہ خاتون تھیں جن کی ہاں یہ ۱۲۵۶ھ کو پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ انہیں کچھاور سکھانا چاہتی تھیں مگر ان کے مقدر میں ادب کے میدان میں عالمی شہرت حاصل کرنا تھا جس کے اسباب یوں پیدا ہوئے کہ ماں بیٹی کی کشمکش کی خبر کسی طرح ان کے والد کو ہوگئی جنہوں نے مداخلت کر کے بیٹی کیلئے اس کے ذوق کی تعلیم حاصل کرنے کا بندوبست کر دیا جس کے نتیجہ میں دو استاد ابراہیم آفندی مؤنس (کتاب و سنت فقہ کی تعلیم کیلئے) اور خلیل آفندی رجائی صرف، فارسی کیلئے مقرر ہوئے اور انہوں نے تعلیم حاصل کرنا شروع کردی پھر ان کا رجحان ادب کی طرف دیکھ کر والد نے عروض پڑھانے کیلئے بھی ایک استاد مقرر کردیا۔ اور یوں یہ سخن فہم، سخن شناس بن گئیں۔ ابھی تعلیم عروض غیر مکمل تھی کہ ان کی شادی محمود بک استانبولی سے ہوگئی۔ پھر یہ گھر داری میں ایسی

مصروف ہوئیں کہ انہیں سارا ادب بھول گیا تا آنکہ ان کی صاحبزادی توحیدہ نے جوان ہو کر گھر سنبھالا تو انہیں اپنے ذوق کی تکمیل کا سامان میسر آگیا۔ انہوں نے عروض کی تکمیل کیلئے دو استانیاں ملازم رکھ لیں اس کو مکمل کیا اور پھر لمبے لمبے قصیدے لکھنا شروع کردیئے، جس کے نتیجہ میں انہوں نے ایک فارسی دیوان کے علاوہ جس کا نام معلوم نہ ہوسکا دو دیوان اور بھی یادگار چھوڑے ایک عربی بنام (حلیتہ الطراز) اور ایک ترکی (شکوفہ) اسی اثناء میں ان کی صاحبزادی کا انتقال ہوگیا جس کی بناء پر یہ سات برس تک اتنا روئیں کہ بینائی ضائع ہو جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا بڑی مشکل سے سنبھل پائیں مگر مذکورہ بالا کتب نے انہیں عالمگیر شہرت کا حامل بنادیا تھا لہٰذا انہوں نے جب ایک اور کتاب نتائج الاحوال کے نام سے لکھی تو اسے بھی زبردست پذیرائی حاصل ہوئی، تمام قابل ذکر علماء اور ادیبوں نے اس پر تقاریظ لکھیں، یہ خاتون اپنے مضامین کی حد تک آزادی نسواں کی حامی ہیں ۲۴۱

کریمہ بنت محمد بن حاتم المروزیہ

یہ خاتون مکہ کی مجاور تھیں انہوں نے کشمیھنی سے بخاری کو روایت کیا اور یہ روایت بخاری کی صحیح ترین روایات میں سے ہے انکی ایک روایت ظاہر سرخسی سے بھی ہے یہ خاتون کئی کتب حدیث کی مصنفہ تھیں یہ اپنی لکھی ہوئی کتب کا موازنہ اپنے لکھے ہوئے نسخوں کے ساتھ کیا کرتی تھیں، یہ مرجع العلماء تھیں اور ایک ہی مجلس میں طلبہ کے ساتھ ماہر علوم علماء موجود رہا کرتے تھے ہر ایک کے شایان شان گفتگو کرتی تھیں گویا کہ کلم الناس علی قدر عقو لھم کا بہترین شہکار تھیں زیادہ رجحان طبع علم حدیث کی طرف تھا۔ انہوں نے ساری زندگی تجرد میں گذار دی ۲۴۲

فاطمہ

یہ صاحب علم و رائے اور ماہر ادب خاتون تھیں استانہ کی باسی اور کئی مقبول کتب کی مصنفہ تھیں ۲۴۳

فاطمہ الرومیہ

یہ خاتون ال حسن جان میں سے تھیں اور قادر الکلام شاعرہ تھیں جس کا ثبوت یہ کہ انہوں نے اپنی یادگار ترکی اشعار کا ایک دیوان چھوڑا ۱۱۲۲ھ کو یکشمھو میں فوت ہوئیں ۲۴۴

فطنت بنت احمد پاشا

یہ خاتون طرابزونہ میں پیدا ہوئیں۔ انکے والد تیرھویں ہجری کے وسط میں اس علاقہ کے گورنر تھے۔ انکی ابتدائی تعلیم حافظ آفندی کے مکتب سے ہوئی جسمیں قرآت' ترکی ' فارسی کا سبق حاصل کیا۔ کچھ عرصہ بعد انکے والد کا تبادلہ اولی ہو گیا تو انہوں نے وہاں بھی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور مختلف علوم کے اساتذہ انہیں گھر پر تعلیم دیتے یہاں آکر انہوں نے اپنے علوم میں علم عروض کا اضافہ کیا اور پھر تاحیات قلم و قرطاس سے انکار رابطہ رہا کئی مقالات لکھے اور ترکی میں کئی کتب یادگار چھوڑیں جبکہ بڑی تعداد میں اشعار بھی انکی یادگار ہیں ۲۴۵

ذیغو خانم

ترکی النسل یہ خاتون ترکی زبان کی بہت بڑی ادیبہ شمار کی جاتی ہیں نہ صرف ترکی زبان پر انہیں عبور تھا بلکہ عربی' فارسی' فرانسیسی یونانی زبانوں کی بھی ماہر تھیں۔ انہیں ادبی موضوعات پر لکھنے کا شوق تھا جسکے نتیجہ میں انکی چار کتب ادبی موضوعات پر موجود ہیں ۲۴۶

سلمٰی محمصانی المومنہ

یہ خاتون کاتبہ' ادیبہ اور کئی خواتین تنظیموں کی بانی تھیں ۱۹۵۸ء میں فوت ہوئیں اور دو کتب مع الحیات (کہانیاں) نفثات یادگار چھوڑیں ۲۴۷

علیہ بنت جودت پاشا

یہ خاتون بہت سی کتب کی مصنفہ تھیں جنمیں سے ایک کتاب رد المراۃ المسلمہ

تھی یہ خاتون عربی اور فرانسیسی کا درس بھی دیا کرتی تھی ۲۴۸

مریم بنت جبریل

۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئیں، عربی، انگریزی، تاریخ، حساب، جغرافیہ وغیرہ علوم حاصل کئے انہوں نے "معرب الحسناء فی تراجم مشاهیرالنساء" کے نام سے خواتین پر کتاب لکھنا شروع کی فوت شدہ خواتین کا تذکرہ لکھا باحیات خواتین کے تذکرہ سے قبل فوت ہو گئیں اور اپنی کتاب کی تکمیل کے لئے اپنی سہیلی نسیم نوفل کو وصیت کر گئیں ۲۴۹

فاطمہ بنت جودت پاشا

یہ خاتون درحقیقت ایک شہکار تھی کہ بیک وقت علم توحید، علم کلام، منطق، ہندسہ، موسیقی کی ماہر ہونے کے ساتھ ماہر السنہ بھی تھی، کہ انہوں نے فرانسیسی کتاب کا ترکی میں ترجمہ کیا جسکا نام "حرام" رکھا کچھ انگریز خواتین کے ساتھ اسلام میں عورت کے مقام پر تحریری گفتگو ہوتی رہی جسے انہوں نے "نساء اسلام" کے نام سے تحریر کیا۔ محاضرات کے نام سے ایک اور کتاب تاریخ پر چھوڑی جسمیں عثمانیوں کے عہد پر بحث کی گئی تھی ۲۵۰

فطنت بنت جودت پاشا

یہ خاتون دیگر بہنوں کی طرح تعلیم یافتہ اور باصلاحیت تھیں چنانچہ انہوں نے ادب و شعر میں نام پیدا کیا حافظ آفندی اور ارملی کی شاگرد تھیں اور انہوں نے ادبی موضوعات پر کئی کتب یادگار چھوڑیں ۲۵۱

امتہ اللہ

استنبول کی باسی یہ خاتون ادب اور الٰہیات کی ماہر تھیں ۱۰۵۲ھ کے قریب پیدا ہوئیں سلطان محمد خان رابع کی ہمعصر تھیں والد کا نام قاضی زادہ تھا۔ ۱۱۱۵ھ میں انتقال ہوا انہوں نے ترکی زبان میں شاعری کی اور "صدقی امتہ" کے نام سے دیوان مرتب کیا ۲۵۲

مریم بنت احمد

یہ خاتون ۷۱۹ ھ میں پیدا ہوئیں اور ۸۰۵ ھ میں وصال کر گئیں انہوں نے اپنے دادا سے جو قاضی القضاۃ تھے علم حدیث حاصل کیا اور خاندانی علمی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنی روایت کردہ احادیث کو ایک جلد میں بطور معجم مرتب کیا۔ انکا تعلیم و تدریس کا وسیع سلسلہ جاری تھا اور حدیث کی بعض اسناد ایسی تھیں کہ انکی یہ آخری روایت کرنے والی تھیں ۲۵۳

سلطانہ رضیہ

یہ الحکم اندلسی خلیفہ کی بہن تھیں۔ تاریخ اور جغرافیہ میں ید طولی رکھتی تھیں جنمیں انہوں نے کئی کتب یادگار چھوڑ دیں۔

عائشہ خاص

خلیفہ عبدالرحمٰن کی مصاحب تھی۔ خوش نویس' ماہر موسیقی ہونے کے علاوہ علوم و فنون سے بھی واقف تھی چنانچہ اس نے سنسکرت اور یونانی کی کئی کتابوں کا ترجمہ کیا کئی کتب خود تصنیف کیں۔

سلطانہ صبعہ

یہ الحکم کی بیوی تھی مصنفہ مترجمہ اور واعظہ تھی اسکی بہنیں اور یہ خود نباتات و اشجار کے علم کی ماہر تھیں

فاطمہ بنت محمود

یہ خاتون مصر میں ۸۵۵ ھ میں پیدا ہوئیں اور مصر کی ایک بڑی شاعرہ بنیں۔ اکتساب علوم قاہرہ میں ہی کیا "سبقتہ" کے تخلص سے انہوں نے شاعری کی۔ انکی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی محمد بن طنبغا ناصری سے اور دوسری العلاء علی بن محمد بن بیبرس سے۔ انہوں نے اپنے زندگی کا کافی حصہ مکہ مکرمہ میں گذارا انہوں نے اپنا کلام کراریس نامی مجموعہ میں مرتب کیا انکی وفات ۹۶۱ ھ میں ہوئی ۲۵۴

ملک صنفی ناصف

یہ خاتون مصنفہ تھیں حقوق نسواں کی معتدل المزاج علمبرداروں میں سے تھیں انہوں نے بے شمار مقالے لکھے اور خطبات دیے جو النسائیات کے عنوان سے شائع ہوئے علاوہ ازیں حقوق النساء نامی کتاب لکھی جو چھپ نہیں سکی۔ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے حالات زندگی نظم میں لکھنا شروع کئے ابھی صرف ۸۰ اشعار لکھ پائی تھیں کہ موت نے آلیا ۲۵۵

زینب بنت علی بن حسین فواز

انیسویں صدی عیسوی کی مصری عالمہ خاتون تھیں جو بیک وقت ادیبہ ' شاعرہ' مصنفہ اور حقوق نسواں کی انتہاء پسند علمبردار تھیں۔ جس کے لئے انہوں نے کئی ایک طویل مقالہ جات تحریر کئے جو مختلف اخبارات و جرائد کی زینت بنے بقول عمر رضا کحالہ عمدگی میں اس کمال کو پہنچے ہوئے تھے کہ

نشرت زینب مقالات شائقہ فی الصحف والمجلات تدل علی تضلعهافی العلوم الاد

بعد میں یہ مقالات' "مقالات زینبیہ" کے نام سے شائع ہوئے۔ علاوہ ازیں انہوں نے کئی مستقل تصانیف بھی یادگار چھوڑیں جو یہ ہیں۔ **الدرالمنشور فی طبقات ربات الخدور**

مشہور خواتین کے تذکرہ پر مشتمل ۵۵۲ صفحات کی کتاب ہے۔

مدارک الکمال فی طبقات الرجال' الجوهرا لیفصیف فی ماثرملک عبدالحمید۔

اس خاتون نے ایک بھرپور علمی زندگی گذار کر ۱۹۱۶ء میں وفات پائی ۲۵۶

عجیتہ الباقداریہ

اس خاتون کا ذکر محدثات کے ضمن میں آچکا ہے مگر دوبارہ انکا ذکر صرف اس وجہ سے کیا جا رہا ہے کہ یہ خاتون نہ صرف روایت حدیث اور درس حدیث میں

ید طولیٰ رکھتی تھیں بلکہ انہوں نے اپنے شیوخ کے حالات اور ان سے سماع کردہ احادیث پر مشتمل ایک کتاب لکھی جو دس ضخیم جلدوں پر مشتمل تھی اس اعتبار سے یہ طبقہ مصنفین میں بھی مقام رفیع کی حامل تھیں ۲۵۷

فاطمہ بنت محمد الاصفہانیہ

اس خاتون کو وعظ و تبلیغ کا ملکہ و شوق تھا اور یہ اپنے دور کی مقبول القول واعظہ شمار ہوتی تھیں اور سینکڑوں کی تعداد میں خواتین انکے حلقہ وعظ میں شامل ہوتی تھیں علاوہ ازیں انہیں تصنیف و تالیف کا بھی سلیقہ حاصل تھا اور انہوں نے الرموز من الکنوز نامی کتاب لکھی جسکی پانچ جلدیں تھیں ۲۵۸

ہندوستان کی صاحب تصنیف خواتین

گلبدن بیگم

یہ شہنشاہ بابر کی بیٹی اور ہمایوں کی سوتیلی بہن تھی۔ اعلیٰ تعلیم و تربیت کی بناء پر یہ اس قابل ہو گئی تھی کہ قلم و قرطاس کا رشتہ قائم کر سکے چنانچہ اس نے اپنے والد اور بھائی کی خانگی زندگی پر محیط اور انکے کارہا نمایاں کا مجموعہ "ہمایوں نامہ" مرتب کیا۔ جسے ایک انگریز خاتون نے شائع کیا ہے یہ کتاب مستند تاریخوں میں شمار ہوئی گلبدن بیگم کی پیدائش ۱۵۳۲ء میں ہوئی اور ۱۶۰۲ء میں وفات ہوئی

نجستہ سلطانہ

حیدر آباد دکن کی یہ خاتون کئی زبانوں پر عبور رکھتی تھی خاص جولانی طبع کا میدان تاریخ تھا چنانچہ انہوں نے دیگر کئی کتب تصنیف کرنے کے ساتھ تاریخ تیموریہ نہایت بلند پایہ کتاب لکھی ۲۵۹

زیب النساء مخفی

سلطان اورنگزیب کی صاحب علم و ہنر دختر تھیں ۱۰۴۸ھ میں پیدا ہوئی۔ پینسٹھ برس کی عمر پائی مگر زندگی بھر شادی نہیں کی۔ تعلیم فنون ملاجیون اور شاعری کی اصلاح ملا محمد سعید اشرف اصفہانی سے لی۔ اورنگزیب بلند پایہ انشاء پرداز شمار ہوتا ہے مگر محققین زیب النساء کو بھی انشاء پردازی میں اس سے کم مرتبہ نہیں دیتے۔ یہ مخفی تخلص کرتی تھیں۔ اور بلند پایہ اور پرگو شاعرہ شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک دیوان "دیوان مخفی" کے نام سے اسکی طرف منسوب ہے جسکے انتساب میں محققین کو اختلاف ہے۔ اسے تصوف سے بھی لگاؤ تھا اور عبادت و ریاضت بھی بہت کرتی تھی۔ اس نے متعدد کتب یادگار چھوڑیں۔ جنمیں سے تصوف میں مونس الارواح' اور تفسیر میں زیب التفاسیر قابل ذکر ہیں۔ اس کی طرف کچھ ہزلیات اور قصہ ہاء محبت بھی منسوب ہیں جو سب غلط ہیں۔ یہ اپنے باپ کی حیات میں ہی ۱۱۱۲ھ میں وفات پا گئیں۔ ۲۶۰

بی بی سعیدہ

۱۳۱۳ھ کو وفات پانے والی یہ خاتون پھلواری کے خاندان سے تھیں حضرت وجیہ الحق ابدال کی صاحبزادی اور شاہ محمد ظہور الحسن مجیبی کی اہلیہ تھیں کتب درسیہ والد ماجد سے پڑھیں اور شادی کے بعد قرآن کریم حفظ کیا۔ انہوں نے کئی مسائل پر متعدد رسائل تحریر کئے مگر وہ دستیاب نہیں ہوئے۔ ۲۶۱

بی بی نصیبہ

یہ بھی پھلواری خاندان کی ایک اور خاتون تھیں انکا اور بی بی سعیدہ کا سال وفات ایک ہی ہے یہ شاہ محمد مخدوم کی اہلیہ تھیں انکی خاص خدمت یہ ہے کہ انہوں مسائل شرعیہ کو خواتین کے لئے اردو کا جامہ پہنایا اور کئی رسائل تحریر کئے۔

بی بی صالحہ (مترجمہ کتب)

تصنیف اگرچہ ایک امر مشکل ہے کہ اپنے خیالات کو لفظوں کا جامہ پہنانا معمولی بات نہیں مگر ترجمہ اس سے دشوار تر معاملہ اس معنی میں ہے کہ دوسرے کے خیال کو ایسا جامہ پہنانا کہ وہ اسکی مراد کا ترجمان بن جائے یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں مگر زیر تحریر خاتون میں یہ صلاحیت تھی کہ نہ صرف خاتون خانہ ہونے کے باوصف علم کی شہسوار تھیں بلکہ فقہ جیسے ادق اور مشکل فن پر کتب کا کامیابی سے سلیس ترجمہ کیا کرتی تھیں پھر یہ خط نستعلیق میں بھی یکتاء شمار کی جاتی تھیں۔ مذہبی رسائل میں مضامین تحریر کیا کرتی تھیں اور زہد و تقویٰ کی وصف سے بھی متصف تھیں انکی شادی شاہ شرف الدین احمد شاہ آبادی سے ہوئی۔ انکے والد کا نام شاہ فیصل عظیم آبادی تھا ۲۶۲

جہاں آراء بیگم

یہ خاتون شہنشاہ جہانگیر کی پوتی اور شاہ جہاں کی بیٹی تھی اس خاتون نے بھی دیگر

افراد خاندان کی طرح اعلیٰ تربیت حاصل کی تھی چنانچہ اس نے اسی کی بدولت ایک کتاب لکھنے کی صلاحیت حاصل کر لی تھی اور "مونس الارواح" نامی کتاب حضرت سلطان الھند کے حالات میں لکھی اسکی وفات ۱۹۰۲ھ میں ہوئی ۲۶۳

ان خواتین کے علاوہ نصیرالدین ہاشمی نے ذیل کی صاحب تصنیف عورتوں کا تذکرہ کیا ہے۔

طیبہ بیگم اس نے تین کتب لکھیں جنکے نام یہ ہیں۔ انوری بیگم، حشمت اراء اسرار سلطانی۔

جمال النساء بیگم۔

تصوف کی گرویدہ اس خاتون نے "جمال امجد" کے نام سے تصوف پر کتاب تصنیف کی۔

صغریٰ بیگم ہمایوں مرزا

اس خاتون نے تیرہ کتب لکھیں۔

ام الاعظم

اس خاتون نے مارگن شوسر کی کتاب کا "فغان ایران" کے نام سے ترجمہ کیا۔

امتہ القادر

اس خاتون نے "گلزار اولیاء" نامی کتاب لکھی یہ نصیرالدین ہاشمی کی والدہ تھیں۔

امتہ العزیز

اس خاتون نے، فقہ، صرف، نحو، حدیث ایسے مشکل موضوعات پر مشتمل عربی کتب کو اردو کا جامہ پہنایا ۲۶۴

صاحبات دیوان

جہاں خواتین ہند کی ایک بڑی تعداد زیور علم و ہنر سے آراستہ تھی وہاں پر شعرو

شاعری اور زبان کی ماہرات بھی ایک خاصی تعداد تھی اور مزے کی بات یہ کہ پاکیزہ شاعری ہونے کے باوجود نہایت اثر انگیز تھی اور جو تخلص کیا کرتی تھیں وہ بھی انکے پاکیزہ خیالات کے عکاس تھے چنانچہ ایک بڑی تعداد ادیبات میں سے چند صاحبات دیوان شاعرات حسب ذیل تھیں اور مشتے نمونہ از خروارے عقلمندوں کا محاورہ ہے۔

۱۔ زیب النساء مخفی

اورنگزیب کی لڑکی اور طہارت و تقویٰ کی پیکر۔

۲۔ چندہ ماہ لقاء

یہ خاتون مسلکاً شیعہ تھی مگر بہت زیادہ مخیر اپنے مسلک کی ترویج و ترقی کے لئے ایک خطیر عطیہ بھی دیا امام بارگاہ اور کئی دیگر رفاہی ادارے قائم کئے محرم میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو جمع کرکے (حتیٰ کہ سکھ اور ہندو جوگیوں کو بھی) منایا کرتی تھی۔

سلطان بیگم سلطان

یہ بھی صاحبہ دیوان تھیں اور بڑے خوبصورت شعر کہا کرتی تھیں نمونہ کلام یہ ہے

تھی وہ نگاہ یا کوئی ناوک کا تیر تھا
ملتے ہی آنکھ رہ گیا میں کہہ کے ہائے دل

گلشن

عہد شاہ جہانی کی صاحبہ دیوان شاعرہ تھی اس کا دیوان ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں سید غلام مصطفیٰ الہ آبادی سے ضائع ہو گیا۔

شاہ نصیرالدین کالے کی مرید تھین اردو اور فارسی کی قادر الکلام شاعرہ تھیں چنانچہ انہوں نے دونوں زبانوں میں دیوان چھوڑے۔

عابدہ

ریاست رام پور کی شہزادی اس نے اردو شاعری میں دیوان یادگار چھوڑنے کے

علاوہ مثنوی شکار بھی لکھی۔

شمس النساء شرم

لکھنؤ کی باسی حکیم قمرالدین بنارسی کی یہ دختر نیک اختر صاحب دیوان شاعرہ تھی۔ اصلاح خواجہ وزیر سے لیتی تھیں۔ ۱۲۹۰ھ میں فوت ہوئی۔ اسے صنعت ایہام سے لگاؤ تھا۔ اس نے ایک دیوان یادگار چھوڑا جو ۱۲۹۰ھ میں طبع بھی ہوا تھا۔ نمونہ کلام۔

یار اس ناز سے سوتا ہے کھلی آنکھیں ہیں
خواب سے شکل دکھائی مجھے بیداری کی

ضیاء ۔ یہ خاتون لکھنؤ کے حکیم انور علی کی بیوی تھیں انکی قابلیت کا یہ عالم تھا کہ بیک وقت، اردو، فارسی، عربی میں اشعار کہا کرتی تھیں اور شعر بھی یکساں خوبصورت اور بلندی خیال کے پیکر ہوتے تھے مثلاً انکا ایک شعر ہے۔

میں ہوں وہ ننگ خاک کہ کہتی ہے مجھکو خاک
اسکو بناکے کیوں میری مٹی خراب کی

انہوں نے ایک دیوان مرتب کیا تھا ۲۶۵

یہ چند خواتین ہندوستان کا تذکرہ تھا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان گھرانوں میں بچیوں کی تعلیم کا باقاعدہ بندوبست تھا مگر کس پیمانے پر یہ انتظام تھا اس کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے سرسید کا ایک اقتباس ملاخط فرمایے کہ اگر گئے گزرے دور میں گھروں میں یوں تعلیم و تعلم کا چرچا تھا تو دور عروج میں کیا رہا ہو گا۔

سرسید ایک سپاس نامہ میں رقم طراز ہیں میری والدہ اور خالائیں سب لکھنا پڑھنا جانتی تھیں بعض تو فارسی پڑھ سکتی تھیں حتیٰ کہ میں نے والدہ سے گلستان کے کچھ اسباق پڑھے، ہماری ہمشیراؤں کی تعلیم کا بھی بندوبست کسی رشتہ دار کے گھر کیا جاتا، استانیاں پڑھاتیں بڑی بوڑھیاں نگرانی کرتیں کبھی کوئی محرم رشتہ دار آکر انکا امتحان لیتا تھا۔ بعض عورتیں اب بھی ایسی ہیں جو مشکواۃ حصن حصین اور چہل

احادیث جیسی کتب پڑھا سکتی ہیں۔ میرے چچا نانا ایک دن لڑکیوں کے مکتب میں جاتے تھے اور فارسی خط سکھاتے تھے۔ یہ عصر تک شغل رہتا اور پھر گھر چلی جاتیں جمعہ کو امور خانہ داری کا کورس ہوتا۔

یہی وہ تعلیم و تعلم کا غلغلہ تھا کہ انگریزوں کے غلبہ کے ابتدائی ایام میں انہیں بعض غیر معمولی خواتین سے واسطہ پڑا اور انہیں اسلام کے خواتین کے لئے انجام دیتے ہوئے کارنامے کا اعتراف کرنا پڑا جنمیں ______ والی اودھ واجد علی شاہ کی والدہ جیسی خواتین شامل تھیں جنہوں ______ نے امپیریل کونسل تک بیٹے کا کیس لڑا اور جیتا پھر انہیں اس بات کا بھی تجربہ ہوا کہ پردہ شرعی کا لحاظ رکھ کر بھوپال کی سلطنت خواتین چلا رہی ہیں جو اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ پردہ شرعی کسی خاتون کی ترقی میں رکاوٹ نہیں ہے پھر یہ خواتین حکمران ہی نہیں صاحبات تصنیف و تالیف بھی تھیں۔ ٢٦٦

چند دیگر خواتین

مناسب ہو گا کہ یہاں چند دیگر خواتین ہندوستان کا تذکرہ بھی اجمالا" کیا جائے جو خواتین کی تعلیم و تعلم کا ہندوستان کے اسلامی عہد میں کافی ثبوت ہو گا۔

نواب واجد علی شاہ کی ایک بیگم صاحب تصنیف خاتون تھیں۔ ایک اور خاتون مہدی بیگم ملکہ بھوپال سے فارسی میں خط و کتابت کیا کرتی تھیں۔ ملکہ بھوپال کو ایک خاتون نے کلکتہ میں ملازمت کی درخواست دی جسمیں اپنی قابلیت فارسی، انگریزی میں مہارت، خوشنویسی، فرائین نویسی، طب میں دستگاہ لکھی، ایک نواب کی لڑکیاں قدیم شعراء عرب کے کلام پر عبور رکھتی تھیں اور اسکی بھتیجی تو باقاعدہ عربی میں خط و کتابت کیا کرتی تھی۔ ایک خاتون شمس النساء نامی تھی جو بیک وقت سات علوم میں ماہر مانی جاتی تھی۔ ایک خاتون نے انیس برس کی عمر میں علوم اسلامیہ میں دورہ حدیث کے بعد سند فراغت حاصل کی۔

اس طرح کی اگر مثالیں ڈھونڈی جائیں تو ایک طویل فہرست مرتب ہو سکتی ہے مگر اسلامی عہد میں خاتون کس مقام پر فائز تھی اس کے ثبوت کے لئے اتنا بھی کافی

باب ہفتم

بانیات مدارس

اب آیئے آپکو خواتین کی علمی خدمات کے ایک اور گوشہ کی سیر کروائیں جس سے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ جب یورپ میں ابن رشد کے فلسفہ سے متاثر فلسفیوں کو پھانسی دی جا رہی تھی اس وقت مسلمان خاتون شعور و اگہی کے کس مقام پر فائز تھی۔ اور یہ گوشہ ہے مادرہاء علمی کا قیام جو کہ خواتین نے بہت بڑی تعداد میں قائم کیں اور علم وہنر کی بے پایاں خدمات انجام دیں۔

اہل نظر اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ علماء جو دنیا جہاں کو متاثر کرتے ہیں۔ معاشرے میں علم و فن کی شمعیں روشن کرتے ہیں انکو تیار کرنے میں مدارس و درس گاہوں کا کس قدر دخل ہے اور مسلمان خاتون یہ بات پوری دنیا کے سامنے فخر سے کہہ سکتی ہے کہ میں اس وقت مدارس کی تعمیر و ترقی میں عملاً" شریک تھی جب لوگ علم والوں کو محض علم کے اظہار پر مستحق دار قرار دیا کرتے تھے۔

خواتین نے اس میدان میں جو خدمات انجام دیں دراصل یہ سب سے وقیع اور عظیم الشان خدمت تھی جس نے رازی و غزالی، ابن رشد، جابر بن حیان، ابو حنیفہ و امام شافعی پیدا کئے۔ تو آیئے چند ایسی خواتین کا تذکرہ کریں جنہوں نے یہ عظیم الشان خدمت انجام دی۔

ربیعہ خاتون

یہ ایوب نجم الدین کی صاجزادی اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی ہمشیرہ تھیں خود بھی علم و ہنر میں یکتاء تھیں اور اشاعت علم کے لئے کوشاں بھی رہا کرتی تھیں چنانچہ انہوں نے جبل صالحیہ دمشق میں المدرستہ الحنبلیہ کے نام سے نہ صرف مدرسہ قائم کیا بلکہ اس کے اخراجات کے لئے ایک بہت بڑا وقف بھی مقرر کیا ٢٦٧

فاطمہ بنت محمد الفھری

الازہر شریف کو عالم دنیا کی سب سے قدیم جامعہ کہا جاتا ہے مگر اس کے قیام سے کچھ عرصہ قبل مراکش کے شہر فاس میں "جامعہ قرزوین" کے نام سے ایک بڑی

جامعہ اس خاتون نے بنوائی اس خاتون نے :سکی عالیشان عمارت اپنے باپ کی حاصل کردہ حلال کی کمائی سے ۲۴۵ھ بمطابق ۸۵۹ء میں تعمیر کروائی یوں دنیا کی سب سے قدیم درس گاہ قائم کرنے کا سہرا ایک مسلمان خاتون کے سر ہے۔

جب تک اس مدرسہ کی تعمیر ہوتی رہی یہ خاتون متواتر روزے رکھتی رہی تھی اور یہ اعزاز غالباً" بہت کم مدارس کو حاصل ہوا ہو گا۔

فن تعمیر کے لحاظ سے بھی یہ ایک نادر نمونہ ہے اس کے چودہ دروازے ستر ستون۔ اکیس محراب تھے' اس میں تیس ہزار افراد باسانی نماز ادا کر سکتے ہیں وضوء کے انتظام کے لئے وسط عمارت میں بے داغ سنگ مرمر کی نہر جاری تھی دونوں کناروں پر بارہ دری نما ٹینکوں کو اس نفاست سے بنایا گیا تھا کہ اندلس کا قصرالحمراء معلوم ہوتا تھا۔ ٹنکیوں سے پانی کی دھار گرتی تھی اور بارہ دری میں مقابل سمت جاکر گم ہو جاتی تھی ۱۳۰۰ روشنی کے فانوس نصب تھے جنمیں سے ہر ایک کی قیمت ایک ہزار سرخ دینار تھی ہر فانوس میں ۴۵ گلاس روشن ہو سکتے تھے۔ رمضان میں تمام فانوس روشن ہوا کرتے تھے مینار پست تھے۔ میناروں پر رات بارہ بجے کے بعد باری باری نصف گھنٹہ کے لئے قراء باآواز بلند قرآت کیا کرتے تھے۔

مغربی افریقہ میں واقع اس مدرسہ کی حال کی رپورٹ یہ ہے کہ یہ تاحال قائم ہے ۱۹۳۱ء میں اسکی مختلف کلاسوں میں چھ سو طلبہ اور ڈیڑھ سو اساتذہ تھے اور اس میں تمام افریقی ممالک سے طلبہ علوم دینیہ اور دیگر علوم جدیدہ پڑھنے آتے تھے ۲۶۸

مدرسہ ترکان خاتون

یہ خاتون بھی شاہی خاندان کی فرد تھی حضرت سلطان نورالدین زنگی کی پوتی اور پیکر تقویٰ و ورع تھیں امام ذھبی نے انکا تذکرہ بڑی عقیدت سے کیا ہے اس نے بھی ایک مدرسہ قائم کیا تھا اور یہ بھی شام میں واقع تھا۔

مریم بنت یعقوب الاندلسیہ

اس خاتون نے حیرت انگیز علمی ترقی کی تھی اور پھر اس نے اسی تناسب سے معاشرہ کو مستفید بھی کیا چنانچہ اس نے تعلیم و تعلم کا پیشہ اپنایا اور پھر اسکی انتہاء تک یوں پہنچی کہ سیویل میں اس نے خواتین کے لئے مدرسہ قائم کیا جو ایک بلند پایہ یونیورسٹی کی شکل اختیار کر گیا تھا چنانچہ اس کے نصاب میں قرآن و حدیث، ہندسہ وہیت، تاریخ، جغرافیہ، نسخہ جات ارسطو و افلاطون، نظام شمسی پر بحث طبعیات اور مختلف دستکاریاں شامل تھیں ۲۶۹

طغائی زوجہ ملک ناصر قلاوٗن

۷۴۰ھ کو جب یہ سکندریہ پہنچی تو اس کا زبردست استقبال کیا گیا اس خاتون کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اسکو آخر وقت تک خاوند کی بھرپور توجہ حاصل رہی حتیٰ کہ خاوند کے انتقال کے بعد بھی اثر و اقتدار میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ یہ بڑی مخیر اور دولت و ثروت کی حامل خاتون تھی اس نے جب حج کیا تو اس قدر دولت لٹائی جو مدتوں یاد رہی اور جب مری تو کنیزوں کی تعداد ایک ہزار تھی خصی غلاموں کی تعداد اسی تھی۔ اور مال و منال کا حساب و شمار نہ تھا۔

اس نے صرف مال و دولت جمع کرنے پر ہی توجہ نہیں دی بلکہ اس نے بہت سے امور خیر انجام دیے جنمیں ۷۶۱ھ میں قاہرہ میں قائم کیا جانے والا مدرسہ حجازیہ ایک اہم امر خیر تھا۔ اس کے ساتھ ایک عظیم الشان کتب خانہ بھی قائم کیا گیا تھا یہاں فقہ مالکی و شافعی کی تعلیم دی جاتی تھی زیادہ توجہ شافعی فقہ پر تھی اس مدرسہ نے اس قدر ترقی کی تھی کہ امام سیوطی کے استاد شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی ایک موقع پر اس کے صدر تھے۔

طالب الزمان حبشیہ

یہ عباسی خلیفہ ناصر باللہ عباسی کی کنیز تھی جس نے مکہ مکرمہ میں اسلام کی پہلی درس گاہ دار ارقم جو بعد میں ملکہ زبیدہ کے خریدنے اور رہائش گاہ بنانے کی وجہ سے

دار زبیدہ مشہور ہو گیا تھا کو خریدا اور مدرسہ دار ارقم کے نام سے ایک بڑی جامعہ قائم کی اور مسلمانوں کے لئے اسے وقف کر دیا۔ اس مدرسہ میں دس شافعی علماء بیک وقت درس دیا کرتے تھے۔ آج کل وہاں پر پانی کی سبیل ہے۔

ابنتہ قاضی شہاب الدین الطبری

یہ خاتون ایک بڑے عالم کی صاحبزادی اور خود بھی محدثہ اور فقیہ ہونے کے ناطے ایک بڑی عالمہ تھی۔ علم و ہنر کے ساتھ زہد و تقوی سونے پر سہاگے کا کام دیتا تھا۔ اس خاتون کو رفاہ عامہ کے کاموں سے بڑی دلچسپی تھی کہ خدمت خلق کی عظمت سے واقف تھی۔ اس نے ایک بڑی خدمت یہ انجام دی کہ یتیم بچوں کے لئے ایک مدرسہ جاری کیا تھا اور اس کے مصارف کے لئے جائیداد بھی وقف کی تھی۔

شریفہ شمسیہ

سلطان مصر قائت بائی (۸۳۲ھ) نے مکہ مکرمہ میں ایک مدرسہ بنوانے کا ارادہ کیا جسمیں فقہ اربعہ کی تعلیم دی جائے (لاء کالج) پھر ایک یتیم خانہ بھی مستقل ہی بنانے کا ارادہ کیا۔ اس کے لئے ۷۲ کمروں پر مشتمل ایک عمارت کے کافی ہونے کا اندازہ لگایا گیا۔ اور جگہ کی تلاش ہوئی جس کے لئے اس نیک دل خاتون نے اپنا مکان وقف کر دیا اور یوں اس خاتون نے یہ مدرسہ قائم کرنے کا سہرا حاصل کر لیا۔

والدہ سلطان مراد

اس خاتون نے ایک بڑا مدرسہ تعمیر کرایا جسکی رسم افتتاح بڑی دھوم دھام سے

ادا ہوئی۔ دیار روم کے علماء کی ایک بڑی جماعت نے اس تقریب میں شرکت کی پہلا درس شیخ احمد بن روح جابری نے سورۃ انعام کی تفسیر بیان کرکے دیا تھا۔ اس مدرسہ میں بیک وقت ۵۰ علماء مصروف کار رہا کرتے تھے تقریب افتتاح میں شریک تمام علماء کو ملکہ نے ایک ایک ہزار دینار سرخ عطیہ دیا اور پر تکلف کھانوں سے تواضع کی ۲۷۰

المونستہ المحدثہ

اس خاتون کے لاحقہ المحدثہ سے خود اس کے بے پایاں علم کا اظہار ہوتا ہے کہ حدیث میں اتنی قابلیت بہم پہنچائی تھی کہ ساتویں صدی میں المحدثہ کے نام سے معروف تھیں مگر اس سے بڑھکر آپ نے بڑا کام یہ کیا کہ مدرسہ قطبیہ کے نام سے ایک بڑا مدرسہ قائم کیا یہ مدرسہ مصر کے ممتاز ترین مدارس میں شامل تھا۲۷۱

تذکار بائی خاتون

یہ خاتون بیبرس سلطان مصر کی صاحب حسن و جمال اور ورع کمال صاجزادی تھی یہ خواتین کی تعلیم و تربیت اور فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہا کرتی تھی چنانچہ اس نے بغداد کی ایک نامور عالمہ خاتون زینب بنت ابوالبرکات کو مصر بلوایا اور انکے قیام اور خواتین کی بہبود کے لئے ایک رباط بنوائی جس سے یہ خاتون دو کام لیا کرتی تھی ایک تو خواتین کو یہاں تعلیم دی جاتی تھی دوسرا بے سہارا' مطلقہ ستم' رسیدہ خواتین کی قیام گاہ بھی تھی یہاں ایک نہ ایک عالمہ ہر وقت درس و تدریس اور وعظ و تذکیر میں مصروف رہا کرتی تھی چنانچہ المقریزی نے اس رباط کی تعلیم نسواں میں افادیت کو تسلیم کیا ہے یوں غالبا" یہ اس دور کا ایک علیحدہ زنانہ لاء کالج اور دارالامان تھا۲۷۲

برکہ خانم

یہ مصر کے سلطان الاشرف کی والدہ تھیں ابتداء" لونڈی تھی پھر نکاح میں آئی اس کا بیٹا مصر کا حکمران ہوا تو اسے بڑا عروج حاصل ہوا یہ سخاوت کی انتہاء کو پہنچی

ہوئی عورت تھی حج کے ایام میں اس نے اس قدر داد دہش سے کام لیا کہ مدتوں موضوع گفتگو بنی رہی جب حج سے واپس ہوئی تو اس کا بیٹا کئی میل تک باہر استقبال کے لئے گیا۔

مخیر ہونے کے ساتھ یہ ایک علم دوست خاتون بھی تھی چنانچہ اس نے مصر میں ایک عالی شان مدرسہ تعمیر کرایا جسکا نام مدرستہ السلطان رکھا۔ یہ باب زویلہ کے قریب تھا اور اس میں فقہ شافعی وحنفی کی تعلیم دی جاتی تھی مسافروں کے لئے دروازے پر ایک پانی کا حوض بھی بنوایا گیا تھا۔ یہ اپنے عہد کے بڑے مدارس میں سے تھا اور بعد کے سلاطین مصر نے اسے ایک مکمل یونیورسٹی میں تبدیل کرویا۔ سلطان اشرفؒ اور اسکی والدہ جو اس کی بانیہ تھی دونوں کا مدفن بھی بنا ۲۷۳

فاطمہ بنت محدث جمال بن سلیمان الدمشقی

یہ خاتون زیور علم و دولت دنیا دونوں سے بیک وقت مالا مال تھیں علم میں یہ مقام تھا کہ علم حدیث میں بڑے بڑے محدثین کی استاد اور صاحبتہ قول الصادق اور مروی عنھا تھیں

چونکہ اللہ تعالیٰ نے دولت دنیا بھی عطا کر رکھی تھی بنا برایں انہوں نے کئی بڑے بڑے مدارس قائم کئے کئی رباطیں بنوائیں اور علم و ہنر کی اس راہ سے بھی سرپرستی کرتی رہیں ۲۷۴

ملکہ کوردجین

یہ چودھویں صدی میں ملکہ ایران تھیں انہوں نے مساجد اور تکیہ گاہیں بنانے کا عظیم کام کیا انکا سب سے بڑا کارنامہ مدرسہ ازدیہ کے نام سے ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کرنا تھا اس مدرسہ کیلئے دو لاکھ درہم آمدنی کی جائیداد بھی وقف کی پھر انہوں نے خوبصورت اور عمدہ فن تعمیر کا نمونہ ایک مدرسہ اپنے نام سے مدرسہ کوردجین بنوایا۲۷۵

ماء السماء بنت مظفر الرسولی

یہ بہت دولت مند خاتون تھیں جنہوں نے ذاتی ورع و تقویٰ کے ساتھ دولت کے ذریعہ صدقہ ہاء جاریہ کے کثیر آثار چھوڑے۔ انمیں زبید کا مدرسہ واثقیہ ایک اہم ترین اثر خیر تھا اس کیلیئے انہوں نے بہت بڑی جائیداد بھی وقف کی ۷۲۷ھ کو یہ خاتون ایک بھرپور زندگی گذار کر تربیہ نامی گاؤں میں فوت ہوئیں ۲۷۶

مریم بنت الشمس بن عفیف

یہ خاتون یمن کے سلطان المظفر کی بیوی تھی بڑی مخیر اور صاحب ثروت تھی اس نے تین عظیم ترین مدارس اپنی نیکی و صلاحیت پسندی کی یادگار چھوڑے اور بہت بڑے بڑے وقف بھی انکے لئے قائم کیئے(۱) مدرسہ السابقیہ "زبید" میں(۲) المدرستہ المعزیہ مقام تعز میں جو ایک بہت بڑا قلعہ تھا (۳) مدرسہ ذی عقیب "جبلہ" میں یہ خاتون ۷۳۱ھ میں فوت ہوئی اور آخر الذکر مدرسہ میں مدفون ہوئی ۲۷۷

مونسہ بنت الملک المظفر

۶۳۳ھ میں جنم لینے والی یہ خاتون علم و ہنر کی خدمت گار تھی جس نے اپنی دولت مندی کو اشاعت علم کیلیئے وقف کر دیا تھا چنانچہ اس نے حماۃ نامی شہر میں مدرسہ خاتونیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا اور لاکھوں روپے ماہانہ آمدنی کا وقف بھی چھوڑا انکا وصال ۷۰۳ھ میں ہوا ۲۷۸

نائلہ زوجہ مراد افندی

اس خاتون نے اپنے شوہر کے نام پر بغداد میں مدرسہ مرادیہ کے نام سے ایک بڑا مدرسہ قائم کیا اور بہت سا عملہ بھرتی کیا عظیم وقف قائم کیا اس کے باوجود مدرسہ میں زیر تعلیم بیس طلبہ کے جملہ اخراجات یہ خاتون اپنی ذاتی گرہ سے کرتی تھیں ۲۷۹

شہدہ بنت ابونصر احمد (فخر النساء)

اس خاتون کا سلسلہ محدثات میں پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے دوبارہ ذکر کی وجہ انکے

ایک عظیم کام کا تذکرہ ہے جو باب سے متعلق ہے فخر النساء انکی علمی شخصیت کیلئے معمولی لقب تھا۔ کیونکہ جب یہ علمی نکات بیان کیا کرتی تھیں تو لوگ مبہوت ہوجایا کرتے تھے اور فن کتابت میں انکی مہارت کا یہ عالم تھا کہ شہدہ کاتبہ کے نام سے مشہور ہوگئی تھیں اور انکے زمانہ کا شاید ہی کوئی ایسا نامور کاتب ہوگا جس نے ان سے اصلاح نہ لی ہو علاوہ ازیں یہ اپنے دور کی بہترین مقررہ بھی تھیں اور علمی پایہ کتنا بلند تھا اس کا بیان کچھ تو ہوا اور کچھ یوں ہے کہ اس خاتون نے ساری زندگی افادہ خلق میں بسر کرنے کے علاوہ ایک بلند پایہ تعلیمی ادارہ بھی قائم کیا تھا جسمیں خود درس دیا کرتی تھیں اس ادارہ کے علمی معیار کا یہ عالم تھا کہ اس زمانہ کے تمام طلبہ یہ خواہش کیا کرتے تھے کہ وہ فخر النساء کے مدرسہ کی سند حاصل کریں اور جنھیں یہ سند مل جاتی وہ اس پر فخر کیا کرتے تھے۔ المقتفی باللہ خلیفہ نے انکے مدرسہ کے معیار کو دیکھ کر انکی علمی خدمات کو وسعت دینے کے لئے ایک عظیم جاگیر انہیں دی جسکے محاصل سے انہوں نے دریا دجلہ کے کنارے ایک عظیم یونیورسٹی کی بنیاد رکھی جسمیں بیک وقت کئی سو طلبہ پڑھا کرتے تھے اپنے بلند علمی و معاشرتی پایہ کے باوجود اپنے خاوند کی اتنی خدمت گزار تھیں کہ تمام تذکرہ نگار اسے انکی نمایاں ترین خصوصیت قرار دیتے ہیں۔ ان کی وفات ۵۶۴ھ میں بعمر نوے سال ہوئی ۲۸۰۔

گیتی اداء بیگم

زابلستان کے حکمران علی مراد خان کی حیرت انگیز صلاحیتوں کی مالک بیٹی اس نام سے موسوم تھی۔

بارہ برس کی عمر میں مروجہ علوم و فنون کے علاوہ فن حرب وضرب میں بھی یکتا ہوگئی تھی اور پھر اس نے اسی عمر میں باپ سے کہہ کر دار الحکومت میں عورتوں کی عسکری تربیت کیلئے ایک فوجی کالج قائم کیا جسمیں مہارت کاملہ رکھنے والے اساتذہ کا تقرر کیا گیا پھر ایک شاہی فرمان کے ذریعہ غیر شادی لڑکیوں کو کالج میں داخلہ کا پابند کیا

جسکے نتیجہ میں کالج میں طالبات کی تعداد چار ہزار ہوگئی جو بعد میں بڑھتے بڑھتے بارہ ہزار تک جا پہنچی اس کالج کے مصارف کیلئے بادشاہ کو اپنا آدھا خزانہ خالی کرنا پڑا جس پر امراء نے لے دے بھی کی مگر چونکہ یہ اچھا اور رفاعی کام تھا لہٰذا بادشاہ اس شور و غل سے متاثر نہیں ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بارہ ہزار مسلح نوجوان خواتین کی تربیت یافتہ فوج تیار ہوگئی جسکو شہزادی ہر وقت حالت جنگ میں رکھتی جب اس کا باپ فوت ہوا تو اس کے چچا نے وزیر اعظم کی معاونت سے حکومت پر قبضہ کرلیا حالانکہ یہ خود کو اس کا حقدار سمجھتی تھی اس نے چچا کو باز نہ رہنے پر جنگ کی دھمکی دی جسے اس نے نظر انداز کردیا اور یہی اسکی غلطی تھی شہزادی نے بارہ ہزار مسلح زنانہ فورس کے ساتھ شاہی قلعہ کا محاصرہ کرلیا جسکے نتیجہ میں شہزادی کو فتح ہوئی اور اس نے اپنا ملک چچا سے واپس لے لیا حکمران بننے کے بعد میران شاہ ولد تیمور نے اسے نکاح کا پیغام دیا جسے اس نے اس لئے قبول کرلیا کہ میران شاہ اس دور کا اتنا بڑا بادشاہ تھا کہ نصف سے زائد دنیا اس کے زیر نگین تھی اور اس کا مقابلہ کرنے کی اس خاتون میں ہمت نہ تھی شادی کے بعد اس نے خاوند کی بے انتہا خدمت کی اس کے مزاج میں اتنا دخل حاصل کرلیا کہ اسے جملہ غیر شرعی قانون اپنی حکومت سے مٹانے پر آمادہ کرلیا چنانچہ اس خاتون کی زندگی میں کسی کو میران شاہ کی حکومت میں غیر شرعی فعل کرنے کی جرات نہیں ہوئی۔ علاوہ ازیں اس نے امور مملکت کی انجام دہی میں اس قدر حصہ لیا کہ میران شاہ کہا کرتا تھا کہ کہ اگر یہ نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو چکا ہوتا

ملکہ بننے کے بعد اس نے خواتین کی تعلیم میں خصوصی دلچسپی لی اور ملک میں لاتعداد مدارس ایسے قائم کرائے جہاں صرف خواتین کو ہی تعلیم دی جاتی تھی ۲۸۱

الجہتہ الکریمہ

اس خاتون کا اصل نام ماء السماء بنت السلطان مظفر یوسف بن عمر الرسولی تھا۔ انہوں نے بہت سے رفاہی کام کئے جنمیں سے ایک بڑا مدرسہ بھی تھا جو المدرستہ

الواثقیہ کے نام سے موسوم تھا۔ انہوں نے اس مدرسہ کی تعمیر میں کثیر سرمایہ خرچ کیا اور اس کیلئے بڑا وقف بھی کیا تھا۲۸۲

مسعودہ بنت احمد الوزکیتی الورزوانی

یہ خاتون حکمران تھیں اور دولت علم سے مالا مال بھی عودہ کے نام سے بھی معروف تھیں اور مخیر لوگوں میں سے تھیں انکے رفاہ عامہ کے کاموں میں دو پل ایک مسجد اور دکالہ اندلس میں واقع ایک مدرسہ شامل ہیں۲۸۳

ست الشام

یہ خاتون سلطان صلاح الدین کی ہمشیرہ تھیں انہوں نے شام میں دو مدارس قائم کئے تھے جنکا تذکرہ کہیں صفحات گذشتہ میں آچکا ہے۔ انکی وفات ۱۲۳۰ء کو شام میں ہوئی اس خاتون کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے محارم میں پندرہ بادشاہ ہوئے ہیں۲۸۴

فاطمہ بنت سلیمان

۱۲۳۳ء میں پیدا ہونے والی یہ خاتون جہاں علم سے مالا مال تھیں وہاں دنیاوی دولت بھی بے شمار رکھتی تھیں۔ چنانچہ علمی مہارت کا یہ عالم تھا کہ اپنے دور کی عظیم ترین محدثہ شمار ہوتی تھیں اور صرف درس و تدریس کی دولت ہی لوگوں کیلئے نہیں لٹائی بلکہ اپنی ظاہری دولت سے کام لیتے ہوئے کئی مدارس اور تکیہ جات بنوائے ان سے علم حدیث سیکھنے والوں میں اپنے دور کے بڑے بڑے علما شامل تھے

نبات الھند بانیات المدارس

مدرسہ جون پور کی ملکہ بی بی راجہ/ بیگم نے ۸۴۵ھ کو یہاں بچونکی تعلیم و تربیت کیلئے ایک مدرسہ تعمیر کرایا

مدرسہ خیر المنازل

ماہم بیگم جو اکبر کی رضائی والدہ تھیں نے ۹۴۹ھ کو پرانے قلعہ دہلی کے پاس ایک مدرسہ تعمیر کرایا جسکا نام خیر المنازل رکھا قیام مدرسہ کی تاریخ کا قطعہ یہ تھا۔

چوں ماہم بیگم عصمت پناہی　　بنا کرد ایں بنا بہرا فاضل
زہے خیر رب زہے خیر منزل　　کہ شد تاریخ از خیر المنازل

مدرسہ آگرہ

شاہ جہاں کی بڑی لڑکی جہاں اراء بیگم ایک مخیر خاتون تھی جس نے آگرہ کی جامع مسجد تعمیر کروائی تو ساتھ میں ایک مدرسہ بھی بنوایا دونوں کے مصارف کیلئے بہت سی دوکانیں بھی تعمیر کرائیں اس نے خواجہ ہند کے خیالات پر مونس الارواح نامی کتاب بھی لکھی اور اپنے مزار کا کتبہ خود لکھا جو یہ تھا۔

بغیر سبزہ نہ پوشد کسے مزار مرا کہ پردہ پوش غریباں ہمیں گیاہ بس است

مدرسہ لاہور

فیروز ابوالحسن تربتی کی بیگم نے لاہور میں اپنے خاوند کے ساتھ مزار تعمیر کرایا اور ساتھ ایک مدرسہ بھی تھا

مدرسہ صولیتہ

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مولانا رحمت اللہ کیرانوی حرم شریف کیلئے ہجرت کر گئے۔ وہاں پر انہوں نے علوم اسلامیہ کی ایک درس گاہ قائم کرنا چاہی۔ جس سال وہاں یہ مشورہ جاری تھا اسی سال ٹیپو سلطان شہید علیہ الرحمتہ کے خاندان کی ایک خاتون صولت النساء بیگم نامی کلکتہ سے برائے حج گئیں۔ جب انکے سامنے یہ تجویز رکھی گئی تو اس خاتون نے بلا توقف ۳۰ ہزار روپیہ کی خطیر رقم مولانا کی خدمت میں پیش کردی۔ مولانا نے اس کے صلہ میں مدرسہ کا نام ہی صولیتہ رکھ دیا یوں یہ خاتون اس مدرسہ کی بانیہ تھیں اور انکے خلوص کا یہ اثر ہے کہ یہ مدرسہ تاحال مکہ شریف میں قائم ہے اور دینی فیض جاری ہے ۲۸۶

صغریٰ ٹرسٹ

حیدر آباد دکن کی مشہور زمانہ فاضلہ صغری بیگم نے جہاں مضامین و کتب کے ذریعہ علم کی خدمت کی وہاں پر اس نے چار لاکھ روپے کی خطیر رقم سے ایک عظیم الشان مدرسہ بھی قائم کیا جس کیلئے ایک بہت بڑا وقف بھی چھوڑا نیز انہوں نے ایک زنانہ مدرسہ بھی قائم کیا اور یوں ایک عظیم ترین خدمت انجام دی

خواتین ہندوستان میں یہ شوق درس گاہ سازی قدیم زمانہ سے چلا آرہا تھا جسکا ثبوت یہ کہ ابن بطوطہ نے کیرالہ کے ایک شہر میں لڑکیوں کے تیرہ مدارس دیکھے جہاں اعلیٰ تعلیم دی جاتی تھی ۲۸۷

ماخذ و مراجع

۱۔ الحجرات پ ۲۶ رکوع ۱۴
۲۔ ال عمران پ ۳ رکوع ۱۰
۳۔ الاعراف پ ۹ رکوع ۱۶
۴۔ المراۃ فی التاریخ والشرائع صفحہ ۲، محمد جمیل بیہم
۵۔ المراۃ فی التاریخ والشرائع صفحہ ۲۷
۶۔ اسلام کا نظام عفت و عصمت ص ۲۷
۷۔ المراۃ فی التاریخ و الشرائع ص ۴۷
۸۔ المراۃ فی التاریخ و الشرائع ص ۴۷۔ ۴۹۔۵۵
۹۔ القرآن مریم رکوع
۱۰۔ اسلام کا نظام عفت و عصمت/ ص ۴۲، ۶۳ ظفیر الدین مولانا / المراۃ فی التاریخ و الشرائع ص ۶۲
۱۱۔ ماذا عن المراۃ ڈاکٹر نور الدین عتر ۱۹۱۸ مطبوعہ دار الفکر دمشق
۱۲۔ مضمون سہ ماہی منہاج شمارہ جنوری ۱۹۸۳ء از ریاض الحسن نوری۔
۱۳۔ المراۃ فی التاریخ و الشرائع ص ۱۷۶ محمد جمیل بیہم۔
۱۴۔ سیرت طیبہ ص ۱۸ از عبد الحی مولانا۔
۱۵۔ اسلام کا نظام عفت و عصمت ص ۳۹ ظفیر الدین مولانا۔
۱۶۔ التکویر رکوع نمبر ۱ پ ۳۰
۱۷۔ النحل رکوع نمبر ۱۳ آیت ۵۸ پ ۱۴۔
۱۸۔ اسلام کا نظام عفت و عصمت ص ۳۴/ بخاری کتاب النکاح۔
۱۹۔ بخاری شریف قتل کعب بن اشرف
۲۰۔ سورہ نور رکوع ۴۔

۲۱۔ تفسیر ضیاء القرآن ص ۲۲۳ الاعام ص ۳
۲۲۔ بخاری شریف کتاب النکاح
۲۳۔ احکام القرآن جلد دوم
۲۴۔ عورت اسلامی معاشرہ میں ص ۲۶ جلال الدین انصر مولانا۔
۲۵۔ الشوریٰ ع ۶ پ ۲۵ آیتہ ۴۹۔
۲۶۔ المراۃ فی التاریخ الشرائع ص ۱۷۸۔
۲۷۔ المراۃ فی التاریخ الشرائع ص ۱۷۹۔
۲۸۔ النساء
۲۹۔ بخاری شریف باب لاینکح الاب وغیرہ البکروالثیب الابرضاھا
۳۰۔ ابن ماجہ باب من زوج ابنتہ' وھی کارھتہ
۳۱۔ التکویر پارہ ۳
۳۲۔ الانعام پ ۷ ایت ۱۹
۳۳۔ ریاض الصالحین و عامہ کتب حدیث۔
۳۴۔ فتاوی عالمگیری کتاب النکاح / النساء ع ۱۹ پ ۴
۳۵۔ البقرہ پ ۲ ع
۳۶۔ مشکواۃ شریف اول ص ۲۸۲۔
۳۷۔ مشکواۃ ثانی باب عشرۃ النساء
۳۸۔ البقرہ پ ۲ ع —— آیت ۲۸۔
۳۹۔ النساء پارہ ۴ آیت ۳۔
۴۰۔ ترمذی ماجاء فی حق المراۃ علی زوجھا
۴۱۔ مشکواۃ باب عشرۃ النساء
۴۲۔ المراۃ فی التاریخ والشرائع ص ۱۸۵۔
۴۳۔ بنی اسرائیل پ ۱۵ رکوع ۳۔
۴۴۔ روح المعانی ج ۱۵/۷ ص ۵۸ مطبوعہ بیروت۔
۴۵۔ المراۃ فی التاریخ و الشرائع۔
۴۶۔ عامہ کتب حدیث۔

۴۷۔ النساء پ ۴
۴۸۔ الاحزاب آیت ۲۵ التحریم آیت ۱۰-۱۱ الممتحنہ آیت ۱۲ التوبہ آیت ۷۱
۴۹۔ روح اسلام ص ۸۵۸ عفیف عبدالفتاح طبارہ مطبوعہ الھدی کراچی
۵۰۔ النساء رکوع ۱۴ پ ۴
۵۱۔ سورۃ النور آیت ۲۲ پ ۱۸/ المراۃ فی التاریخ و الشرائع ص ۱۸۳،۹۸۲
۵۲۔ عورت اسلامی معاشرہ میں ص ۹۷ جلال الدین انصر مولانا
۵۳۔ روح اسلام ص ۹۱۸ عفیف عبدالفتاح طبارہ۔
۵۴۔ روح اسلام ص ۹۱۹
۵۵۔ نقوش رسول نمبر، ۴ ص ۱۳۷ ڈاکٹر حمید اللہ کا مضمون عہد نبوی کا نظام تعلیم
۵۶۔ المجادلہ پ ۲۸ رکوع ۲
۵۷۔ الفاطر پ ۲۲ رکوع ۱۶
۵۸۔ مکاشفۃ القلوب ص ۶۲۷ محمد غزالی الامام
۵۹۔ نقوش رسول نمبر جلد اول ص۱۳۵
۶۰۔ نقوش رسول نمبر جلد اول ص۱۹
۶۱۔ نقوش رسول نمبر ج ۴ ص ۱۰۴
۶۲۔ نقوش رسول نمبر ج ۴ ص۱۰۷
۶۳۔ نقوش رسول نمبر ج ۴ ص ۱۰۹، ۱۲۵
۶۴۔ فتح الباری ج ۷ ص ۸۲، ۸۳
۶۵۔ اعلام النساء ج ۳ ص ۱۰۴، ۱۰۵ عمر رضا کحالہ
۶۶۔ اعلام النساء ج ۵ ص ۲۰۵
۶۷۔ عورت اسلامی معاشرے میں ص ۱۲۷
۶۸۔ اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۱ ابن قیم الجوزیہ
۶۹۔ اسوۃ صحابیات ص ۶۹/ عورت اسلامی معاشرے میں ۳، ۱۳۳/ اعلام النساء ج ۲ ص ۱۰۶
۷۰۔ شمار از راقم اعلام النساء ج ۲ ص ۷۱
۷۱۔ تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۴۳۰ تا ۴۴۷

۷۲۔ نقوش رسول نمبر ج ۴ ص ۱۱۰ مشیخہ ابن، جوزی ص ۲۰۰ تا ۲۰۹ از ابو
الفرج ابن جوزی الامام
۷۳۔ تذکرہ الحفاظ ج ۱ ص ۱۸۵
۷۴۔ طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۸۷
۷۵۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۳۶
۷۶۔ وفیات الاعیان ج ۵ ص ۴۲۴
۷۷۔ عورت اسلامی معاشرے میں ص ۱۳۰
۷۸۔ اعلام النساء ج ۵ ص ۲۰۵
۷۹۔ مقدمہ بخاری ص ٦
۸۰۔ حجتہ اللہ البالغہ حصہ اول ص ۱۳۴ از شاہ ولی اللہ الامام
۸۱۔ خواتین اور خدمت دین ص ۴۰ تا ۴۳ از ابوالحسن ندوی مولانا
۸۲۔ اعلام النساء ج ۳ ص ۸۲، ۱۸۱
۸۳۔ نقوش رسول نمبر ۴ ص ۱۱۱
۸۴۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۳۲
۸۵۔ کتاب الاذکیاء صفحہ ۶۴ از ابن جوزی الامام
۸۶۔ اعلام النساء جزو ۳ ص ۱۰۵ عمر رضا کحالہ/اسوۂ صحابیات ص ۲٦ سیر صحابیات ص ۲۷
عورت اسلامی معاشرہ میں ص ۱۲۳
۸۷۔ ابن ماجہ ج ۱ ص ٦۰۴ اعلام النساء ج ۳ ص ۱۱۱
۸۸۔ سیر صحابیات ص ۲۲، ۲۴
۸۹۔ متدرک للحاکم ج ۴ ص ۴ /اسوۂ صحابیات ص ۲۴ اعلام النساء ج ۳ ص ۱۰۴
۹۰۔ متدرک حاکم جزو ۷ ص ۱۰ /اعلام النساء ج ۳ ص ۱۷
۹۱۔ طبقات ابن سعد جزو ۲ قسم ص ۲
۹۲۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۳۵/ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۷
۹۳۔ اسوۂ صحابیات ص ۵۷
۹۴۔ اسوۂ صحابیات ص ٦۰
۹۵۔ اسوۂ صحابیات ص ۵۵

۹۶- بخاری شریف باب الهجره ج ۲ ص ۸۷
۹۷- مسند امام احمد ج ۶ ص ۲۴۱
۹۸- مسلم شریف باب استحباب النزول فی المحصب ص ۴۲۲
۹۹- اعلام النساء ج ۳ ص ۲۰۷، ۲۰۸
۱۰۰- اعلام النساء ص ۱۱۰ ج ۳ / اسوہ صحابیات ص ۷۰
۱۰۱- اسوۂ صحابیات ص ۷۱
۱۰۲- مسلم شریف کتاب الطهارة باب استحباب المغتسلة من الحیض و فرصه فی موضع الدم ج ۱ ص ۱۰۵۰
۱۰۳- تہذیب التهذیب ج ۱۲ ص ۴۳۵
۱۰۴- اعلام النساء ج ۳ ص ۱۰۶
۱۰۵- اعلام النساء ج ۳ ص ۱۰۸
۱۰۶- تذکرة الحفاظ ج ۱ ص ۴۴
۱۰۷- زرقانی ج ۳ ص ۲۳۹
۱۰۸- خواتین اسلام ص ۷۷
۱۰۹- اعلام النساء ج ۵ ص ۲۲۲
۱۱۰- رزقانی ج ۳ ص ۲۴۰
۱۱۱- اعلام النساء ج ۵ ص ۲۲۲
۱۱۲- رزقانی ج ۳ ص ۲۴۰
۱۱۳- رزقانی ج ۳ ص ۲۴۱/ اعلام النساء ج ۵ ص ۲۲۲
۱۱۴- رزقانی ج ۳ ص ۲۴۱
۱۱۵- بخاری ج ۲ ص ۷۳۰
۱۱۶- تاریخ طبری کبیر ج ۱۳ ص ۷۳
۱۱۷- مدارج النبوہ ج ۲ ص ۸۱۷
۱۱۸- مستدرک حاکم ج ۴ ص ۸
۱۱۹- بخاری مطبوعہ مصر ص ۲۰۷ باب الشروط فی الجهاد الخ
۱۲۰- رزقانی ج ۳ ص ۲۳۸

۱۲۱۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۷۵
۱۲۲۔ سیر صحابیات ص ۵۶ / اسوۂ صحابیات ص ۵۲
۱۲۳۔ اسوۂ صحابیات ص ۵۶/ سیر صحابیات ص ۵۳/ خواتین اسلام ص ۸۳
۱۲۴۔ اسویہ صحابیات ص ۵۸/ سیر صحابیات ص ۵۳/ خواتین اسلام ص ۸۳
۱۲۵۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۴۲/سیر صحابیات ص ۵۴
۱۲۶۔ اسوہ صحابیات ص ۵۷/ سیر صحابیات ص ۵۳
۱۲۷۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۲۲۶
۱۲۸۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۱۰۹
۱۲۹۔ الاصابہ ج ۴ ص ۳۸۷
۱۳۰۔ الاصابہ ج ۴ ص ۲۷۷
۱۳۱۔ الاصابہ ج ۴ ص ۲۷۷ / اعلام النساء ج ۴ ص ۱۲۶، ۱۲۷
۱۳۲۔ الاصابہ ج ۴ ص ۳۷۹
۱۳۳۔ سیر صحابیات ص ۱۱۳
۱۳۴۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۱۳۸ اسوۂ صحابیات ص ۱۰۰
۱۳۵۔ الاصابہ ج ۴ ص ۲۰۹ تا ۲۳۰
۱۳۶۔ الاصابہ ص ۲۳۰ ج ۴
۱۳۷۔ الاصابہ ص ۲۳۰ ج ۴
۱۳۸۔ الاصابہ ص ۲۳۰ ج ۴/ اسوۂ صحابیات ص ۱۵۰ سیر صحابیات ص ۱۴۵
۱۳۹۔ الاصابہ ص ۲۳۰ ج ۴
۱۴۰۔ الاصابہ ص ۲۳۱ ج ۴
۱۴۱۔ الاصابہ ص ۲۳۱ ج ۴
۱۴۲۔ تجرید اسماء الصحابہ ج ۲ ص ۲۴۴
۱۴۳۔ طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۸۴
۱۴۴۔ طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۷۳
۱۴۵۔ الریاض المستطابہ ص ۳۳۳ /اعلام النساء ج ۴ ص ۹۲
۱۴۶۔ فقہ اسلامی محمد خضری بک ص ۱۸۲

۱۴۷۔ فقہ اسلامی محمد خضری بک ص ۱۸۳
۱۴۸۔ تذکرہ الحفاظ ج ا ص ۱۰۶
۱۴۹۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۵۳۹
۱۵۰۔ اعلام النساء ج ۳ ص ۳۰۶/تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۳۸
۱۵۱۔ تذکرہ الحفاظ ص ۱۰۰ ج ا/ اعلام النساء ص ۲۰۴ ج ۵
۱۵۲۔ اعلام النساء ص ۲۰۵ ج ۵
۱۵۳۔ تذکرہ الحفاظ ج اص ۱۰۲
۱۵۴۔ اعلام النساء ج ۳ ص ۱۳۸
۱۵۵۔ الدرالمنثور ص ۲۸۶/اعلام النساء جلد ۳ ص ۱۵۴
۱۵۶۔ اعلام النساء ج ۳ ص ۵۴' ۱۵۳
۱۵۷۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۳۶/اعلام النساء ج ۳ ص ۱۳۵
۱۵۸۔ الدرالمنثور ص ۲۴۵ تا ۲۸۶
۱۵۹۔ خواتین اسلام ص ۱۶۰
۱۶۰۔ الدرالمنثور ص ۲۴۵
۱۶۱۔ الدرالمنثور ص ۲۴۷
۱۶۲۔ الدرالمنثور ص ۲۴۴
۱۶۳۔ خواتین اسلام ص ۱۰۶
۱۶۴۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ / تذکرہ الحفاظ ج ا
۱۶۵۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ / تذکرہ الحفاظ ج ا
۱۶۶۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ / تذکرہ الحفاظ ج ا
۱۶۷۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ / تذکرہ الحفاظ ج ا
۱۶۸۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ / تذکرہ الحفاظ ج ا
۱۶۹۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ / تذکرہ الحفاظ ج ا
۱۷۰۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ / تذکرہ الحفاظ ج ا
۱۷۱۔ مسلم خاتون کی تعلیم امین زبیری ص ۱۱۲ تا ۱۳۷
۱۷۲۔ علماء سلف ص ۲۳ حبیب الرحمن شروانی مولانا

۱۷۳- مسلم خاتون کی تعلیم ص ۲۱، ۲۳
۱۷۴- تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۴۳۳
۱۷۵- تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۴۳۴
۱۷۶- تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۴۳۴
۱۷۷- تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۴۴۳
۱۷۸- الدرالمنثور ص ۳۱۹ / اعلام النساء ج ۳ ص ۱۹۹/ علم حدیث میں خواتین کی خدمات پروفیسر محمد زبیر حسین
۱۷۹- اعلام النساء ص ۲ ص ۲۴۱
۱۸۰- خواتین اسلام ص ۱۹۴/ اعلام النساء ج ۴ ص ۱۳۸
۱۸۱- تاریخ بغداد (الخطیب) ج ۱۴ ص ۱۴۴۱ تا ۴۴
۱۸۲- خواتین اسلام ص ۱۹۵ / وفیات الاعیان ص ۴۱۳/شذرات الذهب ص ۴۸
۱۸۳- معجم الادباء ج ۱ ص ۲۴۷/ الدرالمنثور ص ۴۰۸
۱۸۴- خواتین اسلام ص ۱۹۵
۱۸۵- خواتین اسلام ص ۱۹۱
۱۸۶- علم حدیث میں خواتین کی خدمات بحوالہ شذرات الذهب لابن عماد- ج ۴ ص ۲۴۳، ۲۴۸، تاریخ ابن اثیر ج ۱۰ ص ۳۴۶/ الدرالمنثور ص ۲۰۷/ مسلم خواتین کی تعلیم ص ۲۳
۱۸۷- الاعلام- قاموس التراجم لاشهرالرجال والنساء من العرب والمستعربین والمتشرقین ج ۴ ص ۲۳۹
۱۸۸- الاعلام لخیرالدین زرکلی ج ۵ ص ۱۳۹
۱۸۹- اعلام النساء ج ۴ ص ۶۷
۱۹۰- الاعلام ج ۸ ص ۳۹ زرکلی
۱۹۱- وفیات الاعیان. تذکرہ ص ۲۵۰
۱۹۲- علم حدیث میں خواتین کی خدمات زبیر صدیقی بحوالہ شذرات ج ۴ ص ۱۰۰/ کتاب الامداد ص ۱۶
۱۹۳- شذرات الذهب ج ۴ ص ۱۳۳ تا ۱۳۸

۱۹۴- اعلام النساء ج ا ص ۴۶، ۵۰
الاعلام زرکلی ص ۶۵ ج ۳
۱۹۵- الدرالمنثور ص ۳۳۵ /اعلام النساء ج ۲ ص ۱۷۳/ شذرات الذهب ج ۶ ص ۴۰
۱۹۶- الدرالمنثور ص ۳۱۸
۱۹۷- الدرالمنثور ص ۳۳۶
۱۹۸- اعلام النساء ج ۴ ص ۲۴
۱۹۹- اعلام النساء ج ۳ ص ۲۳۰
۲۰۰- اعلام النساء ج ۴ ص ۲۵
۲۰۱- الدرالمنثور ص ۳۶۶
۲۰۲- اعلام النساء ج ا ص ۵۱، ۵۲
۲۰۳- اعلام النساء ج ۳ ص ۱۸۸
۲۰۴- الدرالمنثور ص ۳۹۳
۲۰۵- اعلام النساء ج ۴ ص ۲۷
۲۰۶- الاعلام ج ۵ ص ۱۳۳ زرکلی
۲۰۷- الدرالمنثور ص ۳۲۸
۲۰۸- الاعلام ج ۳ ص ۶۶
۲۰۹- شذرات الذهب ج ۶ ص ۵۶/ کتاب الامداد ص ۱۴
۲۱۰- شذرات الذهب ص ۵۶ ج ۶
۲۱۱- علم حدیث میں خواتین کی خدمات ڈاکٹر زبیر صدیقی (مضمون)
۲۱۲- الضوء الامع للسخاوی ج ۱۲ تذکرہ ص ۹۸۰/خواتین اسلام ص ۲۰۰
۲۱۳- اعلام النساء ص ۱۳۲ ج ۲
۲۱۴- النور السافر عن ابناء القرن العاشر للعید الدولی ص ۴۹
۲۱۵- خواتین اسلام ص ۲۰۱ الاعلام ج ، ص ۳۰۶
۲۱۶- خواتین اسلام ص ۲۰۱
۲۱۷- مسلم خاتون کی تعلیم ص ۲۶۵

۲۱۸۔ مضمون محمد زبیر صدیقی بحوالہ السحب الوابلہ مخطوطہ بانکی پور لائبریری

۲۱۹۔ خواتین اسلام ص ۱۹۳

۲۲۰۔ الاعلام ج ۳ ص ۵

۲۲۱۔ الاعلام ج ۳ ص ۱۵۵

۲۲۲۔ اعلام النساء ج ۳ ص ۱۹۱

۲۲۳۔ اعلام النساء ج ۳ ص ۲۲۴

۲۲۴۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۲۳/ الاعلام ج ۳ ص ۲۳۹

۲۲۵۔ الاعلام ج ۵ ص ۱۳۰/ اعلام النساء ج ۴ ص ۹۴

۲۲۶۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۹۴

۲۲۷۔ اعلام النساء ج ۵ ص ۱۸۲

۲۲۸۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۳۷

۲۲۹۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۲۶۵

۲۳۰۔ اعلام النساء ج ۳ ص ۲۱۹

۲۳۱۔ اعلام النساء ج ۲ ص ۴۴

۲۳۲۔ خواتین اسلام ص ۲۰۰

۲۳۳۔ الاعلام ج ۳ ص ۷۷

۲۳۴۔ مسلمان عورتوں کی تاریخ ظہور سیوہاروی

۲۳۵۔ اعلام النساء ج ۵ ص ۲۱۳

۲۳۶۔ الدرالمنثور ص ۹۱

۲۳۷۔ الدرالمنثور ص ۹۳، ۱۹۲

۲۳۸۔ الدرالمنثور ص ۲۱۷

۲۳۹۔ الدرالمنثور ص ۳۳۷

۲۴۰۔ الدرالمنثور ص ۲۱۸

۲۴۱۔ الدرالمنثور ص ۴۰۸

۲۴۲۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۲۳

۲۴۳۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۲۲

۲۴۴۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۱۷۸
۲۴۵۔ اعلام النساء ج ۲ ص ۴۳
۲۴۶۔ اعلام النساء ج ۲ ص ۲۶۰
۲۴۷۔ اعلام النساء ج ۳ ص ۳۲۴
۲۴۸۔ الاعلام ج ۷ ص ۲۱۰/ اعلام النساء ج ۵ ص ۳۸
۲۴۹۔ اعلام النساء ج ۵ ص ۳۸
۲۵۰۔ اعلام النساء ج ۴ ص ۱۷۸
۲۵۱۔ خواتین اسلام ص ۲۰۲
۲۵۲۔ الاعلام ص ۲۱۰ ج ۷
۲۵۳۔ اسلامی معاشرت اندلس میں (زاہدہ خاتون) ص ۲۵ تا ۳۲
۲۵۴۔ الاعلام ج ۵ ص ۱۳۲
۲۵۵۔ اعلام النساء ج ۵ ص ۴۷ تا ۷۷
۲۵۶۔ اعلام النساء ج ۲ ص ۲۶۰
۲۵۷۔ مسلمان خواتین کی دینی و علمی خدمات ص ۳۷ پروفیسر محمد سلیم
۲۵۸۔ مسلمان خواتین کی دینی و علمی خدمات ص ۳۷
۲۵۹۔ مسلمان خواتین کی دینی و علمی خدمات ص ۶۹
۲۶۰۔ تذکرہ نسواں ہند ص ۱۳ (فصیح الدین بلخی)
۲۶۱۔ تذکرہ نسواں ہند ص ۳
۲۶۲۔ تذکرہ نسواں ہند ص ۳
۲۶۳۔ مسلمان عورتوں کی تاریخ ص ۸۲ (ظہور الحسن سیوہاری)
۲۶۴۔ خواتین عہد عثمانی ص ۱۰۳ تا ۱۰۷ نصیر الدین ہاشمی
۲۶۵۔ تذکرہ نسواں ہند ص ۴۵ تا ۵۱
۲۶۶۔ مسلم خواتین کی تعلیم ص ۲۳ تا ۲۹
۲۶۷۔ اسلامی مدارس و دار العلوم ص ۲۱ (شبلی نعمانی)
۲۶۸۔ الاعلام ج ۳ ص ۱۶

۲۶۹۔ مسلمان خواتین کی دینی و علمی خدمات ص ۹۳

۲۷۰۔ مسلمان خواتین کی دینی و علمی خدمات ص ۹۴

۲۷۱۔ ایضاً ص ۲۴

۲۷۲۔ مسلمان خواتین کی تعلیم ص ۲۴

۲۷۳۔ الدرالمنثور ص ۱۰۶

۲۷۴۔ الدرالمنثور ص ۳۶۷

۲۷۵۔ الاعلام ص ا ج ۵

۲۷۶۔ اعلام النساء ج ا ص ۵

۲۷۷۔ اعلام النساء ج ۵ ص ۴۰

۲۷۸۔ مسلمان خواتین کی دینی و علمی خدمات ص ۹۴ تا ۹۹

اللہ تعالیٰ سے تعلقِ بندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تعلقِ غلامی مستحکم بنانے کیلئے امیر عالمی دعوتِ اسلامیہ کی دیگر علمی وتحقیقی کتب

۱۔ شاہکار ربوبیت
۲۔ ایمان والدین مصطفیٰ ؐ
۳۔ حضور ؐ کا سفر حج
۴۔ امتیازات مصطفیٰ
۵۔ در رسول ؐ کی حاضری
۶۔ ذخائر محمدیہ
۷۔ محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
۸۔ فضائل نعلین حضور ؐ
۹۔ شرح سلام رضا
۱۰۔ حبیب خدا سیدہ آمنہ کی گود میں
۱۱۔ نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
۱۲۔ نماز میں خشوع وخضوع کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟
۱۳۔ حضور ؐ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
۱۴۔ اسلام اور تحدید ازواج
۱۵۔ اسلام میں چھٹی کا تصور
۱۶۔ مسلک صدیق اکبر ؓ۔ عشق رسول
۱۷۔ شب قدر اور اس کی فضیلت
۱۸۔ صحابہ اور تصور رسول ؐ
۱۹۔ مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی
۲۰۔ اسلام اور احترام والدین
۲۱۔ حضور رمضان المبارک کیسے گذارتے؟
۲۲ صحابہ کی وصیتیں
۲۳۔ رفعتِ ذکر نبوی ﷺ
۲۴۔ کیا رسول اللہ نے لوگوں کی اجرت پر بکریاں چرائیں؟
۲۵۔ حضور کی رضاعی مائیں
۲۶۔ ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
۲۷۔ عورت کی امامت کا مسئلہ
۲۸۔ عورت کی کتابت کا مسئلہ
۲۹۔ منہاج النحو
۳۰۔ منہاج المنطق
۳۱۔ معارف الاحکام
۳۲۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
۳۳۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
۳۴۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
۳۵۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
۳۶۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
۳۷۔ ترجمہ اشعت اللمعات: جلد ششم
۳۸۔ صحابہ اور محافل نعت
۳۹۔ صحابہ کے معمولات
۴۰۔ خواب کی شرعی حیثیت
۴۱۔ مزاحِ نبوی ﷺ
۴۲۔ تبسمِ نبوی ﷺ
۴۳۔ گریہ نبوی ﷺ
۴۴۔ مجلسِ نبوی ﷺ
۴۵۔ فضائل وبرکات زمزم
۴۶۔ اللہ اللہ حضور ﷺ کی باتیں
۴۷۔ جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
۴۸۔ کیا سگِ مدینہ کہلوانہ جائز ہے؟
۴۹۔ ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ؐ
۵۰۔ مقصد اعتکاف
۵۱۔ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ؐ
۵۲۔ صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ؐ
۵۳۔ رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں (مسئلہ ترک)
۵۴۔ محبت واطاعت رسول ﷺ
۵۵۔ آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور ؐ کا